اُس کی انلارجڈ تصویر کے سامنے کھڑی وہ آنکھوں میں ڈھیروں کیفیات لیے اس کے نقوش کو دیکھ رہی تھی۔

جنہیں دیکھتے ہوئے بار بار ہر بار ایک ہی لائن اس کے ذہن میں آتی تھی۔

"خدا اگر مرد کو ایسا حُسن دے تو عورت کو حیا نہ دے۔ "

اور اس بات پہ ہر بار اس کا ردِ عمل اس کے دل کو سرشار کرتا تھا، بہکا دیتا تھا۔

اس کے نقوش پہ اپنے مومی ہاتھ کی انگلیاں پھیرتی وہ اس نقوش کو محسوس کرنے کے لیے بے چین ہو رہی تھی جو گزشتہ ساڑھے تین سالوں سے اس کے لمس سے انجان تھے۔

"خلیفہ "!اس کا نام ایک سسکی کی مانند اس کے ہونٹوں سے نکلا تھا اور پھر قطار در قطار آنسو اس کی سیاہ آنکھوں سے پھسلتے گلابی رخساروں پہ پھسلتے چلے گئے۔

"سب کہتے ہیں کہ نہیں ہو کہیں آپ لیکن میرا دل یہ ماننے کو تیار نہیں ہے۔اگر آپ نہیں ہیں تو پھر میں کیسے ہو سکتی ہوں؟کیسے؟ "اس کی تصویر کے سامنے سر ٹکاتی وہ معمول کی مانند اپنا کرب بہا رہی تھی۔

وہ کرب جو اس نے ڈیڑھ سال ہوش و حواس سے بیگانہ رہ کر اور دو سال سے ہوش میں رہ کر محسوس کر رہی تھی۔

"جہاں بھی ہیں باخدا لوٹ آئیں کہ کہیں آپ کو دیکھنے کی آس میں یہ سانسوں کی ڈور تھم نہ جائے۔"اس کے نقوش کو وارفتگی و اداسی سے تکتی وہ شدتوں سے رو دی تھی کہ ساڑھے تین سالوں سے وہ اس چہرے کو، اس وجود کو، اس وجود کے لمس کو مجسمِ حقیقت محسوس کرنے کے لیے تڑپ رہی تھی۔

نہ تسلی نہ دلاسا نہ دعا کچھ بھی نہیں

کوئی شکوہ نہ شکایت نہ گلہ کچھ بھی نہیں

اک تکلف تھا، بناوٹ تھی مدارت تھی مگر

بعد برسوں کے ملے بھی تو ملا کچھ بھی نہیں

ہاں،، نہیں ،،، ٹھیک ہے ،، اچھا !کے سوائے

دیر تک بات ہوئی اور کہا کچھ بھی نہیں

تُو نے احوال ہی پوچھا نہیں ورنہ کہتے

اور سب ٹھیک ہے پر تیرے سوا کچھ بھی نہیں

لفظ خالی ہوں تو آواز بہت کرتے ہیں

بس وہی شور سنا اور سنا کچھ بھی نہیں

ہم تو ویسے بھی مسافر ہیں، نہ ہوتے تب بھی

اب ترے شہر میں رہنے کو رہا کچھ بھی نہیں

پہلے دو پل کی جدائی سے بھی جاں جاتی تھی

کب کے بچھڑے ہیں مگر دیکھ ہوا کچھ بھی نہیں

اتنا برسے تری تصویر بناتے ہوئے نین

بہہ گئے رنگ سبھی اور بنا کچھ بھی نہیں

-

صبح کی پرنور کرنوں نے" حیات حویلی "کے درودیوار پہ اپنی روشنی بکھیری تو ایک معمول کی ہلچل اور چہل پہل نے صبح کا آغاز خوش دلی سے کیا۔

روبینہ بیگم سوگوار اور سپاٹ سا چہرہ لیے تخت پر اپنی ساس حیات بیگم کے پاس بیٹھیں غیر مرئی نقطے کو گھور رہی تھیں۔

جبکہ زینب چچی اور چھوٹی مما کچن میں ملازماوں کے ساتھ ناشتہ تیار کروا رہی تھیں۔

کنزی جس کا نکاح ایک سال پہلے حسن سے ہو چکا تھا، ندا اور حنا مل کر ناشتہ دسترخوان پر بچھا رہی تھیں۔ اور رانیہ حاسن اور حازم کو سکول کے لیے تیار کر رہی تھی۔

تبھی وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی سیڑھیاں اترتی دکھائی دی تو روبینہ بیگم) بڑی ماما (نے بے ساختہ بہو کو دیکھا۔

جو پیسٹل کلر کے کرتا ٹراوزر میں ملبوس، دوپٹہ کندھے پہ رکھے، خوبصورت چپل پہنے چہرے پہ ایک متانت بھری سنجیدگی سجائے ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔

انہوں نے دیکھا کہ ان کے نزدیک آتے ہی اس کے بے رنگ چہرے پہ ایک مدہم سی مسکان پھیل گئی تھی۔

دھیرے سے اپنا سر بی جان کے سامنے جھکا کے اس نے ان کے سامنے اپنا سر جھکایا تو نجانے کیا کچھ یاد آنے لگا تھا۔

"ہمیشہ خوش اور سدا سہاگن رہو۔ "اس کا سر چومتے انہوں
نے حسبِ معمول دعا دی۔

جو دیتے ہوئے ان کا دل بھر آیا تھا تو سننے والی کا وجود جیسے
درد بن کے ٹوٹنے لگا تھا لیکن خوبصورت ہونٹوں پہ' آمین '
دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلا تھا۔

ان کو مارننگ وش کرنے کے بعد وہ کچن کی طرف چلی آئی
اور سب کے ساتھ ہلکا پھلکا سا ہاتھ بٹاتی ناشتہ دستر خوان پہ
سجانے لگی۔

"آج آفس نہیں جانا کیا رابی؟ "چھوٹی مما) عدینہ بیگم (نے اسے کام کرتے دیکھ کر استفسار کیا تھا۔

"نہیں چھوٹی مما! آج میری میٹنگ ہے تو میں تھوڑا لیٹ ہی میٹنگ کے لیے نکلوں گی اور پھر ممی سے ملتی ہوئی واپس آوں گی۔ "اس نے ہلکے پھلکے سے انداز میں انہیں جواب دیتے ہوئے پراٹھے دستر خوان پہ رکھے۔

"السلام علیکم "!جب سارے مرد اپنی تیاری مکمل کر کے دسترخوان پہ پہنچے تو ایک دم سے ماحول پررونق اور بھرا بھرا سا لگنے لگا مگر رحمان صاحب کے سلام کا جواب دیتی رابیل کا ذہن تو صرف اس شخص کے خیال میں اٹکا تھا جو موجود نہ تھا۔

"آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا؟ "اسے آفس اٹائر میں نہ دیکھ کر رحمان صاحب نے استفسار کیا۔

"جی! آج ہوٹل میں میٹنگ ہے تو میں تھوڑا لیٹ جاوں گی
اس لیے ابھی ریڈی نہیں ہوئی۔ "اس نے مسکرا کے کہتے
ہوئے انہیں تسلی دی جو بجھے بجھے اور اپنی عمر سے بڑے
دکھنے لگے تھے۔

"فضول میں الجھا دیا ہے پھر سے بچی کو اس بزنس میں۔روز
صبح اتنا سفر کر کے جاتی ہے اور پھر واپس آتی ہے۔تھکاوٹ
سے بچی کملائی ہوئی ہے۔ "بی جان نے حسبِ سابق موضوع

شروع ہوتے ہی اپنا اعتراض پیش کیا تو وہ دانستاً مسکرا دی تھی۔

"بی جان! یہ میں اپنی مرضی اور خوشی سے کر رہی ہوں۔ آپ جانتی ہیں ناں کہ خلیفہ اپنے کام کو لے کر کتنا ٹچی ہے تو واپس آنے پہ انہوں نے دیکھا کہ اس کے کام کا کسی نے دھیان نہیں رکھا تو ناراض ہوں گے۔ اس لیے میں سب کے ساتھ مل کے خلیفہ اور ممی دونوں کے بزنس کو بس دیکھ ہی رہی ہوں۔ باقی کام تو بڑے پاپا اور حنان بھائی ہی

زیادہ کرتے ہیں۔ "شگفتہ لہجے میں بولتی وہ بہت ساروں کے چہروں پہ تکلیف کے رنگ بھر گئی تھی۔

جبکہ اس کا چہرہ دیکھتی روبینہ بیگم کے دل میں جیسے شگاف پڑنے لگے تھے۔

"کیا یہ وہی چہرہ ہے جو خلیفہ کی موجودگی میں ہوتا تھا؟"

وہ اس کا مسکراتا چہرہ دیکھ رہی تھیں جو سر جھکائے اب ناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔

وہ ناشتہ جو فقط وہاں موجود نفوس کی تسلی کے لیے تھا۔

انہیں لگا وہ بیٹے کی غیر موجودگی اور بہو کی سیاہ بے رنگ آنکھوں کو دیکھ کر دکھ کی شدت سے مر جائیں گی۔

اپنے آنسو پیتے ہوئے وہ اس کا چہرہ دیکھ کر رحمان صاحب کے اشارہ کرنے پر ناشتہ زہر مار کرنے لگیں۔

اٹلی کے مشہور شہر روم کے اس۔۔۔۔۔۔۔ہوٹل کے لگژری روم میں اس وقت زرکاری روشنیوں میں سیاہ پینٹ میں ملبوس وہ وجیہہ اور شاندار سا مرد بنا شرٹ اور سلیپرز کے اپنے پیر دبیز قالین پر رکھتا ایئرپوڈز لگائے محوِ گفتگو تھا۔

بنا شرٹ کے ظاہر ہوتا کسرتی اور مضبوط سینہ جس پر ابھرے ہلکے بھورے بال، مضبوط بازوؤں کی نمایاں ہوتیں نسیں، کسی شاعر کی تخیل کردہ خوبصورت انگلیاں گردن کی ابھری مخصوص رگ کو ہولے ہولے مسل رہی تھیں۔

گفتگو شاید طبیعت کے برخلاف تھی تبھی وجیہہ چہرے پہ

چھائی کرختگی اور کشادہ پیشانی کے بائیں جانب پھڑکتی رگ

نمایاں تھی۔

اسی رگ کے بالکل قریب ایک گہرے کٹ کا نشان جیسے

چاند پہ گرہن ثابت ہو رہا تھا۔

سنہری چمکدار آنکھیں جو بات کے دوران مزید سنہری ہو

رہی تھیں، اٹل ارادوں کا پتہ دیتی کھڑی ناک، تراشیدہ گھنی

مونچھیں جو سگریٹ نوشی کی کثرت سے سیاہ پڑتے بالائی لب

کو ڈھانپنے کی کوشش میں ناکام ہو رہی تھیں۔

بھنچے ہوئے بھرے بھرے ہونٹ، ترشی ہوئی بیئرڈ اور شارپ جاءلائن کے ساتھ وہ ہلکا سا سنہری پن لیے بالوں کو سیٹ کیے بغیر کبھی ان میں انگلیاں چلا رہا تھا تو کبھی اپنی گردن کی ابھری رگ کو ہولے ہولے سے مسل رہا تھا۔

دو سے تین منٹ کی گفتگو کے بعد اس نے ایئرپوڈز نکال کے سفید بیڈ شیٹس سے کور میٹریس پہ اچھالے اور خود اپنی سفید بے داغ شرٹ کی طرف بڑھا۔

اگلے پچیس منٹ میں اپنی تیاری مکمل کرنے کے بعد جب وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا تو دروازے کے باہر مستعد کھڑے گارڈ نے فوراً پیر جوڑ کے سر ہولے سے خم کیا۔

لیکن وہ اس پر دھیان دیے بغیر دروازہ پار کرتا آگے بڑھ گیا تو گارڈ بھی اس کے پیچھے لپکا تھا۔

جبکہ دروازے پہ لگی 'Alice Romano' (ایلس رومانو) کی تختی جلی الفاظ میں جلملا رہی تھی۔

بڑی اور لمبی سی میز کے گرد سوٹس پہنے وہ سبھی اٹالین، سپینش اور ایشیائی مرد بڑی توجہ سے سامنے پروجیکٹر پہ چلتی تصاویروں کو دیکھ رہے تھے جنہیں ایلس کا پرسنل اسسٹنٹ نِک (Nick) پروجیکٹر پہ چلا رہا تھا۔

چند لمحوں کے بعد سربراہی کرسی پہ قدرے رخ موڑ کے پروجیکٹر کو دیکھتے ایلس نے تھوڑی کے نیچے رکھے ہاتھ کی انگلیوں کو حرکت دی تو نِک نے وہیں سٹاپ لے لیا۔

"جینٹل مین! آپ سب نے تصاویر دیکھ لی ہیں۔یہ سارے ڈیزائن اور ماڈلز ہمیں نا صرف تیار کرنے ہیں بلکہ اگلے مہینے تک ساری پارٹیز تک پہنچانے ہیں۔ "ایلس رومانو کا گھمبیر لہجہ انگریزی میں گونج رہا تھا۔

وہ سب مختلف ممالک کے لوگ تھے اور ایسی میٹنگز کے دوران وہ انگلش زبان کا استعمال کرتے تھے۔

"یہ ویپنز صرف یہاں تیار کریں گے یا پھر؟ "ایک سپینش آدمی نے استفسار کیا۔

"اونہوں! جس جس جگہ ہمارے آدمی ہوں گے لیکن ان

ویپنز پہ کسی ملک یا شہر کا نام کنندہ نہ ہو گا بلکہ میرا نام ہو

گا۔ "پراعتماد انداز میں کہتے ہوئے اس نے سب پہ طائرانہ

نظر ڈالی اور اس نظر نے سب کے چہروں سے آبزرو کیا کہ

کس کو اس کی بات اچھی لگی ہے اور کس کو گراں گزری

ہے۔

"کیا بہتر نہیں ہو گا کہ ہمارے مال پہ پہلے کی طرح الیگزینڈرو کا نام ہی لکھا جائے؟ "ان میں سے ایک آدمی نے اپنی زبان کھولی تو لہجے کا تیکھا پن سب کو محسوس ہوا۔

"الیگزینڈرو کا نام اس مال پہ لکھوا لینا جسے وہ اپنی نگرانی میں تیار کروائے گا۔ "بے نیازی سے کہتے ہوئے اس نے جیب سے ڈارک گلاسز نکال کے آنکھوں پہ لگائیں اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا۔

یہ اس کا اپنی طرف سے میٹنگ برخاست کرنے کا اشارہ تھا۔

اس کے اٹھنے پر سب اپنے گیجٹس سنبھال کے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن وہ کسی پہ بھی نگاہِ غلط ڈالے بغیر آگے بڑھا تو پھرتی سے اس کا پی اے اور گارڈز اس کے ساتھ ہو لیے۔

"ان سب پہ نظر رکھو نِک۔" تیز قدموں سے چلتے اس نے نک کو سوال و جواب کرنے کی طرف سے الرٹ رہنے کا اشارہ دیا تو جلدی سے سر خم کر گیا۔

سعدیہ بیگم کی گود میں سر رکھے وہ وہ لاتعداد سوچوں میں کھوئی ہوئی تھی جبکہ وہ اس کے سلکی سیاہ چمکتے بالوں میں انگلیاں پھیرتی اس سے بات کرنے کے لیے الفاظ جمع کرنے لگی۔

"رابی "!انہوں نے اسے متوجہ کرنا چاہا۔

"جی ممی "!اس نے آنکھیں کھول کے ان کا چہرہ دیکھا۔

"ایسے کیسے زندگی گزرے گی رابی؟ساڑھے تین سال گزر گئے ہیں اور ابھی تک اُس کی کوئی خبر نہیں آئی؟یہ سچ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی مر۔۔۔۔۔ "اس کے چہرے کو نظر میں رکھے وہ بول رہی تھیں جب اس نے تیزی سے ان کی بات قطع کی۔

"ممی پلیز!کچھ ایسا مت بولیے گا جو میرا دل دُکھا جائے۔ وہ میری پہلی یا اٹوٹ محبت نہیں تھا لیکن وہ میری آخری محبت ضرور ہے۔ایسی محبت جس کے بعد کسی کی چاہ نہ رہے۔ایسی

محبت جس کے لیے میں ساڑھے تین سال نہیں بلکہ ساڑھے تیس سال بھی اس کے لوٹنے کا انتظار کر سکتی ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ زندہ ہے۔وہ زندہ ہے کیونکہ میں زندہ ہوں۔ "اپنے بالوں میں چلتے ممی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں جھکڑتی وہ لفظ لفظ پہ زور دیتی بولتی رو دی تو آنسو کنپٹیوں سے ہوتے بالوں میں گم ہونے لگے۔

"لیکن رابی تم ایک آس کے تحت کیسے زندگی گزار سکتی ہو؟تم نے وہ کچلی ہوئی گاڑی نہیں دیکھی ورنہ اس کے لوٹ

آنے کے لیے پرامید نہ ہوتی۔ "روتے ہوئے وہ اس کے

ہاتھ چومتے ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

کیونکہ اس کی بے رنگ زندگی ان کا دل فنا کر رہی تھیں۔

اپنی شادی کے فقط چند ماہ بعد ہونے والے کار ایکسیڈینٹ میں

اُس نے ناصرف اپنے وجود میں پنپتی اپنی اولاد کو کھویا تھا

بلکہ اپنی سانسوں کی ضمانت بن چکے شوہر کو بھی کھو دیا تھا۔

یہ ایسا صدمہ تھا جس کی وجہ سے وہ کچھ عرصہ کومے میں

رہی جس کے باعث چند مہینے تو سٹیبل ہی نہ ہو سکی مگر پھر

روبینہ بیگم اور رحمان صاحب کی حالت دیکھ کر خود کو

سنبھالتی اٹھی تھی اور خود کو مگن کرنے کے لیے اُس کا بزنس سنبھالنے لگی تھی۔

اِس سارے دورانیے میں اُس نے ایک لحظہ کے لیے بھی اُس کے مر جانے کا یقین نہ کیا تھا لیکن سب کا کہنا تھا کہ کار اس بری طرح سے کچلی جا چکی تھی کہ اس کو باہر نکالنے کے بعد جب لوگ خلیفہ کو نکالنے کے لیے بڑھے تو آگ گاڑی کو پکڑ چکی تھی۔

یہ ساری تفصیل بہت سے لوگ اسے سنا کے زندگی میں آگے بڑھ جانے پر مجبور کر رہے تھے لیکن وہ گویا ہتھے سے اکھڑ جاتی تھی۔

وہ ہنوز اُس کے لیے' ہے 'کا لفظ استعمال کرتی اپنے نام کے ساتھ بڑے اعتماد اور یقین سے' رابیل علی خلیفہ 'لکھتی تھی۔

"ٹھیک ہے رابی۔جیسا کہ تم کہتی ہو کہ وہ لوٹ آئے گا۔وہ ٹھیک ہے لیکن اگر۔۔۔۔۔۔۔ "اس کی روتی آنکھوں کو دیکھ کر ممی جیسے کسی خیال کے تحت بولتے بولتے زرا رکی تھیں۔

"لیکن کیا ممی؟ "وہ الجھی تھی۔

"لیکن اگر اس کے لوٹنے پر تم اُس کی زندگی میں کہیں نہ ہوئی تو پھر؟ "جی کڑا کر کے انھوں نے استفسار کیا تو اس کا پورا وجود جیسے شل سا ہو گیا۔

"ممی؟ "اس کے لب ہولے سے سرسرائے جبکہ آنکھیں بے یقینی و خوف لیے ان کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔

"ساڑھے تین سال کا دورانیہ کم تو نہیں ہوتا رابی۔یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ جب وہ لوٹے تو اس کی زندگی میں کہیں بھی رابیل خان نہ ہو۔ "اس کی زبان تلخ حقیقت بیان کرتی اس کی بے یقین آنکھوں کو جیسے بے رنگ کر رہی تھیں جبکہ سماعتیں گویا سائیں سائیں کرنے لگی۔

اور دل۔۔۔؟؟

دل گویا کسی بھاری بوجھ تلے دبتا ہوا اس کی سانسیں دبوچ رہا تھا۔

میں اِن دنوں میں، عجب درد کی لپیٹ میں ہوں

یقین کرو مجھے تیری بہت ضرورت ہے ....

ــ

ـــ

مختلف آوازیں۔۔

شور۔۔۔

چیخیں۔۔۔

چوڑیوں کی کھنکھاہٹ۔۔۔۔

چہرے پہ سرسراتا آنچل۔۔۔۔۔

گردن کو چھونے والا نرم لمس۔۔۔

اور سرگوشی نما آواز

خلیفہ!

خلیفہ!میرا بچہ۔۔۔۔

تکیے پہ ادھر اُدھر سر پٹختے ہوئے مختلف احساسات و مناظر سے تصادم کرتا ذہن جیسے ایک دم سے چونکا اور وہ ایک جھٹکے سے بیٹھتا گہری سانسیں لینے لگا۔

"خلیفہ "!

"خلیفہ "!

نرم سرگوشی بار بار اس کے کانوں میں گونجتی اس کی سانسیں مزید تیز کر رہی تھی جبکہ ہلکے بھورے بالوں سے ٹپکتا پسینہ اس کے شرٹ لیس وجود سے پھسلتا اس کو تر کرنے لگا تھا۔

"واٹ دا ہیل آر یو کالنگ؟ "جب یہ سرگوشی سماعتوں پہ گراں گزرنے لگی تو وہ اپنے گیلے بالوں کو زور سے مٹھیوں میں جھکڑتا چیخا تو اس کی بلند آواز اس بڑے سے کمرے میں گونجتی دیواروں سے ٹکرانے لگی۔

ایک دفعہ پھر سے وہی کانوں میں گونجتی آوازیں، شور، شیشے ٹوٹنے کی آوازوں نے ایک ساتھ حملہ کیا تو وہ دم گھٹنے کے

باعث اپنی جگہ سے اٹھا اور اس سردی میں بھی فل سپیڈ میں اے سی آن کرتا لمبے سانس کھینچنے لگا۔

لیکن جب اندر کا دباو اور گھٹن کسی طور کم نہ ہوئی تو کمرے سے ملحقہ جم کا دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا تو یونہی ننگے پیر اور بنا شرٹ وہ دستانے پہنے بغیر زور سے پنچنگ بیگ پہ مکے مارتا اپنے اندر کی گھٹن اور غبار کو نکالنے لگا۔

"آئی ہیٹ دیز ساونڈ؟ آئی ہیٹ یور وائس؟ آئی ہیٹ۔۔۔۔ "

زور سے چلاتا وہ پنچنگ بیگ کو اپنے تشدد کا نشانہ بناتا اپنی زخمی ہوتی انگلیوں کی پرواہ کیے بغیر زور زور سے چیخے جا رہا تھا۔

جبکہ اس کے سر سے پانی کے قطروں کی مانند بہتا پسینہ اس کے وجود کو اس حد تک تر کرنے لگا کہ مدہم روشنی میں اس کے چمکتے وجود کی پشت پہ ایک مدہم سا نشان جھلک رہا تھا۔

وہی نشان جو اس کی پہچان بن چکا تھا۔

--

وہ سب اس وقت رات کے کھانے کے بعد ہال میں بیٹھے چائے پینے کے ساتھ ساتھ اپنی روٹین ڈسکس کر رہے تھے جب اپنے مگ سے چائے کے سِپ لیتی رابیل نے ایک طائرانہ نگاہ سب پہ ڈالی۔

"مجھے اٹلی جانا ہے۔ "اس نے فقرہ مکمل کر کے سب کے چہروں کو دیکھا جو استفہامیہ اور الجھے انداز میں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"کیوں؟ "بڑی مما کی خوفزدہ آواز گونجی۔

"ہماری کمپنی کے کچھ ڈیزائن ہیں جن کی انٹر نیشنلی انٹروڈیوس کروانا ہے۔ میری جو پرسوں میٹنگ ہوئی تھی۔اس میں احمد صاحب بتا رہے تھے کہ اس دفعہ بزنس ایگزیبیشن

اٹلی ہو گی۔اس لیے مجھے ایک دو دن تک جانا ہو گا۔ "ان کے خوف کو سمجھتے ہوئے وہ تفصیلاً گویا ہوئی تھی۔

"لیکن آپ اکیلی کیسے جا سکتی ہیں؟ "ان کا اضطراب ہنوز قائم تھا۔

"ڈونٹ وری ماما!میں پہلے بھی ایسے ٹریول کرتی رہی ہوں۔ " اس نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے انہیں تسلی دی اور مزید کہنے لگی۔

"اور ویسے بھی اس دفعہ علینہ اور حسن ساتھ ہی ہوں گے میرے۔ "اس نے بات مکمل کی تو انہیں کچھ تسلی ہوئی تھی۔

"آپ کو چاہیے تھا کہ آپ یہ سب پھر سے جوائن نہ کرتی۔اسی بزنس اور اس سے جڑے دشمن پہلے ہی سب ختم کر چکے ہیں۔اب ہم مزید نقصان برداشت نہیں کر سکتے۔ "بی جان نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"بی جان!آپ پریشان نہیں ہوں۔ یہ اس کی خواہش تھی اس لیے اسے روکا نہیں ہے۔آپ بس دعا کریں اس کے

لیے بھی اور جو موجود نہیں ہے اُس کے لیے بھی۔ "رحمان صاحب نے ماں سے کہا تھا۔

کیونکہ خلیفہ کے منظر سے ہٹنے پہ جب اس نے خود کو سنبھالنے کے لیے آفس جوائن کیا تھا تو رحمان صاحب نے پاور آف اٹارنی اس کے نام کر دی تھی اس لیے اب ساری میٹنگز اور ڈیلنگز وہی دیکھتی مگر حنان، حسن اور رحمان صاحب اس کے ساتھ ساتھ تھے۔

چونکہ ان کے ایکسیڈنٹ والے دن حاتم ان کے ساتھ تھا اس لیے حاتم اور خلیفہ دونوں کے موقع پہ جان بحق ہونے کی خبر آئی تھی۔

"آپ ساتھ نہیں جائیں گے ان کے؟ "روبینہ بیگم نے شوہر کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔فی الحال مجھے یہاں بہت ضروری کام ہے۔"وہ دوسری کمپنی کو چلا رہے تھے اس لیے وہ ان کے ساتھ اٹلی نہیں جاسکتے تھے۔

"کتنے دنوں کے لیے جانا ہے؟"ندا نے پوچھا۔

"ایک ہفتہ تو لگ ہی جائے گا۔"اس نے اندازاً جواب دیا۔

"ایک دن اور لگا آنا آپ اور میرے لیے زبردست سی شاپنگ کر کے لائیے گا۔ "ندا نے اس کے جواب پہ فوراً کہا تو وہ ہنس دی تھی۔

"زبردست سی شاپنگ تو میں تمہارے بھائی کے آنے پر اس کے کریڈٹ کارڈ سے کروں گی لیکن تم لوگوں کے لیے گفٹس لے آوں گی۔ "ہلکے پھلکے متبسم سے انداز میں وہ یوں گویا ہوئی کہ جیسے یہ نارمل سا تھا۔

وہ کہیں گیا ہوا تھا اور واپس لوٹنے والا ہو۔

"اوکے ڈن لیکن ڈیل یاد رکھیے گا۔ "دل میں درد ہونے کے باوجود ندا اس کے چہرے کو دیکھتی اسی انداز میں گویا ہوئی تو وہ جیسے کِھل سی اٹھی جبکہ سب مسکراتے ہوئے ان کی نوک جھونک سن رہے تھے۔

"میں بھی اپنی لسٹ لکھوا دوں، کریڈٹ کارڈ سے میرے لیے بھی میک اپ اسیسریز لے آیئے گا۔ "کنزی نے شوخی سے گفتگو میں حصہ لیا تھا۔

"بھئی تمہاری لسٹ مکمل کرنے والے ساتھ جا رہے ہیں تو تم ایک نہیں دو تین لسٹیں دو۔ کریڈٹ کارڈ استعمال کروانا میرا کام ہے۔ "حسن کو دیکھ کر اس نے شرارت سے دونوں کو چھیڑا تو جہاں کنزی شرم سے جھینپی تھی وہ پیسوں کا سن کے تڑپ اٹھا تھا۔

"توبہ کریں بھابھی۔ آپ تو خطرناک ارادے لے کر ساتھ جا رہی ہیں۔ "اس نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا تو سب اس کے انداز پہ ہنس دیے۔

"چلو اب اٹھ کے بھابھی کے ساتھ پیکنگ کرواتے ہیں اور ساتھ فرمائشی پروگرام بھی نوٹ کروا دیتے ہیں۔ "وہ سب رابیل کو ساتھ لیے اس کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

جہاں دروازہ کھلنے پہ سامنے دیوار پہ لگا شاندار سا پورٹریٹ دل کے زخم ہرے کر دیتا تھا۔

"یااللہ بھابھی نے بھائی کے واپس آنے کی جو امید آپ کے در سے لگا رکھی ہے۔یا خدا اسے کبھی ٹوٹنے نہ دینا۔"اس تصویر کو وارفتگی سے نظر بھر کے دیکھتی رابیل کو دیکھ کر گویا سب کے دلوں سے یہی دعا نکلی تھی۔

جو نجانے آسمان کی بلندیوں تک پہنچی تھی یا قبولیت کا درجہ پانے میں ناکام رہی تھی؟

کون جانے۔۔۔؟؟

آف وائٹ ٹراوزر کے ساتھ اولیو گرین فل سلیوز گرم ٹی شرٹ زیب تن کیے وہ شولڈرز پہ براون لانگ کوٹ رکھے، کھلے بالوں اور لانگ براون شوز کے ساتھ اپنے بازو پہ برانڈڈ بیگ اٹکائے متوازن چال چلتی حسن اور علینہ کے ہمراہ اٹلی کے معروف ہوٹل میں چیک ان کرنے لگی تھی۔

"کیا ایگزیبیشن اسی ہوٹل میں ہے میم؟ "اردگرد کی چکاچوند روشنیوں کو دیکھتی علینہ نے سوال کیا تو رابیل نے نظر گھما کے اسے دیکھا اور بنا جواب دیے سامنے ریسیپشنسٹ کے انگلش ایکسینٹ کو سننے لگی۔

"نہیں علینہ میڈم۔ہم اس ہوٹل کی جگمگاتی بتیوں اور شیشے کی دیواروں کو دیکھنے کے لیے یہاں ٹھہرنے لگے ہیں۔ "

رابیل نے تو کوئی جواب نہ دیا تھا کہ اس کی ایک نظر ہی کافی تھی لیکن حسن پہ تو کوئی قدغن نہیں تھی۔

اس نے فوراً علینہ کو دیکھتے ایسا جواب دیا تھا کہ وہ بیچاری شرمندہ ہوتی ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"چلو۔ "ہوٹل سرونٹ کے آگے بڑھنے پر وہ تینوں بھی اس کے پیچھے چلنے لگا جبکہ ان کا سامان لیے دو سرونٹس ان کے تعاقب میں چل رہے تھے۔

ان تینوں کا روم فورتھ فلور پہ تھا۔سب سے پہلے حسن، پھر علینہ اور اس کے ساتھ رابیل کا روم تھا۔

روم سرونٹس نے کیز، کارڈز انہیں تھما کے دروازہ کھول کے اچھے سے انہیں خوش آمدید کیا تو وہ ہولے سے سر خم کرتی اندر داخل ہونے لگی جب اس کی سرسری سی نگاہ اپنے روم سے ملحقہ روم کے دروازے کے ساتھ لگی نیم پلیٹ پہ پڑی۔

Alice Romano

اس سرسری سی نظر کو فوراً ہٹاتی وہ اپنے روم میں داخل ہو گئی۔

فریش ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں بھی اسی کے روم میں آ گئے۔جہاں انہوں نے کھانا منگوا کے نا صرف کھانا کھایا بلکہ اپنا پروجیکٹ بھی ڈسکس کرنے لگے۔

"ہمیں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔یہ بہت بڑا ایونٹ ہو گا۔ یہاں صرف بزنس اگزیبیشن ہی نہیں ہے بلکہ مافیہ کے لوگوں کا بھی کوئی گرینڈ ایونٹ ہے جس کے بارے میں ریسیپشن پہ بھی بات ہو رہی تھی۔اس لیے بی

کیئر فل لیڈیز۔ "حسن نے ڈسکشن کے بعد ان دونوں کو مخاطب کیا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگیں۔

"میں جانتی ہوں۔اٹالین مافیہ ویسے ہی بہت مشہور ہے اور ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ ایسے گرینڈ ہوٹل میں کوئی ایونٹ ہو اور مافیہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے کہ انہیں اپنی ڈیلنگز کے لیے ایسے ہی موقعوں کی تو تلاش ہوتی ہے۔ ہجوم اور ہجوم میں چھپے بہروپیے۔ "وہ تلخ لہجے میں بولتی اپنا لیپ ٹاپ بند کرنے لگی تو وہ بھی اٹھنے کی تیاری کرنے لگے۔

"گڈ نائٹ سینورا۔ "کمرے سے نکلتے ہوئے حسن نے شرارت سے ہانک لگائی تو وہ ہولے سے مسکراتی بنا لائٹس بند کیے وہیں تکیے پہ سر رکھتی سیدھا لیٹ گئی۔

"آئی مِس یو۔۔۔آئی مس یو آلاٹ۔ "آنکھیں ہولے سے موندتی وہ مدہم سی آواز میں بڑبڑاتی ہمیشہ کی طرح ایک تخلیاتی دنیا میں اس کے سنگ کچھ لمحے بتانے لگی جسے محسوس کیے جیسے صدیاں بیت چلی تھیں۔

مجھے اس کی آواز کا مرہم چاہیے

اسے کہو ناں کہ میرا نام پکارے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت ہوٹل روما کے ففتھ فلور پہ موجود تھی، جہاں ان کی کمپنی کے ڈیزائن ایزیبیشن کے لیے دیے جا چکے تھے اور اب وہ وائٹ سٹریٹ پینٹ کے ساتھ سٹائلش سی سلک کی

آف وائیٹ شرٹ جسے سامنے سے پینٹ میں ہلکا ٹک ان کر کے سائیڈوں سے اندر کی طرف فولڈ کیا ہوا تھا۔

گھنیرے سیاہ بال نیچے سے ہلکا سا کرل کر کے کھلے چھوڑے ہوئے تھے جبکہ میک اپ کے نام پہ مسکارا اور ڈارک ریڈ لپ اسٹک لگائی ہوئی۔

پیروں میں ہائی ہیلز پہنے، وہ ایک ہاتھ میں اپنا قیمتی کلچ پکڑے دوسرے ہاتھ میں سوفٹ ڈرنک کا گلاس لیے ادھر ادھر گھومتی مختلف لوگوں سے مل رہی تھی۔

علینہ اور حسن ایگزیبیشن میں موجود دوسرے پار ٹیسپینٹس کے مکمل اپنی تسلی کرنے کے لیے ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔

جبکہ وہ اپنا خالی گلاس ویٹر کو تھماتی واپس سے سامنے کھڑے ڈسوزا کی طرف متوجہ ہوئی ہی تھی کہ اس کے عقب میں نگاہ پڑتے ہی جیسے زمین و آسمان اس کے سامنے گھوم گئے۔

وہ سامنے کھڑے افراد کی پکار، ان کی بات الغرض ہر بات سے بے خبر بس آنکھوں میں ڈھیروں کیفیات لیے یک ٹک سامنے ہی دیکھ رہی تھی۔

خوبصورت سیاہ آنکھوں میں شاک، خوشی، خوف، بے یقینی، حیرت، جوش، ولولہ، چمک نجانے کیا کچھ اترنے لگا تھا۔

سیاہ ڈنر قیمتی اور چمکدار سوٹ میں ملبوس وہ شخص اپنے گردونواح سے انجان بہت سے لوگوں کی نگاہیں اور دھڑکنیں اپنے ساتھ باندھے بے نیازی سے چلتا آ رہا تھا اور اسے یوں دیکھ کر جیسے بے یقینی کے خول پہ یقین دھاک بٹھانے لگا۔

"خلیفہ "!نگاہوں کی بے یقینی کو جب اس کے ہونے کا یقین آیا تو وہ اپنا مقام، اپنا نام، اپنا مرتبہ، اپنا کام حتیٰ کہ اردگرد

کھڑے ملکی و غیر ملکی بزنس مین کو نظرانداز کرتی سیاہ لانگ ہیل میں مقید پیروں کے ساتھ دوڑتی ہوئی اس کی جانب بڑھی۔

جو پانچ سوٹڈ بوٹڈ آدمیوں کے ہالے میں چلتا ہوا اسی بے نیازی کا مینار لگ رہا تھا جس سے ساڑھے چار سال قبل وہ ملی تھی۔

وہ دوڑتی ہوئی اس کی جانب بڑھ رہی تھی۔اس سے قبل کہ وہ اس کے کشادہ سینے سے جا لگتی۔

اس کے ساتھ چلتے آدمی نے اسے نزدیک آتے دیکھ کر فوراً الرٹ انداز میں اس کے سامنے ہوتے اپنے بازو پھیلا کے اسے اپنی اوٹ میں کیا۔

اس گارڈ کے سامنے آنے پہ وہ بمشکل رکی اور اپنے بکھرتے سانسوں کو بحال کرتی کڑے تیوروں سے اسے گھورنے لگی۔

"ایکسکیوز می!ڈونٹ کراس یور لمٹ میم۔ "اس گارڈ نے بڑی شائستگی سے اسے ٹوکا جبکہ اس کے پیچھے کھڑے اُس کے باس کی آنکھیں ناگواری سے سامنے سفید پینٹ کے ساتھ سلک کی خوبصورت اور سٹائلش سی آف وائیٹ شرٹ زیب تن کیے کھڑی لڑکی کو تکتی اگلے ہی پل واپس جھک چکی تھیں۔

جبکہ اس آکورڈ سی سچویشن کو اٹلی کے اس معروف ہوٹل میں موجود بہت سارے ملکی و غیر ملکی بزنس مین ان کی طرف دیکھتے اپنی آمد کے مقصد سے بے خبر ہو چکے تھے۔

"شٹ اپ اینڈ ٹیک آ سائیڈ۔آئی وانٹ ٹو میٹ ود خلیفہ۔"

اتنے عرصے بعد اسے دیکھنے کا خوش کن اور جان لیوا احساس تھا کہ اس کی آواز مارے جذبات کے کپکپا رہی تھی۔

مگر جب اس کی بات کر بھی اس گارڈ نے سامنے سے ہٹنے کی زحمت نہ کی تو اسے اس کے پیچھے کھڑے خلیفہ پہ غضب کا غصہ آنے لگا۔

اگلے ہی لمحے وہ وہاں جاری بزنس پارٹی کو مکمل فراموش کرتی اپنے ازلی روپ میں آتی ایک جھٹکے سے گارڈ کو ہٹاتی اس کے

سامنے کھڑی ہوتی اس کے گریبان کو دونوں ہاتھوں سے تھام چکی تھی۔

اس کی اس حرکت پہ اس کے گارڈز نے فوراً اس کی جانب قدم بڑھائے تو اس کے جیسے سر پہ لگی اور تلووں پہ جا بجھی۔

"یہ سب کیا ہے خلیفہ؟پہلے تم اتنا عرصہ غائب رہے اور وہاں سب یہ سمجھتے رہے کہ ت۔۔تم م۔۔۔ "جذبات کی

شدت اور ماضی کے کرب کی درد سے اس کی آواز ڈوبنے لگی تھی۔

"اور اب تم اچانک سامنے آئے ہو تو می۔۔۔۔۔۔ "وہ جو نم آواز میں بولتی اس کے سیاہ کوٹ کے گریبان کو جھنجھوڑ رہی تھی اچانک سماعتوں میں گونجنے والی کڑواہٹ بھری آواز نے جیسے ایک دم سے اس کی ساری دنیا اس کی امیدوں اور خوش گمانیوں سمیت اندھیر کر ڈالی۔

"سٹے ان یور لمٹس لیڈی اینڈ ہو دا ہیل آر یو؟ہاو ڈیر یو ٹو ٹچ مائی کالر؟ "اس کے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے اپنے گریبان سے جھٹکتے ہوئے وہ اتنی بلند آواز میں دھاڑا کہ میوزک لگا ہونے کے باوجود ان کی آواز پورے فلور پہ گونجتی' رابیل خان 'کے دل و عزت نفس کو نیست و نابود کر گئی۔

"خلیفہ؟ "وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی جیسے آسمان کی بلندیوں سے یکلخت گہری کھائیوں میں جا گری تھی۔

"ہو دا ہیل از دس خلیفہ اینڈ ہو دا ہیل آر یو؟ "اس کی سرگوشی سنتا وہ جیسے ایک دفعہ پھر سے اپنا کنٹرول کھوتا غرایا تو وہ ایک دم سے لڑکھڑائی تھی اور اس شدت سے لڑکھڑائی تھی کہ شاید منہ کے بل اس چمکتے فرش پہ جا گرتی۔

مگر وہاں بھاگ کے آتے حسن کی مہربان بانہوں نے اسے فوراً سمیٹا۔

"بھابھی! آپ ٹھیک ہیں؟ "ایک دکھ و درد بھری نظر نخوت سے اپنا کوٹ اتار کے گارڈ کے ہاتھ میں تھما کے وہاں سے جاتے اُس شخص کی پشت پہ ڈالتے ہوئے اس نے اسے سنبھالا جو اس پل دنیا کے سامنے اُس شخص کی خاطر تماشا بن چکی تھی۔

"بھابھی! پلیز سنبھالیں خود کو۔ "اس کے بے جان وجود کو سنبھال کے اس کے کندھے کے گرد بازو لپیٹتے حسن نے پریشانی سے کہا لیکن وہ اسے نہیں سن رہی تھی اس کی سماعتیں اس وقت گویا جل رہی تھیں۔

"ساڑھے تین سال کا عرصہ بہت لمبا ہوتا ہے رابی۔اگر اس کے لوٹنے پہ اس کی زندگی میں کہیں بھی' رابیل خان 'نہ ہوئی تو؟ "دل کو چیر دینے والا سوال کا جواب اسے آج ملا تھا

"ہو دا ہیل آر یو؟ "اور یہ جواب اس کی ہستی کو نیست و نامود کر گیا تھا۔

اس وقت بہت سے کیمرے اس منظر کو کیپچر کر چکے تھے کہ مخالفین کے لیے تو یہ بہت بڑی بات تھی کہ پاکستانی بزنس وومین کو اس ایگزیبیشن سے کک آوٹ کرنے کا یہ اچھا موقع تھا۔

لیکن وہ اس وقت کچھ بھی محسوس نہیں کر پا رہی تھی بلکہ وہ سن ہوتے حواسوں کے ساتھ بس کچھ زہر آلود آوازوں کو سنتی حواس کھو رہی تھی۔

کیونکہ آج احساسِ زیاں کی نوعیت اور تھی۔ آج اذیت کا احساس انوکھا تھا۔

ناقابلِ یقین۔۔

ناقابلِ امید۔۔۔

ناقابلِ بھروسہ۔۔۔۔

اور

ناقابلِ برداشت۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت پاکستان میں ٹاپ ٹرینڈ پہ " ایس اے کے انٹرنیشنل کمپنیز "کی نئ سی ای او اور ایک اٹالین بزنس مین کی ملاقات کے چرچے تھے۔

نجانے جان بوجھ کے کیا گیا تھا یا اتفاق سے ہوا تھا لیکن اُس شخص کا چہرہ کیمرے میں کہیں نہیں تھا مگر اس کی طرف دوڑتی، اس کا گریبان پکڑتی پھر اس کی طرف سے جھٹلاتی رابیل کی واضح ویڈیو کلپس ہر طرف وائرل ہوتی رات و رات جیسے آگ لگا گئی تھیں۔

حسن اور علینہ کے پاس مسلسل کالز پہ کالز آ رہی تھیں لیکن وہ دونوں ہی ان کالز کو اگنور کیے اس بند دروازے کے کھلنے کا انتظار کر رہے تھے جو گزشتہ دس گھنٹوں سے بند کیے وہ بیٹھی تھی۔

"حسن پہلی فرصت میں جو بھی پہلی فلائیٹ مل رہی ہے اس پہ رابیل کو لے کر جلدی گھر آو۔" رحمان صاحب نے اس سے تفصیل نہیں پوچھی تھی لیکن وہ سب چیزوں کو ہینڈل کرنے کی کوشش کرتے حسن سے بس یہی کہہ رہے تھے۔

"کیسے لے کر آوں انہیں؟اور کیسے آ سکتی ہیں وہ بڑے پپا

جب کہ ان کا شوہر یہاں موجود ہے۔ "اُن کی ایک ہی بات

پہ اب کی بار بند دروازے کو یاسیت سے تکتا وہ جیسے دکھ

سے پھٹ پڑا تھا۔

"شوہر؟ "دوسری جانب وہ بیٹھے بیٹھے بے یقینی سے اٹھ

کھڑے ہوئے۔

"ہاں شوہر۔اور ان کا تماشا لگانے والا اور کوئی نہیں آپ کا بیٹا ہی ہے بڑے پاپا۔ "ابھی اس کو شیورٹی نہیں تھی کہ وہ شخص واقعی خلیفہ تھا یا نہیں؟

مگر جب رابیل اس کو خلیفہ مان کے اس کی طرف بڑھی تھی تو وہ کبھی ایسے یہاں سے نہیں جائے گی۔یہ بات وہ جانتا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم حسن؟ "اس کے کیے گئے دھماکے ان کے دماغ کی چولیں ہلا گئے تھے۔

"جو ہوا ہے وہی بتا رہا ہوں۔ "تھکے تھکے انداز میں کہتے ہوئے اس نے علینہ کو ریسیپشن سے رابیل کے روم کی ایکسٹرا کیز منگوانے کے لیے اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتی فوراً انٹرکام کی طرف بڑھی۔

"رابیل سے بات کرواؤ میری۔ "انہوں نے ذہن میں کلبلاتے سوالوں کے ساتھ بے چین ہوتے کہا۔

"وہ اس کنڈیشن میں نہیں ہیں۔ مسلسل دروازہ بند ہے ان کا۔ "اس کا جواب سن کر وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلنے لگا۔

"میں ایمرجنسی ٹکٹ کنفرم کروا کے آتا ہوں۔رابیل کی طرف دھیان رکھو اور اسے کسی جذباتی ردعمل سے روکنے کی کوشش کرنا۔ "ذہن میں ڈھیروں جمع تفریق کرتے ہوئے انہوں نے کال بند کی اور کسی کو بھی اس انکشاف کے متعلق کچھ بھی کہے بغیر فقط تسلی دے کر انہوں نے اپنے ریسورسز استعمال کر کے ایمرجنسی ٹکٹ کنفرم کروائی اور پہلی فلائٹ سے اٹلی جانے کے لیے تیار ہو گئے۔

وہاں جہاں ایک نئی داستان رقم ہونے کو تھی۔

اپنے کمرے میں چت لیٹی وہ سفید چھت کو یک ٹک دیکھتی لامتناہی سوچوں میں گم تھی جبکہ کھلی بے رنگ آنکھوں سے مسلسل بہتے آنسو کنپٹیوں سے ہوتے سفید نرم تکیے پہ بکھرے سیاہ بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

"ہو دا ہیل آر یو؟؟ "بار بار یہی کاٹ دار اور اجنبی لہجہ اس کی سماعتوں پہ دستک دیتا تو وہ جیسے سو بار مرتی تھی۔

"یا اللہ "!ازیت سے روتی وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی زور سے اپنے سینے پہ مارتی چیخی تھی۔

وہ اتنا اپنی ساری زندگی میں نہ روئی تھی جتنا وہ گزرے دس گھنٹوں سے رو رہی تھی۔

اس دفعہ کی اذیت اُس اذیت سے بھی زیادہ تھی جو تکلیف اسے اسے کے چلے جانے کا سن کے ہوئی تھی کہ تب تو امید زندہ تھی مگر اب۔۔۔۔۔۔؟؟

ایک دم سے دروازہ کھلنے کی آواز پہ اس نے کمفرٹر منہ تک گھسیٹا اور دم سادھے آنسو بہانے لگی۔

"بھابھی"!

"میم"!

حسن اور علینہ کی آواز ایک ساتھ کانوں میں پڑی تو اس نے زور سے آنکھیں میچیں اور ڈھیروں آنسو حلق میں اتارے۔

"بھابھی! پلیز سنبھالیں خود کو۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ خلیفہ بھائی نہ ہ۔۔۔۔۔۔۔ "اس کے کمفرٹر میں چھپے وجود اور کمرے کی ابتر حالت کو ایک نظر دیکھتے حسن نے دھیمے لہجے میں کہنا چاہا جب وہ بپھری شیرنی کی مانند ایک دم سے اٹھی۔

"وہ خلیفہ ہی تھا۔وہ شمشیر علی خلیفہ ہی تھا لیکن وہ میرا خلیفہ نہیں تھا۔ "بلند آواز میں کہتی وہ ایک دم سے پھوٹ پھوٹ کر روتی یوں بالوں میں انگلیاں پھنسا کے نوچنے لگی جیسے سب ہار بیٹھی ہو۔

اس کی حالت دیکھ کر علینہ بھی روتی ہوئی اسے کے پاس بیٹھتی اسے تسلی دینے کے لیے الفاظ جوڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر وہ اس وقت اسے نہیں سمجھا سکتی تھی کہ جو عورت اُس مرد کے زندہ ہونے کا یقین لیے تین ساڑھے تین سال سے

بیٹھی ہو۔جس کے بارے میں سب کہنے لگیں کہ وہ مر چکا ہے مگر وہ اسی کے نام کو اپنے ساتھ جوڑے اس کے لوٹ آنے کے لیے پرامید ہو۔

اور وہ شخص لوٹ آئے مگر ایسے لوٹے کہ اس کا بیگانہ پن جان لے لے تو احساسِ زیاں اور تکلیف ناقابلِ تلافی اور دلاسہ ہوتا ہے۔

"اوکے لیکن آپ پلیز روئیں نہیں۔خود کو ریلیکس کریں ایسے آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی۔"اس کی حالت دیکھتے حسن

نے نم آنکھوں اور لہجے کے ساتھ کہتے اس کے ہاتھوں سے بال چھڑوائے اور اسے زبردستی لٹایا۔

"آپ کہتی ہیں کہ وہ خلیفہ ہی ہے لیکن وہ یہ تسلیم نہیں کر رہے۔ اس بات پہ جتنا روئیں گی تڑپیں گی۔اتنا کم ہے۔ اس لیے بہتر یہی ہو گا کہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں یہ جاننے کی کوشش کریں کہ وہ تسلیم کیوں نہیں کر رہے؟ کیا پتہ یہ بات اس تڑپ کو کم کر دے۔ "اس پر کمفرٹر سیٹ کرتے ہوئے وہ اپنی لاابالی اور شرارتی طبیعت کے برخلاف

خاصے نرم لہجے میں گویا ہوا تو وہ ٹھہر کے نم آنکھوں سے اس کا چہرہ دیکھتی گویا اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

"آپ ابھی کچھ مت سوچیں پلیز۔بڑے پپا آ رہے ہیں کل۔اگر وہ خلیفہ ہوا تو وہ کہیں نہیں جائے گا ڈونٹ وری۔ "

اس کی آنکھوں میں چھایا استفہام دیکھ کر اس نے ہولے سے اس کا سر تھپتھپایا اور کمرے کی لائٹس مدہم کرنے لگا۔

"آپ مجھے بھائی مانتی ہیں۔پلیز اس رشتے کا مان رکھ لیجیے گا

اور اب خود کو رو کر اذیت نہ پہنچایئے گا کیونکہ آپ کی

تکلیف ہم سب کو تکلیف دیتی ہے۔"اس کے کمرے سے

نکلتے ہوئے حسن نے مان بھرے انداز میں کہا تو اس نے

ہزاروں آنسو حلق سے پیچھے دھکیلتے ہوئے بمشکل اثبات میں

سر ہلاتے کروٹ بدلی تو وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

جبکہ کروٹ کے بل سونے کی کوشش کرتی رابیل کے کانوں

میں وہی آوازیں گونجتی اس کے آنسو بے قابو کرنے لگیں۔

"اگر لوٹنے پر اس کی زندگی میں' رابیل خان' کہیں نہ ہوئی تو پھر۔۔۔؟؟"

"ہو دا ہیل آر یو۔۔۔؟"

گھڑی اتار کے سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کے جیسے ہی وہ سیدھا ہوا تو اس کے موبائل کی رنگ ٹیون بجنے لگی۔

اس نے نمبر دیکھ کر ہولے سے ایئرپوڈ پہ انگلی پریس کی۔

"ہیلو ایلس "!دوسری جانب سے ایک بھاری مگر وحشت زدہ سی آواز گونجی۔

"الیگزینڈرو "!اس نے جواباً کہا۔

"ڈیلنگ ہو گئی؟ "انگریزی لہجہ گونجا۔

"ہمم "!جواب حسبِ عادت مختصر تھا۔

"ہوٹل میں کیا م َیس پھیلا ہوا تھا کل؟ "الیگزینڈرو کی بات

پہ اس نے وال کلاک کی طرف دیکھا تو صبح کے ساڑھے چار

بج رہے تھے۔

"اٹینشن سٹنٹس ہیں۔ "اس نے بے نیازی سے کہتے ہوئے

اپنے جوتے اتار کے شرٹ اتار کے صوفے پہ پھینکی اور

حسبِ معمول ننگے پیر لیے اٹھا اور وارڈروب کی طرف بڑھ

گیا۔

"یہ سٹنٹس ہمارے لیے فائدہ مند نہیں ہیں۔وہ لڑکی تمہیں پکار رہی تھی۔ "الیگزینڈرو نے اس کی بے نیازی ختم کرنی چاہی۔

"مجھے ملنے والی سو میں سے ننانوے لڑکیاں مجھے پکار رہی ہوتی ہیں الیگزینڈرو۔میں ہر ایک کی پکار سُن کر اُن لڑکیوں کی آواز ہمیشہ کے لیے بند کروانے لگوں تو میرے باقی کام ماند پڑ جائیں گے۔ گرو اپ الیگزینڈرو۔ "لاپرواہی اور بے نیازی

سے کہتے ہوئے اس نے نیا سگار کیس نکالا اور اسی حالت میں صوفے پر بازو پھیلا کر بیٹھتا سگار سلگانے لگا۔

"وہ لڑکی تمہیں ملنے والی اُن ننانوے لڑکیوں میں سے نہیں ہے۔ وہ یہاں اپنی انٹرنیشنل کمپنی کے ماڈلز کی اگیزیبیشن کے لیے آئی ہے لیکن اب اُس کی اور تمہاری وہ ملاقات ٹاپ ٹرینڈ پہ ہونے کی وجہ سے اس کا ڈاون فال ہوا ہے کچھ ہی گھنٹوں میں۔ کیا تمہیں نہیں لگتا کہ اپنے بزنس کا یوں نقصان کرنے والی لڑکی کیوں تمہاری طرف بھاگی ہے اور ہمارا

اس کی آواز بند کروانا کتنا ضروری ہے۔ "الیگزینڈرو کی آواز میں چھپا اضطراب اسے غصہ دلانے لگا تھا۔

"ڈونٹ بی اوور سمارٹ الیگزینڈرو۔وہ اگر بزنس وومین ہے تو اس کو انڈر گراونڈ کرنے کی بجائے تمہیں اس سے بزنس میں انوالومنٹ بڑھانی چاہیے تاکہ انٹرنیشنلی ہمارا کام پھیلے۔ " ماتھے پہ بل ڈالے اس نے سرد لہجے میں مشورہ دیا تو وہ چپ سا ہو گیا تھا۔

"ہمیں اس وقت ایسے پلیٹ فارمز کی ضرورت ہے جو ہمیں مختلف ممالک میں کام پھیلانے میں مدد دیں اس لیے کسی بزنس کلاس بندے کو ڈائریکٹ ہاتھ مت ڈالو۔وہ ٹکرائی میں نے اس کو ٹوک دیا بات ختم۔ وہ کون ہے کیا ہے میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن میرا اس بات سے واسطہ ضرور ہے کہ تم ابھی اس لڑکی کو کچھ نہیں کہو گے کہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی یہ کہے کہ بزنس رائیول کی وجہ سے ایلس رومانو نے ایک لڑکی کا منہ بند کروا دیا۔"سرد اور قطعیت سے بھرپور لہجے میں کہتے ہوئے اس نے کھٹاک سے کال بند کر دی۔

"ڈیم اٹ!اب میں ان دو ٹکے کے مسئلوں میں الجھوں گا۔ "

تنفر سے کہتے ہوئے اس نے سگار کا گہرا کش لگایا اور سر صوفے کی پشت سے ٹکا دیا۔

چار نفوس ہونے کے باوجود اس وقت روما ہوٹل کے اس کمرے میں خوفناک سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

بڑے پپا نے توجہ سے اسے دیکھا جس نے دو دن سے وہی لباس زیب تن کر رکھا تھا جو اس دن وہ ایگزیبیشن کے لیے پہن کے گئی تھی۔

الجھے بالوں کا جوڑا بنائے وہ بیڈ پہ چوکڑی مار کے بیٹھی اپنے ہاتھ گود میں دھرے انہیں ہی گھور رہی تھی۔

جبکہ وہ تینوں اس کے نزدیک کرسیاں کیے براجمان تھے۔

"وہ ایلس رومانو ہے۔اٹالین مافیہ کا میمبر۔ جو بظاہر ہوٹل کنگ کی برانچز چلا رہا ہے لیکن اسی بزنس کی آڑ میں وہ

سمگلنگ کرتا اور کرواتا ہے۔ "علینہ کی گوگل سے لی گئی انفارمیشن انہیں جیسے سُن کر چکی تھی۔

"اِس بات کا کوئی سراغ نہیں ہے کہ وہ واقعی ایلس ہے یا خلیفہ سر ہیں لیکن اگر وہ واقعی خلیفہ سر ہیں تو یہ چانسز زیادہ ہیں کہ ان کی میموری لاس ہو چکی ہے۔ مگر اس سے بھی پہلے یہ بات آتی ہے کہ وہ پاکستان میں ہونے والے حادثے کے بعد یہاں اس مافیہ کے ہتھے کیسے چڑھے؟ "علینہ مزید

انفارمیشن دیتی جیسے خود کلامی کے سے انداز میں گویا ہوئی تو رحمان صاحب نے گہری سانس خارج کی۔

"اس بات کا جواب وہی دے سکتا ہے لیکن یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ خلیفہ ہے یا ایل۔۔۔۔۔ "ان کا انداز الجھا ہوا تھا۔

"خلیفہ ہے وہ۔ میرا دل اس کی موجودگی اور اُس کے ہونے پر مجھ سے دھوکہ نہیں کر سکتا ہے۔ "ایک دم سے ان کی بات قطع کرتی وہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟ "حسن نے کسی خیال کے تحت فوراً استفسار کیا۔

"ایلس رومانو کو شمشیر علی خلیفہ سے پہلی دفعہ متعارف کروانے۔ "سپاٹ لہجے میں کہتی وہ بنا کسی کو دیکھے واشروم کی

جانب بڑھنے لگی جب علینہ کی بے چین آواز نے اس کا تعاقب کیا۔

"لیکن میم اُس سے کوئی بندہ نہیں مل سکتا۔اس سے ملنے کے لیے ہفتوں اور بعض اوقات مہینوں پہلے اپائٹمنٹ لینے پڑتی ہے۔ "اس نے فوراً اطلاع بہم پہنچائی۔

"وہ مجھے ملنے کے لیے خود بھلائے گا علینہ۔ڈونٹ وری۔ "وہ مڑی اور اپنا ڈریس لیے وہ چینج کرنے کے لیے واشروم میں چلی گئی۔

اسے گئے پانچ منٹ گزرے ہوں گے جب کمرے کا دروازہ ناک کرتا ایک ملازم کم گارڈ اندر داخل ہوا۔

"اٹس این انویٹیشن فار رابیل خان فرام ایلس رومانو۔ "اس نے ایک چھوٹا سا بکے اور کارڈ حسن کی طرف بڑھایا جو شل

ہوئے وجود کے ساتھ کبھی اس کارڈ اور کبھی واشروم کے بند دروازے کو گھور رہا تھا۔

"کیا کر رہی ہیں آپ رابیل؟آپ کو نہیں پتہ کہ آپ کس کنویں میں گِر رہی ہیں؟وہ خلیفہ ہو گا لیکن ابھی وہ مافیہ میمبر ہے۔"رحمان صاحب نے اسے دیکھتے ہی گہری سنجیدگی سے کہا تو وہ رک کے چند لمحے انہیں دیکھتی رہی اور پھر آہستگی سے گویا ہوئی۔

"بڑے پاپا!میں اپنے نام کے ساتھ جڑے آپ کے بیٹے کے نام کو بچانے کی ایک کوشش کرنے لگی ہوں۔میں آپ کو اور بڑی مما کو ان کا بیٹا واپس دلانے کی کوشش کرنے لگی ہوں۔میں' حیات خاندان 'کو ان کا شمشیر علی خلیفہ لٹانے کی ایک کوشش کرنے لگی ہوں۔اس کوشش میں میرا دل واشگاف ہو گا مگر میں پھر بھی کرنا چاہتی ہوں۔ "ان کی طرف دیکھتی اس کی سیاہ آنکھیں بھیگنے لگی تھیں جبکہ سنجیدہ لہجہ اب آنسوؤں کی یلغار سے ڈوبنے لگا۔

"رابیل آپ۔۔۔" اس کے جواب پہ رحمان صاحب کا دل اس بری طرح سے بھر آیا کہ انہوں نے آگے بڑھ کے اسے ساتھ لگاتے خاموش تسلی دی۔

"میں نے کچھ گھنٹے پہلے خلیفہ کی ای میل آئی ڈی سرچ کر کے اس کو سب کچھ بتا کے اپنی اور اس کی تصاویر شیئر کی ہیں۔انہی تصاویر کو دیکھ کر اس نے بلوایا ہے مجھے۔" ان کے کندھے سے سر اٹھاتے اس نے آنکھیں صاف کرتے ہوئے

انہیں بتایا تو انہوں نے اب کی بار بنا کچھ کہے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

"میں ابھی کچھ نہیں کروں گی بڑے پپا۔ ابھی میرا فوکس صرف اسے اور اس کی ٹیم کو پاکستان جانے پہ مجبور کرنا ہے کیونکہ اسے خلیفہ، اس کی سرزمین ہی بنا سکے گی۔" ان کی آنکھوں میں دیکھ کر اس نے آہستگی سے انہیں اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور پھر اپنے بال سلجھا کے وہ کوٹ پہنتی باہر

نکلتی اپنے روم کے بالکل ساتھ والے دروازے کے سامنے جا رکی۔

سیاہ پینٹ اور سفید شرٹ میں ملبوس وہ دائیں ہاتھ میں سگار لیے ٹو سیٹر صوفے پہ پھیل کے بیٹھا کاٹ دار نگاہوں سے اپنے سامنے سنگل سیٹر صوفے پہ براجمان رابیل کو دیکھ رہا تھا۔

جو بلیک پینٹ ٹراوزر کے ساتھ چیرش جرسی اور سیاہ کوٹ پہنے، ہائی ہیلز اور پونی ٹیل کے ساتھ لبوں پہ حسبِ معمول ڈارک لپ اسٹک لگائے اعتماد سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"سو آپ کے کہے کے متعلق کہ میں ایلس نہیں خلیفہ نہیں ہوں۔شمشیر علی خلیفہ رائٹ؟ "اس نے بات کا آغاز کیا تو اس نے اس کے تلخ لہجے پہ جواباً بولنے کی بجائے سر ہولے سے خم کیا۔

"اور میں یہ بات کیوں مانوں گا؟ "اس کی سنہری آنکھوں کی تپش قابلِ دید تھی۔

"میں نے تمہیں کہا بھی نہیں ہے کہ تم میری بات مانو خلیفہ۔میں نے بس تمہیں کچھ سنیپس شیئر کی ہیں مجھے اچھا لگا کہ تم نے دیکھ کے مجھے بلایا۔ "وہ دو روز قبل کی ٹوٹی بکھری رابیل سے بہت مختلف اور پر اعتماد لگ رہی تھی۔

"ہاں میں نے تمہیں بلوایا تھا کہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ایلس رومانو کے ساتھ گیم کھیلنے والی لیڈی میں کیا گٹس ہیں لیکن

میں مایوس ہوا ہوں مس۔۔۔۔ "اس کو سر تا دیکھتا وہ اسے پہلی ملاقات والے خلیفہ سے بے حد مختلف لگا تھا۔

"مس سی او۔ "وہ جلدی سے بولی تھی۔ وہ دنیا کے لیے چاہے' ایس اے کے کمپنیز 'کی سی ای او بن چکی تھی مگر اُس کے لیے وہ ہمیشہ سی او تھی۔

"مس سی او۔آپ کے اندر واقعی گٹس نہیں ہیں۔اپنے ایکس ہزبینڈ کی یاد میں مجھ تک آنے پر تم نے اپنے شیئرز مارکیٹ

میں گرا لیے۔ "اس کے انگریزی لب و لہجے و زبان پر اسے

شدید تپ چڑھی اس پہ مستزاد' ایکس ہزبینڈ 'کے الفاظ جیسے

اندر تک جلا گئے تھے۔

لیکن نہیں۔ابھی نہیں۔۔۔۔

"میرے گٹس دیکھنے کے لیے مجھ سے ہاتھ ملانا پڑے گا مسٹر

سی ای او۔ مارکیٹ میں چاہے شیئرز ڈوب بھی گئے ہوں

لیکن تمہیں پاکستان میں تم لوگوں کا بزنس سٹارٹ کرنے کے

لیے جس کی ضرورت پڑنے والی ہے وہ میں ہی ہوں۔ "خود

اعتمادی اور بے نیازی سے کہتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھی

تھی۔

"اور اگر تم ہی نہ رہو تو پھر؟ "اس کے کھڑے ہونے پر

اس نے پلکیں اٹھا کے اپنی سنہری آنکھیں اس کی سیاہ

آنکھوں میں گاڑھتے سرد لہجے میں کہا تو پل بھر کے لیے

اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی۔

"تو میں یہی سمجھوں گی کہ تم واقعی تسلیم کر چکے ہو کہ تم ہی' خلیفہ 'ہو۔ "بہت سوچ سمجھ کے اس نے گہرا داو کھیلا تھا۔

"ڈیم اٹ!ہو دا ہیل از دس خلیفہ ؟جسٹ ہیٹ دس ورڈ؟ " وہ ایک دم سے بھڑک اٹھا تھا جبکہ اس کی اچانک پھولتی کنپٹی و گردن کی مخصوص رگ کو حیرت سے دیکھتی رابیل کی بیٹ مِس ہوئی۔

اس نے بنا ہلے اپنے کلچ سے اپنا کارڈ نکال کے اس کے سامنے میز پہ رکھا۔

"یہ رکھو تمہیں اس کی ضرورت پڑے گی۔" ایک الوداعی نظر اس پہ ڈال کر دروازے کی سمت بڑھ گئی۔

اس غیر فارمل میٹنگ سے پہلے جب اس نے اپنے آنسو پونچھ کے کچھ کرنے کی ٹھانی تو اس نے ایک گھنٹے کے اندر اندر

اپنا سارا ہوم ورک مکمل کر کے اس' مافیہ گینگ 'کی کمزوری پہ

ہاتھ ڈالا تھا۔

"اٹالین مافیہ کا پاکستان میں گرینڈ ہوٹل کا قیام"

--

پاکستان انٹرنیشنل ایئرپورٹ پہ چیک آوٹ کرتے ہوئے اس

نے آفیسر کی حیران اور بے یقین نگاہوں پہ بیزاری سے سر

جھٹکا تھا۔

ایسی ہی سچویشن کا سامنا وہ قطر ایئرپورٹ پہ بھی کر چکا تھا۔

اُسے اس وقت اس' خلیفہ 'نامی شخص سے چڑ سی ہونے لگی تھی جس کی مماثلت کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا۔

اسے ان ایئرپورٹس پہ ایسی سچویشن کا سامنا کرتے ہوئے یہ بات تو سمجھ آگئی تھی کہ' شمیشیر علی خلیفہ 'نامی وہ شخص کوئی عام شخص نہیں تھا۔

کہ جس کے مرنے کی خبریں ملکوں ملکوں پھیلی ہوئی تھی اور اب اس کے ہمشکل کو دیکھ کر وہ لوگ حیران ہو رہے تھے۔

اس کے پاکستان آنے کا فیصلہ اچانک اور جذباتی ہرگز نہیں تھا بلکہ وہ اس عورت کی جذباتیت کو استعمال کر کے اپنا کام کرنا چاہتا تھا اور اس کے اس منصوبے سے پہلی دفعہ الیگزینڈرو خوش نہیں تھا مگر وہ اسے زبردستی روک نہیں سکتا تھا۔

بلیک جینز کے ساتھ بلیو جرسی اور جیکٹ پہنے وہ سر پہ پی کیپ اور چہرے پہ سیاہ ماسک لگائے بگڑے ہوئے تیوروں

کے ساتھ اپنا مختصر سا سامان ساتھ آئے نِک کو پکڑائے

ایئرپورٹ کی پارکنگ سے نکلتے ہی اس نے الیگزینڈرو کے

پاکستان میں کسی میمبر کے بھیجی جانے والی گاڑی میں بیٹھا اور

ہوٹل کی طرف سفر رواں دواں ہو گیا۔

خلافِ معمول آج' حیات حویلی 'میں سب ڈنر کے بعد سٹنگ

ایریے میں بیٹھنے کی بجائے بی جان کے کمرے میں جمع

تھے۔ان سب کے ساتھ اس وقت سعدیہ بیگم بھی موجود تھیں جنہیں حنان لے کر آیا تھا۔

"میں ابھی آپ سب کو جو بتانے جا رہا ہوں اسے بہت تحمل اور صبر سے نا صرف سننا ہے بلکہ میری بات سمجھنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔"بڑے پپا نے سنجیدگی سے بات شروع کرتے ہوئے سب پہ طائرانہ نگاہ ڈالی۔

"کیسی بات؟"عدنان چاچو نے سب کے دلوں کا سوال اٹھایا۔

"خلیفہ زندہ ہے۔ "ان کے تین لفظ وہاں موجود لوگوں کو
ایک دم سے شاکڈ کر گئے لیکن اگلے ہی پل جیسے وہاں جیسے
جذباتی سی کھلبلی سی مچ گئی۔

"آپ۔۔آپ سچ کہہ رہے ہیں؟مم۔۔۔میرا بیٹا زندہ ہے؟ "
بڑی ماما نے بے تابی سے انہیں دیکھ کر رابیل کی طرف دیکھا
جس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

"کہاں۔۔کہاں ہیں وہ؟ "بیٹے کا سن کر وہ مکمل بے تاب ہو چکی تھیں۔وہ اسے سینے سے لگانا چاہتی تھیں۔

یہی حال سب کا تھا ماسوائے رحمان صاحب، رابیل اور حسن کے۔

"وہ جہاں بھی ہے بالکل ٹھیک ہے۔ وہ ابھی انڈر آبزرویشن ہے اس لیے ابھی گھر نہیں آ رہا لیکن جلد آ جائے گا۔ آپ سب کو پہلے اس لیے بتایا ہے کہ اس کے آنے پر کسی نے کوئی جذباتی ردعمل نہیں دینا ہے۔نا کسی کی کوئی بات کر اسے

کوئی رسپانس دینا ہے۔نا اس کے مر جانے کی خبر پر نہ اس کے زندہ ہونے کی خبر پر۔ "وہ بڑے نپے تلے انداز میں سب کو باخبر کر رہے تھے۔

اور جس فیز سے وہ ساڑھے تین سال پہلے گزرے تھے سب ہی ان باتوں کو سمجھ چکے تھے۔

"آپ ملی ہو اُس سے؟ "ان کی بات پہ سر ہلاتی روبینہ بیگم رابیل کی جانب مڑی تو اس کے دل سے اِک ہوک سی اٹھی۔

"جی دیکھا بھی ہے اور ملی بھی ہوں۔ آپ پریشان نہیں ہوں وہ جلد آپ کے سامنے ہو گا میرا وعدہ ہے یہ۔ "ان کے ہاتھ تھامتی وہ سنجیدگی و محبت سے بولی تو وہ اسے زور سے سینے کے ساتھ لگا گئیں۔

"انشاءاللہ !انشاءاللہ "!دل سے کہتے ہوئے وہ بہت سارے خوشنما لمحات بُن رہی تھیں جبکہ باقی سب بھی خوشی و جذبات

سے بھرپور چہرے لیے اس لمحے کا انتظار کر رہے تھے کہ جب وہ ان کے سامنے ہو گا۔

"نیکسٹ کیا کرنا ہے آپ نے؟ "وہ اس وقت رحمان صاحب کی سٹڈی میں ان کے سامنے کرسی پہ براجمان گلوب پہ نظر جما کے بیٹھی تھی۔

"وہ پاکستان آ چکا ہے بڑے پپا اور میں اس کے مجھ سے رابطہ کرنے کا انتظار کر رہی ہوں۔اس نے رابطہ کر لیا تو پھر اسے

یہاں لانا مشکل نہیں ہو گا۔ "وہ ذہن میں سارا پلان ترتیب دے چکی تھی اب بس اس پہ عمل پیرا ہونا باقی تھا۔

"رابیل! محتاط رہیے گا۔ میں اپنے بیٹے کو واپس لانا چاہتا ہوں۔اسے زندہ دیکھ کر دل پہلے سے زیادہ بیتاب ہو چکا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ ہمارے لیے آپ کی عزت اور جان قیمتی ہے۔وہ آپ کا شوہر ہے یہ بات آپ جانتی ہیں لیکن وہ نہیں۔وہ اس وقت اٹالین مافیہ ہے جس کے لیے نا

کسی کی جان قیمتی ہے نا عزت۔ "ان کے سنجیدہ لہجے میں بے پناہ پریشانی جھلک رہی تھی جسے وہ بخوبی سمجھ رہی تھی۔

"میں آپ کی بات سمجھ رہی ہوں اور یہ بات میں جانتی ہوں کہ وہ مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کبھی میرا رب مجھے اس سے یوں نہ ملواتا نہ میرے لیے ایسے راہیں ہموار کرتا۔ وہ میرا محافظ ہے وہ میرا قاتل یا لٹیرا نہیں ہو سکتا۔ "ٹھہر ٹھہر کے بڑے واضح الفاظ اور پر تیقین لہجے میں بولتی وہ انہیں لاجواب کر گئی۔

"خوش رہو بیٹا۔اللہ آپ کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ آپ اپنے گھر اور ہماری خوشیوں کے لیے سٹرگل کر رہی ہوں۔اللہ پاک آپ کو ان گنت خوشیاں اور سکون نصیب کرے۔ "وہ بہت فارمل رہتے تھے لیکن گزشتہ کچھ سالوں سے رابیل کے ساتھ انٹریکشن ایسا بن گیا تھا کہ وہ اس کے لیے بے حد سافٹ کارنر محسوس کرتے تھے۔

"آمین ثم آمین۔ "بھاری دل سے کہتے ہوئے وہ ان سے اجازت لے کر تھکے تھکے قدموں سے اپنے کمرے میں داخل ہوئی تو اپنا کوٹ اور سٹالر صوفے پہ پھینک کے سیدھی اس کی انلارجڈ فوٹو کی طرف گئی۔

اور پھر عادتاً اپنی پیشانی اس پہ ٹکاتی پلکیں موند گئی۔

"جو تکلیف تم نے اپنے لفظوں سے میرے دل کو پہنچائی ہے نا،وہ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ "خوبصورت کٹاو

دار ہونٹوں سے شکوہ نکلا جو ہمیشہ کی طرح درو دیوار سے لپٹ گیا تھا۔

مجھ سے پہلے ہی کہیں بیت گیا

میں نے جو شخص بسر کرنا تھا

\-----------------------------------

لگژری کمرے کے نرم بیڈ پہ لیٹا وہ بے چینی سے تکیے پہ سر پٹختا ہوا اچانک بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جھکڑنے لگا۔

"اللہ کسی مرد کو اتنا حسین بنائے تو پھر عورت کو حیا نہ دے۔ "کھکھلاتا ہوا مترنم مدہوش لہجہ۔

"مسٹر سی ای او کے ساتھ لنچ ڈیٹ چاہیے۔"

"خلیفہ"!

"سائیکو پیتھ سیریل کلر"!

"خلیفہ !ڈونٹ۔ "کھکھلاتا ہوا لہجہ۔

گردن کو چھوتا نرم لمس۔۔۔

اس کی پیشانی اور گردن پہ یکایک پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔

"خلیفہ سامنے دیکھیں پلی۔۔۔خلیفہ "!!!ایک نسوانی بلند چیخ کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں پٹ سے کھلیں اور وہ گھرے

سانس لیتا یک ٹک کمرے کی دیوار کو گھورتا گویا کچھ سمجھنے کی کوشش میں تھا۔

لیکن اس وقت ذہن اس کھکھلاتے لہجے، دوپٹے اور ہونٹوں کے نرم لمس اور اس خوفزدہ پکار میں الجھا ہوا تھا۔

"کون ہے یہ خلیفہ؟" یونہی چت لیٹے ہوئے اس کے لب بے آواز ہلے۔

"شمشیر علی خلیفہ اور رابیل خان "ایک دم سے کسی کا میل کیا گیا نکاح نامہ آنکھوں کے سامنے آیا تو گھٹن جیسے بڑھنے لگی۔

"آئی تھنک یہ اس خاتون کے مجھے وہ ڈیٹا بھیجنے کا اثر ہے۔ "

وہ انگریزی میں بڑبڑاتا ہوا اٹھا۔

اس وقت شدت سے اسے اپنے پنچنگ بیگ کی کمی محسوس ہو رہی تھی جو اس صورتحال میں اسے سنبھالتا تھا۔

اس نے الجھے ہوئے دماغ کے ساتھ اپنے موبائل اٹھایا تو روشن سکرین پہ اپنی تصویر کے نیچے لکھے "Alice Romano" کے الفاظ پہ اس کے اعصاب تن سے گئے۔

وہ پل میں ان خوابوں اور آوازوں کے اثر سے باہر آیا تھا۔اسے لمحہ نہ لگا تھا یہ سمجھنے میں وہ خواب کے زیرِ اثر آ رہا تھا۔

"یور آر گوئنگ ٹو بی کریزی ایلس۔یو شڈ کنسنٹریٹ آن یور ٹاسک۔ "خود کو ملامت کرتے ہوئے اس نے سائیڈ ٹیبل پہ پڑے سگار کیس سے اپنا فیورٹ سگار نکالا اور سلگانے لگا۔

اگلے ہی لمحے وہ ان خوابوں کے اثر سے مکمل طور پر نکلتا رات کے ساڑھے تین بجے نِک کو' ایس اے کے کمپنیز' کے ساتھ میٹنگ ارینج کرنے کا میسج سینڈ کرنے کے بعد اپنا لیپ ٹاپ کھولے کام کر رہا تھا۔

"ایلس پاکستان پہنچ چکا ہے۔ پاکستان میں جلال کو بولو اس پر نظر رکھے۔ "شراب کے گھونٹ بھرتا الیگزینڈرو سامنے موجود آدمی کو حکم دے رہا تھا۔

"تمہیں اس کو پاکستان جانے سے روکنا چاہیے تھا۔ تمہیں پتہ ہے کہ اس کی شکل ہمارے لیے پاکستان میں کتنی مصیبت بنا سکتی ہے۔ "اس کے ساتھ بیٹھا اک آدمی جھنجھلاتے ہوئے اٹالین میں بولا تھا۔چونکہ اس وقت کوئی غیر ملکی نہیں تھا اس لیے سب ہی اس وقت اٹالین میں ہی محوِ گفتگو تھے۔

"اُس کی شکل ہمارے لیے ہر جگہ ہی مسئلے بنا رہی ہے۔اس کے بارے میں پہلے سوچنا چاہیے تھا۔ اور جس قدر گرم دماغ وہ ہے اگر اسے زبردستی کسی کام کے لیے روکا جاتا تو وہ زخمی شیر بن جاتا ہے۔اس لیے اسے جانے دیا کہ اس کا جانا ایک طرف سے ہمارے لیے بہت فائدہ مند ہو گا۔اس کی دعویدار بیوی کی وجہ سے ہمارا بزنس وہاں سیٹ ہو جائے گا۔ "وہ تفصیلاً بات کلیئر کرتا خباثت سے ہنسا۔

"لیکن وہ اُس لڑکی کا کیا کرنا ہے؟وہاں صرف وہی تو نہیں ہے بلکہ اس کا خاندان ہونے کا دعوی لیے بہت سے لوگ ہوں گے؟ "اس کی بات سے قطعی محظوظ نہ ہوتے اس شخص نے دوسرا پہلو سامنے رکھا۔

"سارا کچھ سیٹل ڈاون ہو جائے گا لیکن جلال کو کہو اس لڑکی پہ خاص نظر رکھے۔جب ہمیں لگا کہ وہ لڑکی ہمارے لیے مسئلہ بن رہی ہے یا ایلس کو سو کالڈ ہزبینڈ بنانے پہ تل گئی ہے تو وہیں اس کا کام تمام کر دے۔ ایک ملک کے بزنس کے لیے سالوں کی محنت اور ایسا انعام بھاڑ میں نہیں جھونک سکتے۔ "اس کی سفاک آواز میں حوانیت بول رہی تھی۔

اور یہ بات تو سبھی جانتے تھے کہ ایک' ایلس رومانو 'کے لیے اٹالین مافیہ بنا سوچے سمجھے سینکڑوں کی جان لے سکتی ہے اور کڑوڑوں کا نقصان بھی کر سکتی ہے۔

ایسا ہی چمکتا ہوا سونے کا سکہ تھا وہ شخص جسے انہوں نے بڑی محنت اور صبر سے تراشا تھا۔

--

اس وقت وہ نِک کے ہمراہ بلیک اٹالین پینٹ سوٹ پہنے آنکھوں پہ سیاہ گلاسز لگائے سامنے موجود عمارت کو بغور دیکھ رہا تھا۔

اک دم سے اس کے اندر کی حالت عجیب ہونے لگی تو وہ سر جھٹکتا ہوا گیٹ کراس کرتا ہوا مضبوط قدموں سے چلتا ہوا جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا تمام ورکرز آنکھوں میں استعجاب اور بے یقینی کے رنگ لیے دنگ کھڑے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"اوہ مائی گاڈ! خلیفہ سر زندہ ہیں۔"

"خلیفہ سر لوٹ آئے ہیں۔"

ایسی ملی جلی آوازیں ایک فلور سے گونجتی بقیہ فلور کے ورکرز تک پہنچیں تو جیسے ایک ہلچل سی مچ گئی جبکہ اس ساری سچویشن اور نظروں سے مکمل بے نیاز وہ بنا کسی کے سلام کا جواب دیے ناک کی سیدھ میں چلتا رہا۔ تبھی ان کے ویلکم کے لیے کھڑی علینہ نے اسے دیکھتے ہی سر خم کیا اور حکم

کے مطابق بنا کچھ کہے وہ اسے لیے' مسٹر سی ای او' کے آفس روم کی طرف بڑھ گئی۔

"ویلکم ٹو پاکستان اینڈ یور کمپنی سر۔ ہیو آ سیٹ پلیز۔ "آفس میں داخل ہوتے ہی علینہ نے بڑے پروفیشنل انداز میں ایک غیر جذباتی سی مسکان ہونٹوں پہ سجا کے پاور سیٹ کی طرف اشارہ کیا تو اس نے گلاسز اتار کے نک کی طرف اچھالے اور خود ایک سپاٹ سی نظر آفس ٹیبل پہ ڈالی جس پہ رکھی

سنہری تختی پر سیاہ روشنائی سے بڑے واضح الفاظ میں لکھا ہوا تھا۔

"Shamsher Ali Khalifa..

CEO of SAK Companiese"

وہ اس تختی یا اس تختی پہ لکھے الفاظ پہ کوئی تاثر دیے بغیر کوٹ کا بٹن کھولتا بڑے اعتماد سے چلتا ہوا پاور سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

جبکہ نِک بڑی حیرانگی سے اس سنہری تختی پہ لکھے الفاظ دیکھ کر جیسے کچھ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مس سی ای او کہاں ہیں؟میٹنگ کا ٹائم ہو چکا ہے۔"کرسی پہ بیٹھتے ہی اس نے اپنی سرد نگاہیں علینہ کی طرف موڑیں لیکن علینہ سے قبل دروازے کی سمت سے کافی کھنکتے لہجے میں جواب آیا تھا۔

"میں یہاں ہوں۔ "سکون سے کہتے ہوئے وہ ہیل میں مقید پیر مضبوطی سے جماتی سیاہ آنکھوں میں اک انوکھی سی چمک لیے اسے دیکھتے ہوئے اس کے مقابل میز کے دوسری جانب رکھی کرسی پہ بیٹھ چکی تھی۔

"علینہ! مسٹر سی ای او کے لیے گرما گرم کافی لے کر آییۓ۔یاد رہے کہ کافی گرم ہو کیونکہ آپ کے' سر خلیفہ ' ٹھنڈی چائے اور کافی نہیں پیتے ہیں۔ " نظریں اُس پہ جمائے

اس نے' سر خلیفہ 'پہ زور دیتے ہوئے علینہ سے کہا تو وہ ہولے سے سر خم کرتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کیا آپ مجھے' خلیفہ 'کہنا بند کریں گی؟ "علینہ کے باہر نکلتے ہی اس نے بنا تمہید تیکھے چتونوں سے اس کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا۔

"بالکل مسٹر سی ای او میں ایسا ضرور کروں گی۔ لیکن یہاں موجود لوگ نہیں کریں گے کیونکہ ہم کسی ایلس رومانو کو

نہیں جانتے۔ہمارے لیے یہاں موجود شخص' شمیشیر علی خلیفہ 'ہے۔ "اس کی سنہری آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھے وہ سکون سے بولتی اس کی کنپٹی کی مخصوص رگ کو چھیڑ چکی تھی۔

"کہنا کیا چاہتی ہیں آپ؟ "اس کی سنہری آنکھوں کی برودت یکلخت بڑھی تھی۔

چونکہ بات پروفیشنل بیس پہ ہو رہی تھی اس لیے لاشعوری طور پر لفظ' تم 'ان کی گفتگو سے محو ہو چکا تھا۔

"میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اگر پاکستان میں ہوٹل کی اوپننگ کرنے کے لیے آپ کو میرے ساتھ تعاون کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ "اس نے سکون سے بات مکمل کی تو اس کا چہرہ تن گیا جبکہ دایاں ہاتھ فوراً گردن کی ابھری رگ کو مسلنے لگا۔

"کیسا تعاون؟ "اس کی کڑی نگاہیں اسی پہ مرکوز تھیں جو اپنی کرسی سے اٹھ رہی تھی۔

اس نے کرسی سے اٹھتے نِک کو باہر جانے کا اشارہ کیا۔ جس نے فوراً اپنے باس کی طرف دیکھا اور پھر اس کے اشارے پہ وہ خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھ چکا تھا۔

"ہر طرح کا تعاون۔ آپ پاکستان میں ہیں۔ یہاں آپ کے پاسپورٹ، آپ کے پیپرز، آئی ڈی کارڈ پہ لکھے' ایلس رومانو ' کو کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ یہاں آپ' شمشیر علی خلیفہ 'ہیں اور خلیفہ کی بیوی ہونے کے ناطے میں آپ کو یہاں اپنی اجازت کے بغیر کوئی کام کرنے نہیں دوں گی۔ یہ آپ کا

اٹلی نہیں ہے نا یہاں آپ اٹالین مافیہ راج کھیل سکتے ہیں۔ آپ شاید پاکستانی وومین وکٹم کارڈ کے استعمال سے واقف ہی ہوں گے؟ "دونوں اس وقت شُشتہ انگریزی کا استعمال کرتے ایک دوسرے کی نسیں دبا رہے تھے۔

"اور اگر یہ وومین ہی نہ رہے تو؟ "اس کی سفاک آواز گونجی تو پل بھر کے لیے اس کے پورے وجود میں ایک سرد سی لہر دوڑ گئی لیکن اگلے ہی لمحے وہ کھل کے مسکراتی ہوئی میز پہ ہاتھ جمائے آگے کو جھکی۔

"پھر تو وومین وکٹم کارڈ اور زیادہ اچھے سے استعمال ہو گا۔ "

اس کی آواز محظوظ کن تھی جو اس کا فشارِ خون اس قدر بلند کر گئی کہ اس کی پیشانی اور گردن کی رگیں پھولنے لگیں لیکن وہ خود پہ ضبط کیے بیٹھا رہا۔

"اس بلیک میلنگ کی وجہ پوچھ سکتا ہوں مس سی او؟ "پاور سیٹ پہ بیٹھے اُس کی بے تاثر نگاہیں اس پہ مرکوز تھیں جو

اس کی آفس ٹیبل پہ دونوں ہتھیلیاں زور سے ٹکائے قدرے جھک کے کھڑی چبھتی آنکھوں سے اس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"کچھ سال پہلے میں ہو گئی تھی بلیک میل اور آج اس بلیک میلنگ پہ پچھتا رہی ہوں لیکن مسٹر سی ای او اگر آپ اپنے ہوٹل کی برانچ کھولنا چاہتے ہیں تو آپ کو میری یہ شرائط ماننا ہوں گی۔ "بنا اس کی آنکھوں سے نظر ہٹائے وہ مضبوط لہجے میں بول رہی تھی۔

مگر اس کی آنکھوں کی غیر شناسا سی رمق اسے ڈھے جانے پہ مجبور کر رہی تھی۔

"ہنہ شرائط؟" اس کی بات پہ بڑے استہزائیہ انداز میں سر جھٹکتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک کاٹ دار نظر بلیو جینز کے ساتھ سفید بیگی سٹائل شرٹ پہنے سی او کو دیکھا جو یک ٹک اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اور آپ کو لگتا ہے مس سی او کہ آپ کی ان فضول شرائط کو میں مان لوں گا؟کیونکہ آپ کے بقول میرا آپ سے کسی زمانے میں کوئی ریلیشن تھا؟ سیریسلی؟ انٹرنیشنلی بزنس کرتے ہوئے آپ جیسی ورکنگ لیڈی ایسے ہتھکنڈے اپنائے گی اب؟ "آنکھوں میں کاٹ اور لہجے میں تمسخرانہ رنگ لیے وہ بے رحم انداز میں بولتا اس کے اندر کی رابیل کو جھنجھوڑ گیا۔

اور اسی رابیل کے زیرِ اثر آتی وہ گلے ہی لمحے اپنی ہتھیلیاں میز سے ہٹاتی پلک جھپکنے میں اس کی طرف آتی زور سے

دونوں ہاتھ اس کے سینے پہ جماتی اسے پیچھے کرسی کی طرف دھکیل چکی تھی۔

"میں ایسے اوچھے ہتھکنڈے استعمال نہیں کروں گی بلکہ میں مسز شمشیر علی خلیفہ کا روپ دھار کے تمہیں یاد دلاوں گی کہ میں کون ہوں اور تھی؟ "بپھری ہوئی شیرنی کی مانند کہتی وہ کرسی پہ اچانک اس کے دھکے کے باعث بیٹھنے والے خلیفہ کے گلے سے ٹائی کھینچتی اس کے سنبھلنے یا کچھ بھی بولنے سے قبل اس کے دونوں ہاتھوں کو زور سے اپنے

ہاتھوں میں تھام کے ان کے گرد ٹائی لپیٹی وہ اس کے کھلتے ہونٹوں پہ جھک چکی تھی۔

اس کی یہ بے باک حرکت اس قدر غیر متوقع تھی کہ اس کی پہلی جرات پہ ہق دق بیٹھا وہ اس کے ہونٹوں کے اس شدت بھرے حملے پہ سن سا ہو گیا۔

اس کے ہونٹوں کو زور سے اپنے ہونٹوں میں جھکڑے وہ اس پہ جھکی اس کی سانسیں پی رہی تھی جبکہ اس کے یوں

جھکنے پر اس کے سلکی پھیلتے ہوئے ان کے اردگرد ہالہ سا بنا گئے تھے۔

اس کے نرم ہونٹوں کے اس پرشدت لمس پہ اس کا دماغ ماوف ہونے لگا۔

ایک دفعہ پھر سے مختلف آوازوں، لمس، سرسراتے آنچل کی خوشبو، پکار نے ایک ساتھ اس پہ حملہ کیا تو وہ ماوف ہوتے دماغ اور بھاری ہوتی سانسوں کے ساتھ اچانک اس کے اپنے ہاتھوں کو جھکڑے ہاتھ کو گھما کے اپنے ایک ہاتھ سے جھکڑتا دوسرا ہاتھ ٹائی کی گرفت سے نکالتا اس کے سر کی

پچھلی طرف جماتا جیسے اپنی طرف اچانک بھڑک اٹھنے والی آگ کو مدہم کرنے کی کوشش میں اس سے بھی دگنی شدت سے اس کے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹوں اور دانتوں کی گرفت جماتا اسے لحظہ بھر کے لیے چکرانے پہ مجبور کر گیا۔

وہ جو اس کے طنز پہ بپھرتی ہوئی اس تک پہنچی تھی، اب اس کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی شدت، سانسوں کی لپک، ہونٹوں پہ اس کا مضبوط لمس اس کے حواس معطل کر رہا تھا۔ دونوں کا ایک ایک ہاتھ ایک دوسرے کی بیک گردن پہ جبکہ دوسرا ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ کو تھامے ہوئے تھا۔

یہ بڑھتی ہوئی مدہوشی بھری جسارت شاید مزید طول پکڑتی

کہ اچانک' ٹھاہ 'کی آواز پہ وہ جیسے بکھرتے حواسوں کے

ساتھ ہوش میں آئی تھی لیکن دوسری جانب شاید ایسا کوئی

ارادہ نہ تھا تبھی اس نے اس کی شدت سے نم ہوتی آنکھوں

کو میچتے ہوئے اس کے نچلے ہونٹ پہ زور سے اپنے دانت

گاڑھے کو اس کی گرفت ہلکی سی ڈھیلی پڑی۔

جس کا فائدہ اٹھاتی وہ اس سے فوراً چند انچ کے فاصلے پہ ہوتی

یونہی اس پہ جھکے گردن موڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے

لگی۔

جہاں دستک دینے کے بعد کافی کے ٹھنڈا نہ ہونے کا سوچ کر اندر آتی علینہ سامنے کا منظر دیکھ کر ہاتھوں میں پکڑی ٹرے پیروں میں گرنے سے نہ روک سکی۔

صد شکر کے اس نے بلیک لانگ شوز پہن رکھے تھے جو پیروں کو جلنے سے بچا گئے تھے لیکن اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں ان دونوں پہ مرکوز تھیں۔

بکھرے بالوں کے ساتھ خلیفہ پہ قدرے جھک کر نم آنکھوں، سرخ چہرے، کپکپاتے پھولے نم ہونٹوں اور بھاری کے ساتھ کھڑی رابیل اور اس کے ہاتھ تھامے گہری سرخ

آنکھوں کے ساتھ گہرے سانس بھرتا خلیفہ گود میں پڑی ٹائی، سرخ چہرے، نچلے نم ہونٹ پہ ہلکا سا کٹ لیے یک ٹک رابیل کو ہی گھور رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے اس نے پوری قوت سے اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے اسے پرے دھکیلا اور پھر بایاں ہاتھ زور سے میز پہ مارتے وہاں موجود اپنے موبائل سمیت بہت ساری چیزوں کو زمین بوس کرتا چیخا تھا۔

"نزدیک کیوں آئی میرے تم؟بولو کیوں آئی؟ "اس کی طرف مڑتے ہوئے اس نے آنکھوں کے کناروں میں نمکین پانی لیے ساکت مگر پر شکوہ نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتی رابیل کو دیکھا۔

"کیونکہ شوہر ہو تم میرے۔ "اس سے بھی دوگنی آواز میں وہ چیخی تو سچویشن کو اتنا انٹینس ہوتا دیکھ کر علینہ چپکے سے دروازے کی چوکھٹ پار کرتی دروازہ مکمل بند کر گئی۔

"ڈونٹ کال می یور بلڈی ہزبینڈ۔ "پوری قوت سے بائیں ہاتھ کا مکہ بنا کے میز کی سطح پہ مارتے وہ اس قدر بلند آواز میں گرجا کہ اس کی گردن کی رگیں پھول گئیں۔

لیکن وہ جیسے اس کے الفاظ سن کر ہتھے سے اکھڑ گئی تھی۔

"چٹاخ "!اس کا دایاں ہاتھ پوری شدت کے ساتھ اس کے دائیں رخسار پہ اتنی اچانک پڑا تھا کہ وہ چند لمحے تھپڑ کی شدت سے ٹلٹ ہوئے چہرے کے ساتھ ساکت کھڑا اسکریچ پڑی میز کی سطح کو سرخ آنکھوں سے گھورتا رہا۔

"جان لے لوں گی میں اگر بے خبری میں بھی ایسے الفاظ منہ سے نکالے۔ میرے خود پہ حاوی ہو جانے کے خوف کو اپنی بے جا چیخ و پکار کے پردے میں چھپانے کی کوشش مت کرو۔ "اس کی تلخ مگر بلند آواز میں کہے گئے آخری الفاظ جیسے اس کے وجود پہ تازیانے کی طرح برسے تھے۔

اس نے زور سے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچتے ہوئے گردن اس کی سمت موڑی اور سپاٹ مگر پر تپش آنکھوں سے اسے گھورنے لگا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ مجھے تمہارے خود پہ حاوی ہونے کا ڈر ہے؟ "اس کی آواز میں روح کو جلانے والا سرد و گرم سا احساس اس کی ہتھیلیوں میں سرسراہٹ پیدا کرنے لگا۔

"مجھے لگتا نہیں ہے بلکہ ایسا ہی ہے۔ میرے اس طرح قریب آنے پہ تم اپنی بے اختیاری سے خوفزدہ ہو چکے ہو۔ تمہیں ڈر ہے کہ کہیں تم چند ہی لمحوں میں ایلس رومانو کے اس جعلی بُت کو توڑ کر ہمارے خلیفہ نہ بن جاو۔ یہی خوف

تمہیں میرا سامنا کرنے اور میری باتیں ماننے سے روک رہا ہے۔ "ہتھیلیوں کی سرسراہٹ، دل کی تیز ہوتی دھڑکن پہ قابو پاتی وہ بمشکل نارمل آواز میں بولتی بمشکل اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔

جو اس کے الفاظ پہ مزید سرد ہو رہی تھیں۔

"میرے ساتھ یہ گیمز نہیں کھیلو۔ میں تمہارے بہت قریب رہ کے بھی جب واپس گیا تو تمہارا یہ خوداعتمادی کا بت بڑی بری طرح گرے گا۔ اور میں اس بت کو گرتے دیکھنا چاہوں

گا مس سی او۔مجھے چیلنجز اچھے لگتے ہیں اور چیلنج بھی جب آپ جیسی خاتون دے تو پھر۔۔۔۔۔۔۔"یکلخت پینترا بدلتے ہوئے وہ سپاٹ سی آواز میں بولتا ایک گہری نظر اس کے الجھے بکھرے سراپے پہ ڈالتا رکا تو اسے جانے کیوں اپنی اور خلیفہ کی پہلی ملاقات یاد آئی جب اس نے نظر اٹھا کے بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

"تمہیں یہ جان کر خوشی ہو گی کہ ایسے چیلنجز کے ساتھ چلنا میرا بھی پسندیدہ مشغلہ ہے۔ تو پھر شروع کریں اپنا کام۔ "

اس کی سنہری آنکھوں کی تپش اسے جانے کیوں بار بار ایک انہونا سا الارم دے رہی تھیں مگر وہ بظاہر پرسکون سے انداز میں گویا ہوئی تھی۔

"شیور۔ "کندھے اچکاتے ہوئے وہ واپس سیٹ پہ بیٹھ چکا تھا جبکہ وہ ایک نظر اس کے ہونٹ کے زخم پہ ڈالتی دوسری جانب جاتی ایک فائل اس کی جانب بڑھا گئی تھی۔

"یہ اس جگہ کے پیپرز ہیں جہاں آپ لوگ اپنا ہوٹل شروع کر سکتے ہیں لیکن یہ جگہ آپ کے نام تب لگے گی جب آپ کا کام مکمل ہو جانے والا ہو گا۔ "اس کے سامنے فائل رکھتی وہ اب مکمل پیشہ ورانہ انداز میں بولتی اپنے الجھے بالوں کو ہاتھوں سے سنوارتی ہلکا سا بن بناتی اس میں میز کے سائیڈ پہ پڑی پنسل اٹھا کے اڑکا چکی تھی۔

یہ جانے بغیر کہ اس کے وجود کی چھوٹی سے چھوٹی حرکت کو بغور دیکھتی سنہری آنکھیں مزید سلگنے لگی تھیں۔

"اس مہربانی کے بدلے مجھے کیا کرنا ہو گا؟ "ایک تفصیلی نگاہ فائل پہ ڈالتا وہ سکون سے بولا تو وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

"آپ کو اپنے اپارٹمنٹ میں شفٹ ہونا ہو گا مسٹر سی ای او۔ "لفظ لفظ پہ زور دیتی وہ اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی جن میں یکلخت ناگواری پھیلنے لگی تھی۔

"یہی شرط ہے آپ کی؟ "آواز و لہجہ سرد تھا۔

"یہ پہلی شرط ہے۔ کام کے ساتھ ساتھ شرائط میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ تحمل سے چلتے ہیں نا تاکہ چلنے میں مزہ آئے۔ "وہ اس کی کیفیت سے محظوظ ہو رہی تھی۔وہ جانتی تھی وہ جوا کھیل رہی ہے۔

یہ اس کے دل کو یقین تھا کہ وہی خلیفہ ہے لیکن اگر وہ یہ کبھی نہ جان پایا کہ وہ' رابیل 'ہے تو وہ کیا کرے گی؟

اس سوال کا جواب وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

اس کی بات پہ اس نے سامنے پڑی فائل اپنی طرف کی اور کھٹاک سے بند کر دی۔

تبھی رابیل نے ایک اور پیپر اس کے سامنے رکھا جو شاید نہیں یقیناً شرائط و ضوابط کا پیج تھا۔

جس پر ایک ہی شرط لکھی تھی ابھی جسے پڑھ کے وہ لب بھینچے سائن کر گیا۔

جبکہ اس کے سائن کرنے پہ اس نے بے ساختہ تشکر بھرا سانس حلق سے خارج کیا۔

اس لگژری اور بڑے سے وِلا ٹائپ اپارٹمنٹ کے فرنشڈ لاونج میں کھڑا وہ خاموش نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔

وہ ایک گھنٹہ قبل ہی ہوٹل سے چیک آوٹ کر کے اس اپارٹمنٹ میں پہنچا تھا۔

اس کے ہوٹل سے چیک آوٹ کرنے کی اطلاع فوراً اٹلی پہنچی تھی جس کے سبب الیگزینڈرو کی کال فوراً آئی تھی لیکن اس نے اس اپارٹمنٹ یا شرط کے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔

وہ اس معاملے کو اپنے طریقے سے لے کر چلنا چاہتا تھا۔ تبھی اس نے یہی کہا کہ ہوٹل میں وہ سیٹسفائیڈ نہیں تھا اس لیے شفٹنگ کی ہے۔

"نِک کل پہلی فرصت میں تم مجھے الیگزینڈرو کے بتائے گئے آرکیٹیکچر انجینیئر سے ملواو گے۔ جتنی جلدی کام شروع ہو جائے بہتر ہو گا۔ "اردگرد کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد اس نے نک سے کہا جس نے فوراً مودب انداز میں سر ہلایا۔

جبکہ وہ اپنا کوٹ وہیں لاونج کے صوفے پہ اچھال کر اپنی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے، گریبان کے اوپری بٹن کھولتا امریکن طرز کے جدید کچن کی طرف گیا اور پھر یونہی چلتے چلتے نچلے پورشن کا جائزہ لینے کے بعد سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

خوبصورت راہداری کے بائیں طرف بنے تیسرے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اس کی نظر اور قدم جیسے ٹھٹھک گئے تھے۔

ماسٹر بیڈ روم کے وسط میں پڑے جہازی سائز بیڈ کے بالکل اوپر رابیل اور خلیفہ کی ایک دوسرے میں مگن انلارجڈ تصویر اس کے دل و نظر کو جھکڑ چکی تھی۔

سفید ساڑھی میں ملبوس رابیل، گھنیرے بال کندھوں پہ بکھرائے دونوں ہاتھ خلیفہ کی گردن کے گرد حائل کیے مسکراتی ہوئی اس کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی جو اس کی طرف قدرے چہرہ جھکائے اس کی ٹھوڑی پہ لب جمائے اس کی کمر پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

اس کیپچر کیے لمحے میں چھپی محبت و چاہت محسوس کی جا سکتی تھی۔

تبھی اس نے بمشکل نگاہ پھیری تو بیڈ کی سائیڈ ٹیبلز پہ پڑی اُن دونوں کی فریمڈ تصاویر، دیواروں پہ ان کے محبت بھرے لمحات کی تصاویر اس کے اندر گھٹن سی بڑھانے لگیں تو اس نے بے ساختہ قدم واپس کو موڑے لیکن اگلے ہی لمحے وہ رک سا گیا تھا۔

"اونہوں! یہ سب چہرے کی مماثلت کی وجہ سے ہے۔مجھے اس سب کو اپنے نروز پہ حاوی نہیں کرنا ہے۔وہ چھٹانک بھر کی لیڈی جو بزنس میرے ساتھ کر رہی ہیں اس کو اسی کے لیے پھندہ بنانا ہے مجھے۔ اب اسے اپنے انداز میں لے کر چلنا ہے مجھے۔ "اپنے دل و دماغ کو الرٹ کرتا وہ جیسے خود کو پرسکون کر رہا تھا۔

پھر اس نے خود کو اس سب سے نپٹنے کے لیے اُسی کمرے کا انتخاب کیا۔ تاکہ وہ اپنے اعصاب کو باور کروا سکے کہ اس پہ یہ سب حاوی نہیں ہو رہا۔

جبکہ اس کے ساتھ آئے نِک نے نچلے پورشن میں اپنے لیے ایک روم سلیکٹ کر کے اپنا سامان وہاں رکھا اور پھر اس کا سامان سیٹ کرنے اس کے کمرے کی طرف بڑھا۔

جہاں اس کی ضرورت کی ہر چیز اپنی اپنی جگہ پہ آلریڈی سیٹ تھی۔

--

"کیا بات ہے؟خاصی تھکی ہوئی لگ رہی ہیں آپ؟ "آیت نے اسے دیکھا جو بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پہ دونوں پیر اوپر کیے بیٹھی تھی۔

چونکہ آج سنڈے تھا اس لیے مہندی کلر کی لانگ شرٹ پہنے وہ ہمرنگ ٹراوزر کے ساتھ گرم شال کندھوں پہ رکھے بالوں کا میسی سا جوڑا بنا کے بیٹھی تھی۔

"ہمم! خاصا ٹف ویک تھا یہ۔اب ویک اینڈ پہ سستی سی ہو رہی ہے۔دل چاہ رہا ہے کہ بی جان سے ایک عدد سر کی مالش کروا کے لمبا سا وارم شاور لوں۔ "سستی بھرے لہجے میں بولتی وہ ٹانگیں سامنے میز پہ پھیلا چکی تھی۔

"آپ کی تھکاوٹ جائز ہے مسز خلیفہ۔ایک اتھرے گھوڑے کو نکیل ڈال رہی ہیں آپ۔یہ کوئی آسان کام تھوڑی ہے۔ "

وہاں آتے حسن نے اس کی بات سنتے ہی اسے پوائنٹ مارا تو وہ آنکھیں کھولتی اسے گھورنے لگی۔

"کیسا اتھرا گھوڑا؟ "آیت نے فوراً پوچھا۔

"ہیں؟ آپ نے کبھی گھوڑا نہیں دیکھا؟ "حسن نے جس طرح معصومیت سے حیرانگی کا مظاہرہ کرتے جواباً سوال کیا وہ جھینپ اٹھی۔

"بد تمیز گھوڑا دیکھا ہے۔میں بس اس گھوڑے کا پوچھ رہی تھی جس کی تم لوگ بات کر رہے ہو۔ "وہ جھینپ مٹانے کو جلدی سے بولی تھی۔

"ہم بھی اسی گھوڑے کی بات کر رہے ہیں جس کو آپ نے دیکھ رکھا ہے۔ "اس نے بات گھماتے ذومعنی انداز میں کہا تو وہ جیسے اس کی چرب زبانی سے ہارنے لگی۔

"حسن تم سے جیتنے کے لیے جس ہمت اور صبر کی ضرورت ہے۔وہ صرف کنزی میں ہو سکتا ہے۔ "کنزی کو آتے دیکھ کر اس نے بلند آواز میں دونوں سے کہا تو وہ دانت نکوستا گویا اس داد کو وصولنے لگا تھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟ "تبھی قرآن پاک کی تلاوت ختم کر کے بی جان کمرے سے باہر نکلی تھیں۔

چونکہ تینوں خواتین اپنے ہزبینڈز کے ساتھ دوسرے شہر کسی عزیز کے ہاں کسی فوتگی پہ گئی تھیں اس لیے گھر میں خاموشی تھی۔

"آپ کو یاد کر رہی تھی میں بی جان۔میرے سر میں مالش کریں پھر میں نے شاور لینا ہے۔"بی جان کی آواز سن کر اس نے جلدی سے کہا تو وہ سر ہلاتیں اس کے نزدیک بیٹھ گئیں۔

اگلے پانچ منٹوں میں وہ فلور کشن پہ بیٹھی ہاتھ میں آئل کی بوتل پکڑے بی جان سے بالوں میں آئلنگ کروا رہی تھی جب اس کے موبائل کی رنگ ٹیون گونجنے لگی۔

"ندا یار موبائل دیکھنا میرا۔ "بی جان کی نرم انگلیوں کی سرسراہٹ سے اس پہ نیند طاری ہونے لگی تھی تبھی وہ نیند کے خمار میں ڈوبی آواز کے ساتھ بولی تو ندا نے صوفے پہ پڑا اس کا موبائل اٹھایا۔

"یہ کون ہیں؟مسٹر سی ای او؟ "ندا کی متعجب سی آواز پہ
اس کی آنکھوں سے نیند بھک سے اڑی اور وہ فوراً ہاتھ بڑھا
کے موبائل اس کے ہاتھ سے پکڑتی کال ریسیو کر چکی تھی۔

"السلام علیکم "!موبائل کان سے لگاتے اس نے دھڑکتے دل
سے اس پہ سلامتی بھیجی جسے وہ تین دن سے نہ ملی تھی نہ
اُس کی آواز سنی تھی۔

"ہیلو!ایلس رومانو سپیکنگ "!سلام کا جواب دیے بغیر اس نے 'ہیلو 'کہا تو سیاہ آنکھوں کی جوت بجھنے لگی تھی۔

"ہیلو ٹو یو مسٹر سی ای او!کیسے ہیں آپ؟ "آنکھوں کی بجھتی جوت کے برعکس آواز و لہجہ پر سکون تھا۔

"میں ہمیشہ کی طرح شاندار اور ثابت قدم۔ "اس کے خود اعتمادی سے کہنے پہ اس کے دل نے بے ساختہ' ماشاءاللہ 'کہا تھا لیکن بظاہر وہ بڑے سکون سے بولی تھی۔

"یہ بتانے کے لیے تو آپ نے ہرگز کال نہیں کی ہو گی تو کیوں نہ مدعے پہ آ جائیں۔" ایک محتاط سی نظر حاضرین و سامعین پہ ڈالتے اس نے حتی المکان لہجہ اور آواز مدہم اور پرسکون رکھے۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔جس اپارٹمنٹ میں میرے شفٹ ہونے کی شرط رکھی تھی اس اپارٹمنٹ میں شام چھ بجے آ

رہی ہیں آپ۔ "وہی سرد و گرم کا ملا جلا تاثر دیتا لہجہ اسے لحظہ بھر کے لیے ساکت کر گیا۔

اس کی ہارٹ بیٹ بے ساختہ مِس ہوئی تھی۔

"کیوں؟ "کن اکھیوں سے سب کو دیکھتی وہ سر میں ہوتی مالش کا اثر بھول چکی تھی۔

"بزنس کر رہی ہیں آپ میرے ساتھ تو یہ کیوں بنتا تو نہیں۔اور جہاں تک سنڈے کی بات ہے تو آپ کے نامدار

شوہر کا ہمشکل ہوں مجھے اتنی رعایت تو ملنی چاہیے ناں۔ "

بڑے سکون اور متانت سے کہتا وہ اسے ٹرگر کر گیا تھا۔

"کمینہ "!وہ بے ساختہ بالکل مدہم سا بڑبڑائی تھی اور پھر

ذہن میں جمع تفریق کرتی وہ حسن کو اپنی طرف متوجہ پا کے

ہولے سے بول اٹھی۔

"شیور!چھ بجے میں پہنچ جاوں گی۔ "اپنی بات پہنچا کے اس

نے بنا کسی الوداعی کلمات کے کال بند کر دی۔

"کہاں جانے کی تیاری کر رہی ہیں آپ؟ آج ہم مل کے ڈنر بنا کے چل کرنے والے تھے بھابھی۔" ندا نے اس کی کال بند ہوتے ہی شاکی لہجے میں کہا تو کنزی نے بھی اس کی بات کی تائید کی۔

"ایک ارجنٹ میٹنگ ہے۔" وہ معذرت خواہانہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"اللہ خیر کرے لیکن رات کے وقت اکیلے نہ جانا۔ حسن یا حنان کو ساتھ لے جانا۔ "بی جان نے چھ بجے کا سن کر اسے فکرمندی سے کہا کہ اسے لے کر سب بے حد کانشیئس ہو چکے تھے۔

"جی ٹھیک ہے۔ "ان کی تسلی کے لیے وہ مسکراتے ہوئے رضامند ہوئی تو حسن نے اسے بات سننے کا کہہ کے سائیڈ پہ آنے کو کہا۔

"بھائی کی کال تھی؟ "اس نے بلا تمہید سوال کیا۔

"ہمم۔ "اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"آپ منع کر دیتیں یار۔ بے شک وہ آپ کے شوہر ہیں لیکن وہ یہ بات نہیں جانتے اور ویسے بھی ابھی وہ جن لوگوں کے ساتھ ہیں ایسے وہ آپ کو بلا کے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ " حسن کے لہجے میں اس کے تفکر و ڈھیروں پریشانی تھی۔

"میں تمہارے بھائی کے بلانے پہ جا رہی ہوں حسن۔ اس کمینے نے مجھ سے تمہارے بھائی کا کہہ کے ہی ملنے کو کہا ہے اور بے فکر رہو۔جب مجھے لگا کہ وہ خلیفہ نہیں واقعی ایلس بن کے بلا رہا ہے تو میں جان لے کے یا جان دے کے بھی اپنا بچاو کر سکتی ہوں۔ "اس نے نپے تلے انداز میں اس کی تسلی اچھے سے کروائی تھی۔

"میں آپ کے ساتھ جاوں گا۔ "اس کی بات سن کر وہ اٹل لہجے میں بولا تو وہ مسکرا دی۔

"ضرور چلنا۔صرف تم ہی نہیں حنان بھائی بھی چلیں۔"اس کے مسکرا کے کہنے پہ اس کے اعصاب بھی پرسکون ہوئے اور مسکراتا ہوا واپس لاونج میں چلا گیا جبکہ وہ شاور لینے چل دی۔

بلیک پینٹ کے ساتھ سرخ ہائی نیک جرسی پہنے وہ کندھوں پہ لانگ سیاہ کوٹ رکھے بالوں میں سیاہ سلک کا رومال باندھے،

کانوں میں ڈائمنڈ کے ٹاپس پہنے، میک اپ کے نام پر
ہونٹوں پہ ڈارک لپ اسٹک سجائے، مومی پیروں میں سیاہ
کورٹ شوز پہنے برانڈڈ سیاہ بیگ بازو پہ ڈالے حسن اور حنان
کے ساتھ جب اپارٹمنٹ پہنچی تو چوکیدار نے اُن کی گاڑی
پہچان کر فوراً گیٹ کھول دیا۔

جبکہ اُن کی گاڑی کا ہارن سن کر اوپر کمرے میں موجود
خلیفہ نے اپنے کفس سے ' ایس اے کے ' کے نام سے کندہ
کف لنکس نکال کے یونہی ڈریسنگ ٹیبل پہ ڈال دیے اور پھر

بنا بیلٹ کھولے وہ اپنی سفید شرٹ پینٹ سے کھینچ کے اس کے تمام بٹنز کھول چکا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ عادتاً ننگے پیر چلتا ہوا سائیڈ ڈرا کی طرف گیا اور اپنا سگار کیس نکال کے بڑے پر سکون انداز میں پلٹتا صوفے پہ براجمان ہو چکا تھا۔

دوسری جانب لاونج میں موجود نِک بڑے روبوٹک انداز میں حسن اور حنان کو' رابیل 'کی میٹنگ کے متعلق بتا رہا تھا۔

"سر کی میٹنگ میم کے ساتھ ہے اس لیے میں آپ کو ان کے ساتھ اوپر نہیں جانے دے سکتا۔" اس کا انگریزی لہجہ قطعیت سے بھرپور مگر روبوٹک سا تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ؟" وہ دونوں جو اُس سے ملنا بھی چاہتے تھے۔اس حکم نامے پہ چڑ گئے تھے۔

"جان بوجھ کے کر رہا ہے وہ یہ سب۔ "ان کے برعکس وہ تحمل سے گویا ہوئی تھی لیکن اس کا دل اس میٹنگ کا سوچ کے جانے کیوں تیز تر دھڑک رہا تھا۔

"ان کی اِن حرکتوں کی دیکھ کے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ واقعی خلیفہ ہے۔کیونکہ جب ان کو زچ کرنے کی کوشش کی جاتی تھی تو وہ ایسے ایسے داو کھیلتے ہیں کہ اگلا چکرا کے رہ جاتا ہے۔تو ظاہر ہے یاداشت گئی ہے فطرت تو نہیں نا بدل

سکتی۔ "حنان بھنائے ہوئے انداز میں اردو میں بول رہا تھا

جبکہ بالکل سیدھا کھڑا نک ان کے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"اپنا خیال رکھیے گا اور کوئی بھی مسئلہ درپیش آئے تو فوراً

انفارم کیجیے گا۔ہم یہیں ہیں۔ "مدھم لہجے میں اسے تسلی دیتے

وہ باہر لان میں آ گئے اور چونکہ نِک کے علاوہ باہر موجود

سارے ملازم پرانے اور وفادار تھے اس لیے وہ وہیں لان

میں ٹہلتے اس سردی کو انجوائے کرنے لگے۔

۔

وہ اس گھر کے چپے چپے سے واقف تھی اس لیے بنا نِک کی کوئی خدمت لیے وہ اپنے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھا چکی تھی۔

اس کے اٹھتے ہر قدم کے ساتھ اس کے دل کی دھڑکن تیز تر ہوتی جا رہی تھی کہ اس وقت کی میٹنگ سے اسے کچھ اچھی وائبز نہیں آ رہی تھیں مگر پھر بھی وہ دل کو مضبوط

بناتی اس کمرے کے دروازے کے سامنے آن رکی جس کے سامنے وہ ایک دفعہ اس کو منانے کے لیے آدھی رات کو آن پہنچی تھی۔

گزرے لمحوں کے سحر سے بمشکل چھٹکارا پاتے اس نے ہینڈل پہ ہاتھ رکھ کے اسے گھمایا تو دروازہ وا ہو گیا لیکن اندر کے ماحول کو دیکھ کر جیسے اسے جھٹکا لگا تھا۔

مدہم سی روشنی، ہلکا ہلکا انگلش میوزک، مسحور کن مہک۔۔۔اس کا دل پل بھر کو اس بری طرح سے سہما کہ اس کا دل چاہا وہ واپس پلٹ جائے لیکن اپنی سوچ کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے اس نے قدم اندر رکھتے فوراً دروازے کے نزدیک لگے سوئچ بورڈ سے بٹن آن کرتے لائٹس روشن کیں تو کمرہ سفید روشنیوں سے جگمگاتا فضا کے بوجھل پن کو قدرے کم کر گیا۔

"مس سی او! کمرہ کسی زمانے میں آپ کی اور آپ کے شوہر کی ملکیت رہا ہو گا۔ لیکن اس وقت مجھے آپ کا مالکانہ انداز کچھ بھا نہیں رہا۔ "وہ کمرے میں چھانے والی روشنی میں اُن تصاویر پہ وارفتہ نگاہیں گاڑھ چکی تھی جب گھمبیر سی مردانہ آواز پہ اس نے میکانکی انداز میں بائیں جانب گردن گھمائی تو جیسے جسم کا سارا خون چہرے پہ آن سمٹا تھا۔

تھری سیٹر صوفے پہ قدرے پھیل کے بیٹھا وہ اس وقت صرف سیاہ پینٹ میں ملبوس، بنا شرٹ کے کسرتی وجود لیے

بائیں ہاتھ میں سگار لیے گہرے کش لگاتا اسے اپنی بے باک نگاہوں کی زد میں رکھے ہوئے تھا۔

"اور مجھے آپ کا یہ بے باک انداز کچھ بھا نہیں رہا۔میٹنگ کے لیے آئی ہوں۔اپنی حالت و حلیہ ٹھیک کرو۔ "فوراً سے پہلے نظر و چہرے کا رخ واپس تصویروں کی جانب موڑتی وہ تپے ہوئے لہجے میں بولی تو غیر متوقع طور پر اس کا بلند قہقہہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

"خوفزدہ کیوں ہو رہی ہیں مس سی او؟خود ہی تو مجھے کہہ رہی تھی کہ میں شوہر ہوں تمہارا۔ "ہنوز اس پہ نظریں جمائے وہ محظوظ کن انداز میں بولتا گویا اس کی حالت کے مزے لے رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا کہ شوہر ہو لیکن اس وقت آفیشل میٹنگ کے لیے موجود ہو اس لیے یہ شوہر والا کارڈ بعد میں کھیلنا۔ " اس کی پر تپش نگاہوں کی لپک محسوس کرنے کے باوجود اس نے اس کی طرف رخ کیے بغیر اسی انداز میں کہا تو اس نے

سگار ہونٹوں سے لگاتے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اپنی پیشانی کے اس نشان کو چھوا۔

"اوکے لیکن آپ کو جان کے افسوس ہو گا کہ اس دفعہ بزنس پارٹنر پاکستانی نہیں اٹالین مافیہ ہے جو زیادہ تر میٹنگز اسی حالت میں کرتے ہیں اور خاص طور پر تمہارے جیسی حسین عورتوں کے ساتھ۔" اپنی جگہ سے اٹھ کر یونہی ننگے دبے پاوں چلتا وہ اس کے عقب میں کھڑا ہوتا ڈھٹائی اور معنی خیزی سے بولا تو اس نے سر تا پا کرنٹ کھاتے ایک

جھٹکے سے مڑ کے اسے دیکھا جو اپنے چھا جانے والا سراپے اور مضبوط وجود کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا اس کی دھڑکنیں سست کر رہا تھا۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔ "اس کی طرف دیکھتے اس کی سیاہ آنکھیں اس کے چہرے کو دیکھتے نجانے کیوں بھیگنے لگی تھیں۔

"کیا میں؟ "اس کی آنکھوں کی بھیگی سطح کو ایک نظر دیکھ کر اس نے بڑی سہولت سے دایاں ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے اس کے کندھوں پہ رکھے کوٹ کو سرکایا تو کوٹ پل میں زمین بوس ہوا تھا۔

"تم لڑکیوں کے ساتھ واقعی ایسی میٹنگز کیا کرتے تھے؟ "

زمین پہ گرتے کوٹ، داہنے کندھے پہ موجود اس کے ہاتھ کے مضبوط لمس، اس کے ہاتھ میں سلگتے سگار کی خوشبو، اس کے مضبوط سینے سے اٹھتی تپش، اس قربت، اپنے خود کو

پڑھائے گئے مضبوطی کے سبق سب کچھ فراموش کیے وہ سیاہ آنکھوں کے کٹورے نمکین پانیوں سے بھرے لہجے میں ایک انجانا سا خوف لیے اس سے پوچھنے لگی۔

تو اس نے بڑی توجہ سے اس کی آنکھوں کو دیکھا تو اگلے ہی لمحے اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی نے اس کی آنکھوں کو چھوا تو آنسو آنکھوں کی دہلیز پار کرتے ہوئے رخسار پہ جا گرے۔

"اونہوں! ایسے مت دیکھو مجھے۔ آنسو بہاتی عورتیں مجھے زہر لگتی ہیں لیکن تم اپیل کر رہی ہو مجھے۔" تھوڑا سا پیچھے مڑ کے

اس نے سگار بجھا کے وہیں رکھا اور پھر واپس اس کی سمت مڑتا وہ دونوں ہاتھوں کے ہالے میں اس کا چہرہ بھرتا انگوٹھے اس کی بھیگی آنکھوں پہ ہولے ہولے رکھتا گھمبیر لہجے میں بولا تو وہ اس کے الفاظ سے مدغم ہوتی سانسوں کے ساتھ دبا دبا سا چلائی۔

"مجھے بتاو خلیفہ کہ کیا تم وہاں لڑکیوں کے ساتھ ایسی میٹنگز کرتے تھے جیسے تم نے بات کی ہے؟ "اس کے لفظ لفظ سے

بے چینی اور خوف جھلک رہا تھا جو سامنے کھڑے مرد کو بخوبی محسوس ہو رہا تھا۔

"اونہوں! یہ ایکسپیر ینئس میں اس خاتون کے ساتھ کروں گا۔جس نے مجھے اوپن چیلنج دیا تھا۔" اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ اس کے وجود کو ٹھٹھرا سا گیا تھا۔

اس کی ساکت ہوتی آنکھوں پہ پھونک مارتے ہوئے اس نے بڑے سکون سے اس کے بالوں سے بندھے رومال کو کھینچا تو بال لہراتے ہوئے کمر پہ بکھر گئے۔

تبھی وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوتی ایک سائیڈ پہ ہوئی تھی۔

"یہ تو مجھے کچھ سال پہلے ہی پتہ چل گیا تھا کہ تم کس قدر بے باک اور میسنے انسان ہو جسے صرف ایک اشارہ چاہیے اور پھر تمہارے اندر کا عمران ہاشمی باہر آ جاتا ہے۔اور اب تو خیر سے جن جگھوں کا پانی تم پی چکے ہو اب تو بے شرمی اور ڈھٹائی کوٹ کوٹ کے بھری ہو گی اس میں کوئی شک و شبہہ نہیں رہا۔ لیکن میرے ساتھ یہ ڈرامے نہیں کرو۔ "اس نے

چند قدم کا فاصلہ بناتی وہ سینے پہ دونوں ہاتھ جمائے لفظ لفظ پہ زور دیتی طنزیہ لب و لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"کیوں؟ کیوں نہ کروں؟ جان بوجھ کے مجھے یہاں بھیجا ہے تم نے اب ان تصویروں کو دیکھ کر میرے جذبات میں جو طغیانی آئی ہے۔ اسے تم پہ ہی آزماؤں گا ناں۔ آخر کو بیوی ہو تم میری۔" وہ اسی کے الفاظ اس پہ استعمال کرتا بے باک الفاظ کا مظاہرہ کرتا صوفے پہ واپس سے بیٹھ چکا تھا جبکہ وہ

زمین سے اپنا کوٹ اٹھاتی تھری سیٹر صوفے کے ساتھ پڑے سنگل سیٹر صوفے کی جانب بڑھ رہی تھی۔

جب سکون سے بیٹھے خلیفہ نے دائیں ٹانگ اس کی بائیں ٹانگ کے سامنے کی تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی بنا سنبھلے اس کی آغوش میں جا گری۔

اب پوزیشن کچھ یہ تھی کہ وہ اس کی داہنی ٹانگ پہ ٹیڑھی سی اس انداز میں بیٹھی تھی کہ اس کی ایک ٹانگ اس کی ٹانگ کے ایک طرف اور دوسری ٹانگ دوسری طرف تھی۔

جبکہ پشت اس کے برہنہ وجود سے ٹکرا رہی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ "بری طرح برافروختہ ہوتے ہوئے وہ فوراً اس کی گرفت سے نکلنے لگی مگر اس نے فوراً دایاں ہاتھ اس کے پیٹ کے گرد حائل کرتے اسے اپنے ساتھ بھینچا تو اس کی دھڑکنیں سست پڑیں۔

"کیا تم اپنے شوہر کو چھونے پر یہی کہتی تھی؟ "بائیں ہاتھ سے اس کے بائیں کندھے پہ بکھرے بال سمیٹ کر دائیں کندھے پہ ڈالتا وہ مصنوعی معصومیت کا مظاہرہ کرتا اس کے

کندھے اور گردن کو اپنی پر تپش سانسوں سے دہکانے لگا تو اس کو یکایک فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟چھوڑو مجھے خلیفہ۔"اتنے عرصے بعد اس کا ایسا لمس اس کے جذبات پہ بھاری پڑ رہا تھا۔

وہ اسے بیوی نہیں مانتا تھا لیکن وہ اس کا شوہر تھا اور اب تو کوئی شک و شبہہ اسے رہا نہیں تھا مگر ایسے وہ اس کی بے باکیاں برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"اونہوں!میٹنگ کے لیے آپ کو تیار تو کر لوں مس سی او۔ "بے رحمی سے کہتے ہوئے اس نے اس کی پلک جھپکتے ہی چہرہ اس کی گردن میں چھپایا تو ہونٹوں کے سلگتے لمس اور مونچھوں کی چبھن پہ وہ جیسے تھراہ سی گئی۔

"پیچھے ہٹو۔ "اس نے اپنی کہنی اس کے پیٹ میں کھبوتے اسے دور کرنا چاہا لیکن وہ جابجا اس کی گردن پہ اپنا لمس بکھیرتا جیسے اس کی جان ہلکان کر رہا تھا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ مجھے اوپن چیلنجز بہت پسند ہیں

اور۔۔۔۔۔ "ایک دم سے اس کی گردن سے چہرہ ہٹاتے

ہوئے اس نے اس کے پیٹ کے گرد ہاتھ رکھتے اسے پل

میں گھما کے اپنے ساتھ صوفے پہ اس انداز پہ پٹخا کہ اس کا

سر صوفے کی ہتھی پہ جبکہ ٹانگیں ٹیڑھی سی ہو کہ نیچے لٹک

رہی تھی اور وہ اپنا چھا جانے والا سراپہ لیے فوراً اس پہ جھکا

تو اس سچویشن پہ رابیل نے حلق تر کرتے ہوئے آنکھیں

پھیلا کے اسے دیکھا۔

جو آنکھوں میں پر تپش سی لپک لیے اس پہ جھکا اس کے چہرے کے نقوش کو اپنی نگاہوں سے اس طرح سے چھو رہا تھا کہ اس کا چہرہ پل میں دہکنے لگا تھا۔

"اور پھر جب تمہارے جیسی خوبصورت لڑکی بیوی ہونے کا دعوی لیے سامنے کھڑی ہو تو پھر تو ایسے چیلنجز کو قبول کرنے میں زیادہ مزہ آتا ہے۔"اس کی کھلی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ جھکا اور اس اس کی ہائی نیک جرسی کا گلا ہلکا

سا کھینچتے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا اس کے وجود کو جھلسا سا گیا۔

فوراً تڑپتے ہوئے اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھ اس کے سینے پہ رکھنے چاہے تھے لیکن شرٹ لیس وجود جیسے پل میں پسینے سے نہلا گیا تھا۔

"کیا۔۔کیا چاہتے ہو تم؟ "اس کے لمس سے گہری ہوتی سانسوں اور دل کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ وہ جلدی سے گویا ہوئی تو وہ کھل کے مسکرا دیا۔

"ایسی ہی تصویریں ایک دفعہ میں بھی تمہارے ساتھ بنوانا چاہتا ہوں۔ "کمرے کی در و دیوار پہ لگی تصاویروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے یونہی اس کی ہائی نیک جرسی کے گلے میں چہرہ چھپاتے ہوئے اپنے ہونٹوں کا لمس اس پہ سجائے بنا ہٹے ہاتھ میز کی طرف بڑھایا اور اپنا موبائل پکڑا تھا۔

"اوکے لیکن پلیز اپنا چہرہ پیچھے کرو۔ میری سانس بند ہو جائے گی۔ "وہ اس کی کیفیت نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن وہ اس سمے واقعی حواس باختہ ہو رہی تھی۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس لمس پہ اس شخص کی ایسی قربت پہ سب کچھ بھول جائے لیکن اس سے پہلے اس شخص کا اسے پہچاننا ضروری تھا۔

"کیا ہوا مس سی او؟میرے حواسوں پہ سوار ہونے کا جنون لے کر کام شروع کیا تھا، پہلی ملاقات پہ آپ حواس کھو رہی

ہیں۔ "ہلکا سا چہرہ اٹھاتے اس کی حالت دیکھتے وہ استہزائیہ

چمک آنکھوں میں لیے چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تو اس کا

وجود پل میں جھنجھنا اٹھا۔

وہ ایک لمحے میں اس کے سینے پہ دونوں ہاتھ جماتی اسے

پوری قوت سے دور ہٹاتی اسے دوسری ہتھی کی طرف

دھکیلتی اٹھی اور اس کے اوپر جھکی۔

"ہاں کیونکہ تم میرے لیے کوئی اجنبی نہیں ہو لیکن میں

تمہارے لیے صرف بزنس کے لیے ایک مہرہ اس لیے تمہارا

حواس کھونا تمہارے لیے شرمندگی کی بات ہونی چاہیے نا کہ میرے لیے۔ "اس کی آنکھوں میں جھانکتے وہ بھاری سانسوں اور سرپٹ دوڑتی دھڑکنوں کے ساتھ بلند آواز میں گویا ہوئی تو اس کی پیشانی پہ بل پڑے۔

"اور اگر یہی تمہیں نہ پہچاننے والا غیر ملکی مرد یہاں تمہارے ساتھ ہر حد پار کر جائے جیسا کہ ہمارے کلچر میں تم جیسی بلنٹ اینڈ بولڈ لیڈیز کے ساتھ کیا جاتا ہے تو کیا کرو گی تم؟ " آنکھوں میں سرد مہری اور برفیلی سی تپش لیے وہ لہجے میں

تیکھا پن لیے بولا تو اس کی آنکھوں میں جھانکتی چند لمحے اس کے بے باک الفاظ کو پروسیس کرتی رہی۔

"میں یہ کروں گی۔ "کلائیوں تک آتی جرسی کے بازو میں چھپائے چھوٹے سی نائف کو اپنی ہتھیلی تک لاتے اس نے اس کی نوک اس کے سینے پہ رکھی تو اس نے بے ساختہ پلکیں جھکا کے ایک نظر اس کے ہاتھ میں پکڑے چاقو اور پھر اسے دیکھا جو بے لچک انداز اور سرخ چہرے کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں ہرگز امپریس نہیں ہوا یو سِلی سی او۔ "بے نیاز انداز میں کہتے ہوئے اس نے بایاں ہاتھ اس کے سر کے پیچھے چھپاتے ہوئے اس کے ہونٹوں کو اس انداز میں اپنی پرشدت گرفت میں لیا تھا کہ رابیل تڑپ کے رہ گئی۔

اس نے ایک ہاتھ اس کے اسی بازو پہ رکھتے دوسرا ہاتھ چاقو پہ جماتے اسے پرے کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کے ہونٹوں پہ ہلکی سی دانتوں کی گرفت قائم کرتا اس کی سانسوں اور دھڑکنوں کو بے قابو کرنے لگا تو اس کے

پر شدت و بے لگام انداز کو جانچتی رابیل کے ہاتھ کا زور چاقو پہ گہرا ہوا تو بے ساختہ اس کی تیز نوک اس کے سینے میں کھبتی چلی گئی۔

وہ جو اس کے چاقو دکھانے پہ واقعی ٹرگر ہوا تھا وہ ارادتاً اسے اس کا سبق سکھانے کو اس کے نزدیک ہوا کیونکہ ان کے لیے ایسے کسی عورت کے نزدیک ہونا یا فزیکل ہونا عام سی بات تھی۔

مگر سامنے موجود عورت میں نجانے کیا کشش تھی کہ وہ ہر بار اسے چھونے پہ بہک سا جاتا تھا لیکن تبھی اسے اپنے سینے پہ ایک چبھن سی محسوس ہوئی جسے وہ نظر انداز کرتا اس کے نچلے ہونٹ کو بار بار اپنے لبوں میں دباتا اب کے نرمی سے چھوتا اسے نم کر رہا تھا جب سینے میں ہوتی چبھن ایک تیز دردناک لہر میں تبدیل ہوئی تو وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوا۔

اس کے یوں پیچھے ہٹنے پہ نم اور سرخ کپکپاتے ہونٹ لیے وہ مٹی مٹی سی سرخ لپ اسٹک کے ساتھ گہرے سانس بھری شاکڈ نگاہوں سے اس کے خون سے تر سینے کا دیکھتی جیسے بدک اٹھی۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔۔ "اس کی پھٹی پھٹی نگاہیں اس تک گئیں جو بے یقینی اور وحشت زدہ نگاہوں سے یک ٹک اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو یکلخت اچھی خاصی گھبرا گئی تھی۔

"میں۔۔میں یہ سب کرنا نہیں چاہتی تھی خلیفہ۔غلطی سے ہوا ہے یہ۔ "اس نے اس چاقو کو کھینچنا چاہا لیکن ہاتھوں کی کپکپاہٹ اور اس کے چہرے کا طیش اسے حواس باختہ کر رہا تھا۔

"ہاو ڈیئر یو ٹو دو دس؟ "اس کا چہرہ دیکھتا وہ جیسے اپنے غصے سے بے قابو ہوتا بلند آواز میں دھاڑا تو وہ اس کے خون آلود سینے کو دیکھتی جیسے مرنے والی ہو رہی تھی۔

"میرا ہاتھ بے قابو ہو گیا تھا۔تم پلیز اسے باہر نکالو۔ "اس کی آنکھوں سے آنسو مسلسل اس کے رخساروں پہ گرتے جرسی کے گلے میں جذب ہو رہے تھے۔

اور اسے بہتے آنسوؤں سے مزید طیش میں آتے اس نے ایک جھٹکے سے بایاں ہاتھ بڑھا کے اس چاقو کی نوک سینے سے نکالی تو خون کا فوارا سے نکلا جس کی چھینٹیں اس پہ بھی پڑی تھیں۔

اس نے لپک کے دونوں ہاتھ اس کے زخم پہ رکھنے چاہے لیکن وہ ایک جھٹکے سے اس کے سامنے سے اٹھا اور لمبے ڈگ بھرتا واشروم کی طرف بڑھا اور دروازے کے پاس پڑے سلیپرز پہن کے اندر گھس گیا۔

اس کے اندر جانے پہ وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں بھینچتی اپنے ابلتے آنسوؤں پہ قابو پانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

"یااللہ !اگر۔۔اگر وہ واپس چلا گیا تو پھر؟میں کیا کروں گی؟میرے سے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ "

"کیسے کر سکتی ہوں میں یہ؟ "مسلسل آنسو بہاتی وہ خود کو ملامت کر رہی تھی اور پھر بے جان ہوتی ٹانگوں کے ساتھ اٹھی تو نظر انلارجڈ تصاویر پہ پڑی تو جیسے شدتوں سے سسک اٹھی۔

"میں آپ کو ایسے ہی واپس پانا چاہتی ہوں۔یااللہ میری مدد کر۔مجھے اتنی جلدی کمزور مت پڑنے دینا۔ "دل ہی دل میں کہتی وہ اپنے پیر بمشکل گھسیٹتی واشروم کے ادھ کھلے دروازے کی طرف گئی جہاں وہ بڑے سے مرر کے سامنے فرسٹ ایڈ باکس کھول کے رکھے اپنی بینڈتج کر رہا تھا۔

"میں کر دیتی ہوں۔ "وہ آگے بڑھی تھی جب اس نے بنا مڑے شیشے میں اس کے عکس کو دیکھتے ہوئے خونخوار لہجے میں کہا۔

"تم بس میرے بہائے گئے خون کا بدلہ دینے کے لیے خود کو تیار کرو۔ "اس کے لہجے کا سرد پن اسے بے چین کرنے لگا تو اس کی نگاہ چھلکتی ہوئی پشت کے نشان پہ گئی جو اسے ایک عجیب سی راحت پہنچا رہا تھا۔

"تم بدلہ لیتے رہنا اپنا لیکن مجھے ایک دفعہ زخم دیکھنے دو۔ "

اپنے آنسو صاف کرتی وہ کمرے میں روتی رابیل سے مختلف لگ رہی تھی۔

"مجھے ہاتھ مت لگانا۔میں منٹ نہیں لگاوں گا تمہاری لاش کو روم میں بھیجنے کے لیے۔ "اس کے لہجے میں درندوں سی پھنکار تھی۔

آخر اس جیسا بے رحم شخص کیسے ایک عورت کی قربت میں اس کے وار سے زخمی ہو سکتا تھا۔

"ہمت ہے تو کر کے دیکھ لو یہ بھی۔ "سنجیدگی اور کسی قدر چیلنجنگ سے انداز میں کہتی وہ اس کے سامنے ہوتی زبردستی اس کے زخم کا جائزہ لینے لگی تو گہرا خون آلود زخم دیکھ کر کلیجہ منہ کو آنے لگا۔

"تم۔۔۔۔۔۔۔ "اس نے بے ساختہ اپنا بایاں ہاتھ اس کی گردن پہ رکھا لیکن ہلکا سا بھی دباو بڑھانے سے پہلے ہی وہ زور سے مٹھی بھینچتا اسے دونوں بازووں سے تھامتا اپنے بے حد نزدیک کر گیا۔

"جاو یہاں سے۔ "اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے وہ جس انداز میں بولا تھا اس کا دل عجیب سی لے پہ دھڑک اٹھا۔

"شمشیر۔۔۔۔ "!!!اور اسی انداز پہ عجب طرح سے اس کی جانب کھنچتی رابیل نے آگے بڑھ کے اس کے زخم پہ ہولے سے اپنے لب رکھے تو وہ گویا اپنی جگہ پہ سن ہو گیا تھا تبھی وہ سیدھی ہوئی اور بنا اسے دیکھے اس کی ہلکی پڑتی گرفت سے اپنا آپ چھڑواتی پہلے واشروم، پھر اس کے کمرے اور چند منٹ کے بعد اس کے گھر سے نکل گئی۔

جبکہ وہ ہنوز وہیں کھڑا دونوں ہاتھ پہلووں میں گرائے یک ٹک شیشے میں نظر آتے اپنے عکس اور زخم کو دیکھ رہا تھا۔

------------------------------،---

"اتنی دیر لگا دی بھابھی آپ نے۔ "اسے دیکھتے ہی لان میں ٹہلتے حسن نے کہا لیکن وہ کچھ بھی کہے بغیر گاڑی میں بیٹھ گئی تو وہ دونوں بھی بھاگ کے گاڑی کی طرف پہنچے۔

"بھابھی؟ "حنان نے اسے پکارا۔

"حنان بھائی پلیز گاڑی ڈرائیو کریں۔میں بتاتی ہوں آپ کو۔ " اس نے ان دونوں کو دیکھتے تحمل سے کہا تو اس نے گاڑی سٹارٹ کر کے گیٹ سے باہر نکالی اور مڑ کے اس کی طرف دیکھا لیکن اگلے ہی پل ٹھٹھک گیا۔

"یہ خون؟کیا ہوا آپ کو؟ٹھیک ہیں نا آپ؟ "حنان کے تیزی سے کہنے پہ حسن نے بھی فوراً اسے دیکھا جس کا کوٹ

اس کے کندھے پہ نہیں تھا جبکہ خون کے چھینٹوں کے ساتھ چہرہ سرخ سا محسوس ہو رہا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ "ان دونوں کو دیکھتے اس نے تسلی دینی چاہی۔

"آپ ٹھیک ہیں تو پھر یہ خون۔۔۔ "وہ جو سوچ رہے تھے وہ بولنا نہیں چاہتے تھے۔

"یہ خلیفہ کا خون ہے۔ "اس کے سنجیدگی سے کہنے پر حنان کا پاؤں فوراً بریک پہ پڑا تو گاڑی ایک جھٹکے سے بیچ سڑک پہ جا رکی۔

"بھائی کا خون؟وہ۔۔وہ زندہ ہیں؟ "حسن پوری طرح اس کی طرف مڑ چکا تھا۔

"زندہ ہیں وہ۔وہ بس سینے پہ چاقو لگ گیا تھا۔ "وہ اپنے خون کی چھینٹوں لگے ہاتھ مسلتی الجھے سے انداز میں بولی تو حنان کی پیشانی ٹھنکی۔

"سب ٹھیک تھا ناں؟کیا وہ خلیفہ نہیں تھا؟اس نے کچھ کیا تو نہیں؟ "اس کے سوالوں میں چھپا تفکر وہ بخوبی سمجھ چکی تھی۔

"وہ آپ کا بھائی ہی ہے حنان بھائی۔اور آج تو مجھے کسی قسم کا شک و شبہہ نہیں رہا لیکن۔۔۔۔۔۔ "وہ لمحے بھر کو تھمی۔

"وہ مجھے تنگ کر رہے تھے تو۔۔تو میں نے انہیں وارن کرنے کے لیے یہ سامنے کیا تھا کہ وہ تو اس کمینے ایلس کے ہی روپ میں ہیں ناں انہیں تو نہیں پتہ ناں کہ میں ان کی بیوی ہوں۔لیکن جب اس کے باوجود وہ باز نہیں آئے تو غلطی سے سینے پہ لگ گیا۔ "وہ اس وقت بزنس وومین رابیل خان نہیں تھی۔

جس کی الجھی خفت زدہ سی صفائی سن کر حسن کا چھت پھاڑ قہقہ گاڑی میں گونجتا رات کی تاریکی میں کافی زور سے محسوس ہوا تھا۔

"اوہ مائی گاڈ کیا قسمت پائی ہے میرے بھائی نے۔ یاداشت جانے پر بیوی سے رومانس کی کوشش کرنے میں قاتلانہ حملہ کروا بیٹھا۔" وہ ہنسی سے بے قابو ہوتا اس پل بے شرمی سے بولتا رابیل کو مزید خفت زدہ کر رہا تھا۔

"کوئی قاتلانہ حملہ نہیں تھا۔ "وہ تیزی سے بولی تو حنان نے ایک نظر اس کا چہرہ دیکھ کر لب دباتے گاڑی دوبارہ سے سٹارٹ کی۔

"ہیں؟سینے پہ چاقو کھبو دیا اور قاتلانہ حملہ کسے کہتے ہیں؟ " اس کی مصنوعی معصومیت کے مظاہرے اس پل عروج پہ تھے۔

"بتاتا ہوں میں جا کے بڑی مما کو کہ آپ کی بہو آپ کے
بیٹے سے ساڑھے تین سالوں کے بدلے لے رہی ہے۔ "وہ
اس پل بنا بریک کے شروع ہو چکا تھا۔

اسے یہ سوچ سوچ کے گدگدی ہو رہی تھی کہ جب وہ ٹھیک
ہو کے واپس آتا تو وہ اسے زچ کرے کہ کیسے بیوی کو تنگ
کرنے کے بدلے اسے بیوی کے ہاتھوں مات ہوئی تھی۔

"آپ نے ایسی کوئی تیخ گھر جا کے چھوڑی تو کنزی کو کچھ
دنوں کے لیے بی جان سے کہہ کے ماموں گھر بھجوا دوں

گی۔ حمیرا کافی دنوں سے اسے بلا رہی ہے۔ "اس کے چہرے کی شرارت دیکھتے وہ بھی فوراً اپنے موڈ میں آئی تو اسے لمحہ لگا تھا سیدھا ہونے میں۔

"کیا غضب کرتی ہیں آپ بھی بھرجائی ".اس کے فوراً مسخرے پن سے کہنے پہ وہ کندھے اچکا گئی تھی۔

"میٹنگ کس چیز کے متعلق تھی؟ "حنان نے فوراً اس کی توجہ اس کی طرف سے ہٹانے کی کوشش کی جو مسلسل شرارت پہ مائل تھا۔

"وائلڈ اینڈ کلر رومینس پہ۔ "حسن کے برجستگی سے بول اٹھنے پہ وہ اس قدر جھینپی کے بے ساختہ اس کے کندھے پہ ہتھڑ مارنے لگی اور حنان بھی اس بار اپنی ہنسی پہ قابو نہ رکھ پاتا گاڑی کی سپیڈ بڑھا گیا۔

"الیگزینڈرو! ایلس کا کام کہاں تک پہنچا؟ "بروٹو نے ماسک لگے چہرے کے ساتھ بڑی سی کرسی پہ بیٹھے الیگزینڈرو کو مخاطب کیا جو اس کے سامنے بیٹھا شراب اور شباب دونوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"ابھی تو کام شروع ہوا ہے۔ کنسٹرکشن کا کام ہے اور وہاں موجود دوسرے ہوٹلز کا مقابلہ بھی ہے تو کام سب سے الگ ہونا چاہیے تاکہ لوگ زیادہ آئیں اور ہمیں فائدہ ہو۔ "

الیگزینڈرو کے تفصیلی جواب پہ اس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اس کام کی ذمہ داری کسی اور کی لگا کے ایلس کو بلواو واپس۔بھولو مت کہ اس کی میڈیکیشن کی مدت مکمل ہونے والی ہے اور اگلی میڈیکیشن جلد کرنی ہے۔"بروٹو کی خشک آواز میں دہشت سی تھی جو سن کے الیگزینڈرو کا نشہ مدغم ہونے لگا تھا۔

"مجھے یاد ہے لیکن وہ لڑکی اس جگہ کے پیپرز ایلس کے علاوہ کسی کو نہیں دے گی اس لیے اسے ابھی بلوا نہیں سکتے۔ "

الیگزینڈرو کے جواب پہ اس کی نیلی آنکھیں سرخ ہونے لگیں۔

"ایلس کو کہو کہ جو بھی طریقہ آزمائے لیکن ایک ہفتے تک پراپرٹی کے پیپرز اپنے نام کرے۔وہ اسے شوہر سمجھتی ہے اس چیز کو کیش کرے۔اور جلال کو بول دو کہ جب پراپرٹی کے پیپرز سائن ہو جائیں تو لڑکی کو فوراً قتل کر دو۔ ہم کوئی رسک نہیں لے سکتے۔جو ہیرا ہم نے تراشا ہے اس کا چوری ہو جانا ہمیں منظور نہیں۔"بروٹو کی خونخوار گرج پہ الیگزینڈرو

نے شراب کا گلاس سامنے میز پہ رکھا اور نیم عریاں وجود لیے ہو کر کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور خود اپنے موبائل سے ایک نمبر ڈائل کرنے لگا۔

لانگ سیاہ شرٹ کے ساتھ سفید پینٹ ٹراوزر پہنے وہ سفید کوٹ پہنے بالوں کی پونی ٹیل کیے، گلے میں سکارف کو مفلر کی طرح لپیٹے، کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہنے، حسبِ معمول

میک اپ کے نام پہ لپ اسٹک لگائے ناشتہ کرتی سب سے گپ شپ لگا رہی تھی۔

"میں آج آفس سے واپسی پہ ممی کی طرف رکوں گی بی جان۔ "اجازت وہ دو دن پہلے لے چکی تھی اس لیے اس وقت انہیں یاد دہانی کروائی تھی۔

"اچھا۔ایک دفعہ خلیفہ کو لوٹ آنے دو پہلی فرصت میں یہ آفس والا رولا تو میں ختم کروں گی۔ "بی جان کو ہمیشہ اس

کے صبح شام اتنے لمبے سفر سے آفس جانے آنے کو دیکھ کر بے چینی ہوتی تھی۔

"آپ فکر نہیں کریں بی جان۔ان کے آنے پہ میں ریسٹ ہی کروں گی۔ "اس نے ان کا ہاتھ تھام کے گویا انہیں تسلی دی۔

"آئے گا کب وہ؟ "بڑی مما کے بے تابی سے پوچھنے پہ وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی کہ حسن کی آواز گونجی۔

"جب خونخوار شیرنی کے حملے سے افاقہ ہو گا۔ "بظاہر کی گئی بڑبڑاہٹ اتنی مدہم ہرگز نہ تھی کہ کوئی متوجہ نہ ہوتا۔

"کیا کہہ رہے ہو بیٹا؟ "زینب چچی جو اس کے سامنے ہی تھیں انہوں نے دہرایا۔

"فضول بول رہا ہے چچی جان۔اس کی مت سنا کریں۔اس کی سننے کے لیے بہتر ہے کہ کچھ دن کنزی کو امتیاز ماموں کے

ہاں بھیجا جائے۔ "فوراً سے پیشتر اس نے بدلہ چکایا تو وہ بلبلا اٹھا۔

"مسز شمشیر علی خلیفہ ہونے کا ثبوت نہ دیا کریں۔ہم اچھے سے جانتے ہیں آلریڈی آپ کو۔ "یکلخت وہ ساری شرارت فراموش کرتا جس طرح سر خم کرتا ہوا بولا تھا دستر خوان پہ موجود سبھی افراد ہنس دیے تھے۔

"شادی کے بعد تم نے شکر کرنا ہے کہ کچھ دن بیوی نظر سے دور تو ہوئی ہے۔ "حنان نے اس کی بے تابی اور گرمجوشی پہ جیسے پانی پھیرنا چاہا۔

"اچھا اسی لیے آپ بھابھی کے میکے جانے کے بعد اکثر مسجد میں نوافل پڑھتے دکھائی دیتے ہیں۔ "حملہ حسن پہ ہوا تھا لیکن ایسا کاری جوابی حملہ حسین نے کیا تھا کہ حنان سٹپٹا سا گیا۔

اور فوراً ایک نظر آیت کو دیکھا جس کا چہرہ ہنسی روکنے کی کوشش میں سرخ پڑ رہا تھا۔

"وہ نوافل پڑھ رہا تھا تو تم لوگ اعتکاف بیٹھ جانا۔بند کرو یہ فضول باتیں۔اپنی لفظی جنگ میں بچیوں کا برا حال کر دیتے ہو۔"عدنان چاچو نے کنزی اور آیت کے چہرے دیکھتے انہیں ڈپٹا تو تینوں خاموشی سے اپنے ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"میں نکلتی ہوں اب۔اللہ حافظ۔ "اپنا ناشتہ ختم کر کے وہ اٹھی تو رحمان صاحب بھی اٹھ گئے۔

"خلیفہ ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا۔ "جیسے ہی دونوں ڈائننگ ہال سے نکلے رابیل نے آہستہ آواز میں انہیں کہا تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگے۔

"زخم کی نوعیت شدید تھی لیکن اس کے باوجود وہ ڈاکٹر کے پاس نہیں گیا۔ "وہ دوبارہ سے گویا ہوئی تھی۔

اس وقت اس کی آواز میں بے لچک سنجیدگی تھی۔

"اور اس کا ڈاکٹر کے پاس نہ جانا ہمارے لیے فائدہ مند نہیں ہے رابیل۔وہ لوگ اُسے یہاں اتنے دن کبھی رکنے نہیں دیں گے۔ چوکیدار اور گارڈز بتا رہے تھے کہ اپارٹمنٹ کے اردگرد مسلسل کچھ لوگ دیکھے جا رہے ہیں۔"رحمان صاحب مدہم آواز میں اسے بتاتے اس کے ساتھ لاونج کے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"ڈونٹ وری، اللہ پاک نے جہاں ہماری امید کو پہلے نہیں ٹوٹنے دیا ناں۔جس نے انہیں ہم سے ملوایا ہے ناں وہ آگے بھی ہماری مدد کرے گا۔ وہ ساڑھے تین سالوں میں تراشے گئے ایلس کے پیچھے تیس سال کے خلیفہ کو فراموش نہیں کر سکتے۔انہیں ہماری محبتوں اور جذبات کو محسوس کرنا ہو گا۔ " وہ پر تیقین لہجے میں بولتی لان میں پہنچ چکی تھی۔

"اور اگر ایسا نہ ہوا تو؟ "ان کی آواز انہونے خدشات کے تحت لرز رہی تھی۔

"میں ابھی ان کے ہونٹوں سے نکلنے والے' ہو دا ہیل آر

یو؟ 'کو نہیں بھول سکی بڑے پپا اور اگر ایسا نہ ہوا تو بیٹے کے

ساتھ آپ اپنی بہو بھی کھو دیں گے۔ "مسکراتا ہوا کرب

آمیز لہجہ، آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک لیے متانت سے

بولتی وہ انہیں دنگ کر گئی۔

"کیونکہ پہلے ایک امید اور یقین نے مجھے زندہ رکھا تھا لیکن

اب یہ امید ٹوٹی تو اسی لمحے سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے

گی۔اس لیے آپ بس دعا کریں کہ یہ یقین نہ ٹوٹے۔ "

بھیگتے لہجے پہ قابو پاتی وہ آنکھوں پہ ڈارک گلاسز لگائے تیزی

سے انہیں' خدا حافظ 'کہتی اپنی گاڑی کہ طرف بڑھ گیا جہاں

ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے باوردی ڈرائیور نے زن سے گاڑی
گیٹ سے باہر نکالی۔

جبکہ رحمان صاحب آنکھوں میں شدید تکلیف کے رنگ لیے
باہر نکلتی گاڑی کو دیکھتے بے ساختہ رب کو پکارنے لگے۔

کریم کلر کی بلاک ہیل پہنے وہ متوازن چال چلتی سبھی ورکرز کے کیبنز پہ طائرانہ نظر ڈالتی آگے بڑھ رہی تھی اور اس کے ساتھ چلتی علینہ حسبِ معمول ہاتھ میں اس کی کافی لیے ایک ہاتھ میں اپنا ٹیب تھامے اسے آج کا شیڈول بتا رہی تھی۔

"آج آپ کی بیک ٹو بیک میٹنگز ہیں اور اس کے علاوہ آپ دو بجے سر کے ساتھ سائٹ پہ بھی جائیں گی اور اس کے۔۔۔۔" اپنے دھیان میں مگن علینہ اسے ریمائنڈر

دے رہی تھی جب وہ ایک دم سے رکی اور ایڑھیوں کے بل اس کی طرف پلٹی تو پونی ٹیل میں مقید بال لہراتے ہوئے خوبصورت منظر پیش کرنے لگے۔

"ایکسکیوزمی!یہ تمہیں کس نے کہا کہ میں سائٹ پہ جا رہی ہوں؟ "تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے وہ بولی تو علینہ نے خلافِ عادت اپنی پوری باچھیں پھیلاتے ہوئے سامنے' مسٹر سی ای او'کی تختی لگے آفس روم کی جانب اشارہ کیا۔

"اِس کمپنی کے آفیشلی سی ای او نے۔ "اس کے متبسم لہجے پہ اس نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اس وقت پاور آف اٹارنی میں ہوں۔یہ کمپنی فی الحال میرے انڈر کام کر رہی ہے اس لیے اس وقت اس نام نہاد مسٹر سی ای او کی بات ماننے کی بجائے میرے آرڈرز کے مطابق میرا شیڈول فائنل کیا کرو۔ کینسل کرو اسے فوراً۔ "

اس کی مسکراہٹ پہ زچ ہوتے اس نے سخت لہجے میں اسے آرڈر دیا تو وہ ایک قدم پیچھے ہٹی۔

"آئم سوری میم لیکن آپ تو بچ جائیں گی لیکن کل کو سر کی یاداشت آنے پہ مجھ غریب کے لیے مسئلہ بن جائے گا اس لیے میری بجائے آپ خود انہیں منع کر دیں۔ "وہ فوراً سنجیدہ ہوتی جس طرح بولی تھی رابیل اسے دیکھ کے رہ گئی۔

"کیا مصیبت ہے یہ؟ "وہ جھنجھلائی تھی۔اس رات کے بعد وہ اس کے سامنے نہیں ہوئی تھی۔آفس میں آتے جاتے اگر

ٹکراو ہو بھی جاتا تھا تو وہ بنا اسے چھیڑے سائیڈ پہ ہو جاتی تھی۔

اسے تکلیف پہنچانے کا گلٹ تھا یا اس ملاقات کے اختتام پر اپنے کمزور پڑنے کا احساس۔

مگر جو بھی تھا وہ فی الحال اس کے بلانے سے پہلے اس تک نہیں جانا چاہتی تھی مگر اس بے مقصد سائٹ وزٹ کے آرڈر پہ وہ بھنا ہی اٹھی تھی تبھی علینہ کے کہنے پہ اس کے ہاتھ سے ٹھنڈی پڑتی اپنی کافی لے کر وہ اس کے روم کی طرف بڑھ گئی۔

ـــ

ـ

دروازہ ہولے سے ناک کرتی وہ دائیں ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے اندر داخل ہوئی تو پہلی نظر خالی پڑی پاور سیٹ پہ گئی اور پھر وہاں سے ہوتی کوٹ سٹینڈ پہ پڑے اس کے کوٹ پہ گئی۔

ایک نظر آفس ٹیبل کے بائیں سائیڈ بنے کارنر پہ پڑی اپنی فریمڈ تصویر کو دیکھا تو ہر بار کی طرح دل دھڑک اٹھا۔

اس تصویر سے نظر ہٹا کے اس نے دائیں طرف دیکھا جہاں وہ سیاہ پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پہ سلیو اینڈ ویسٹ گارٹر لگائے کانوں میں پوڈز لگائے شاید نہیں یقیناً کسی سے محوِ گفتگو گلاس وال سے نیچے چلتی ٹریفک کو دیکھ رہا تھا۔

وارفتگی سے اس کی پشت کو دیکھتی وہ ہاتھ میں پکڑی کافی اور آفس میں موجود نِک کی موجودگی فراموش کر گئی تھی۔

"ایکسکیوز می میم! ہیو آ سیٹ پلیز۔ "اس کی محویت نِک کے امریکن طرز انگلش لب و لہجے نے توڑی تو وہ چونکی۔

"آہ نِک؟ "وہ چونک کے اس کی طرف مڑی جو مودب سے انداز میں ایک طرف کھڑا تھا۔

"نِک ڈو یو نو مجھے تم سخت برے لگتے ہو۔ "اس کی طرف مڑتی وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی تو اس کی آواز پہ کال پہ

مگن خلیفہ نے ٹھٹھکتے ہوئے گردن گھما کے اسے دیکھا جو اپنی ویسٹرن لک کی بجائے قدرے مختلف حلیے میں تھی۔

"آئی نو میم۔ "وہ بنا چونکے بولا تھا کیونکہ اسے یاد تھا کہ فرسٹ ڈے اس نے اسے اپنے باس کے نزدیک جانے سے روکا تھا۔

"یو شڈ نو نِک۔تم مجھے سخت سے بھی زیادہ برے لگتے ہو جب تم ہر وقت اپنے باس کے اتنے نزدیک اتنے پاس رہتے

ہو۔ "بنا کسی جھجھک کے وہ اسی انداز میں گویا ہوئی تو نِک نے حیرانگی سے اس سر پھری سی میڈم کو دیکھا جس نے پہلی دفعہ اپنا کروڑوں کا نقصان ایک غیر ملک میں بین الاقوامی سطح پر کر کے اسے حیران کر دیا تھا۔

"وہ میرے جتنا بھی قریب سہی لیکن اتنا قریب ہرگز نہیں آتا جتنا قریب آپ کچھ دن قبل اُس یادگار رات کو تھیں۔ "

نِک کی بجائے جواب اس کے عقب سے آتی اس کی گھمبیر آواز نے دیا تھا۔

جسے سُن کر وہ لحظہ بھر کو زور سے آنکھیں میچ کر کھولتی اس کی سمت مڑی جو اپنے وجاہت سے بھرپور سراپے کے ساتھ اس کے سامنے کھڑا اسے ہیپنوٹائز کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ میرا آپ کے نزدیک آنا آپ کے لیے یادگار لمحہ ہوتا ہے۔" اس کی سنہری آنکھوں کے سحر سے

بمشکل بچاو کی کوشش کرتی وہ سنبھلتے ہوئے بے نیازی سے بولی تو اس کی آنکھوں کا سنہری پن مزید ڈارک ہونے لگا۔

"آپ کو تو یہ بھی نہیں پتہ ہو گا کہ آپ کا مجھ پر حملہ آور ہونے کا ثبوت میڈیا پر آنے سے آپ کو کتنا نقصان ہو گا؟اور ایسا نقصان کے اس شوہر بیوی کے کھیل کی بجائے بنا کسی شرط کے مجھے پراپرٹی کے پیپرز بھی دینا ہوں گے۔ "

مضبوط قدم اٹھاتا وہ اس سے دو انچ کے فاصلے پہ ٹھہرتا ہوا سرد مہری سے بولا تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

"چچ! کتنی شرم کی بات ہو گی کہ ایک شوہر اپنی بیوی کے خلاف ایسے کام کرے گا۔ "

"یہاں موجود تمام لوگ اور میڈیا آپ کے شوہر کے مرنے کی خبر سے واقف ہے۔ "اس نے گویا اسے جتانے کی کوشش کی تھی۔

"اس خبر سے اس کمپنی کے لوگ اور ایئرپورٹ آفیسرز بھی واقف تھے لیکن جب وہ مان گئے ہیں کہ تم زندہ ہو تو۔۔۔۔ "وہ بات ادھوری چھوڑتی اسے دیکھنے لگی جس کی پیشانی کی رگ نمایاں ہونے لگی تھی۔

"کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ کس حق کی بناء پہ آپ نے میری سیکرٹری کو میرے شیڈول میں تبدیلی کرنے کو کہا ہے؟ "اس کے چہرے کو دیکھتی وہ اس کے سامنے سے ہٹ کے کرسی پہ

جا بیٹھی جبکہ نک ان دونوں کی گفتگو سے قطعی بے خبری

جتائے سامنے دیوار کو گھورتا سٹل کھڑا تھا۔

"اس کمپنی کے سی ای او کی حیثیت سے۔" وہ میز پہ پڑی

سنہری تختی اٹھا کے اس کی جانب اچھالتا سکون سے بولا تو وہ

دانت کچکچا کے رہ گئی۔

"میں سائٹ پہ ہرگز نہیں جاوں گی۔" اس نے فوراً دوٹوک

انکار کیا تھا۔

"کیوں؟ "کشادہ پیشانی پہ فوراً بل پڑے تھے۔ آخر انکار شدت سے مردانہ انا پہ ضرب لگا گیا تھا۔

"کیونکہ ایک دفعہ پہلے بھی آپ نے مجھے زبردستی میری ضد کی سزا دینے کے لیے مجھے سائٹ پہ جانے پہ مجبور کیا تھا اور پھر جو وہاں پھر پھر کے میری حالت خراب ہو گئی تھی۔میں بھول نہیں سکتی۔ "اس کے برجستگی سے خفگی بھرے انداز میں بولنے پر بلا ساختہ و بے ارادہ ایک خوبصورت سی

مسکراہٹ لحظہ بھر کو اس کے ہونٹوں پہ چھب دکھلا فوراً چھپی۔

"تھینکس ٹو انفارم می۔اب آپ لازمی چل رہی ہیں میرے ساتھ۔ "اس نے فوراً کہا تو اس نے شاکی انداز میں اسے دیکھا۔

"میری بیک ٹو بیک میٹنگز ہیں۔ "اس نے اسے جتلایا۔

"ڈونٹ کیئر !اگر ان میٹنگز تک تم مجھے میرے ارادے سے باز رکھ سکی تو گڈ ورنہ سائٹ پہ جانا ہو گا۔ "وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تو اس کی آنکھیں جیسے کسی خیال سے چمک اٹھیں۔

"ڈیٹس فائن۔ "اس کے فوراً مان جانے پر چند قدم کے فاصلے پہ کھڑا انِک محسوس کر گیا کہ یقیناً اس خاتون کے ذہن میں کوئی شرارت ہے لیکن وہ اپنا خیال پیش کیے بغیر اسے دیکھنے لگا جو اب سکون سے یخ ہوئی کافی کے سپ لے رہی تھی۔

پروجیکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے اسے ٹھنڈا سا لمس اپنی پنڈلی پہ محسوس ہوا تو وہ چونکا۔

لیکن بنا گردن و نظر ادھر ادھر گھمائے وہ ہلکی سی ٹانگ پیچھے کرتا سکرین کو دیکھنے لگا مگر پنڈلی کو چھوتا وہ ٹھنڈا سا لمس اب اوپر کی طرف بڑھتا اک سپارک سا پیدا کر گیا۔

اس نے فوراً نظر گھما کے اپنے مقابل بیٹھی رابیل کو دیکھا جو شرارت سے ونک کرتی مزید اپنے انگوٹھے کی نوک اوپر کی

طرف لے جاتی اس کے شدتِ ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتی مسکرا رہی تھی۔

"شی از ایکسٹریملی کریزی؟ہاو ہر ہزبینڈ ہینڈل ہر کریزی اینڈ بولڈ ایکشنز۔ "وہ اسے کہہ چکا تھا کہ وہ اسے سائٹ سے روکنے کی کوشش کر کے دیکھ لے اور بدلے میں اس کی ایسی کوشش پہ اسے اس کے شوہر کا خیال آیا۔

"سر! آپ کیا کہتے ہیں؟ "بریفلی پریزینٹیشن دیتے عمار نے اسے مخاطب کیا جس کی کنپٹی کی رگ نمایاں ہو رہی تھی جبکہ فولڈ کیے ہوئے کفس سے جھانکتے مضبوط بازوؤں کی وینز کو دیکھ کر رابیل کا دل سرپٹ دوڑنے لگا۔

اس نے فوراً اپنا پیر اس کے گھٹنے سے ہٹاتے پیچھے کیا کیونکہ وہ اپنے انگوٹھے سے پیشانی پہ موجود زخم کے نشان کو مسلتا ہوا اب عمار کو جواب دے رہا تھا۔

اور وہ اس کے جواب دینے کے انداز، اس کے صحیح اندازوں اور ان کے کام کے متعلق ایسے پوائنٹس پیش کرنے پہ جیسے ہکا بکا ہو رہی تھی۔

اس کا ذہن جیسے عجیب سے تانوں بانوں میں الجھنے لگا تو جیسے دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

اس نے تیزی سے کھڑے ہوتے چند منٹس کے لیے ایکسکیوز کیا اور تیزی سے میٹنگ ہال سے باہر نکلی تھی۔

اپنے آفس روم میں آتے ہی اس نے اپنا موبائل نکالا اور کانٹیکٹ لسٹ میں موجود متعلقہ نمبر کو تلاشنے لگی۔

"السلام علیکم!جہان حیدر شاہ سپیکنگ "!خوبصورت بھاری مردانہ لب و لہجہ سماعتوں میں گونجا تو وہ تھوڑی جزبز سی ہوئی۔

"مسز خلیفہ کہیے آپ نے کیسے کال کی؟ "اس کی خاموشی پہ دوسری جانب جب دوبارہ سے وہی پرسکون سی آواز گونجی تو اس کا دل چاہا وہ اپنا سر پیٹ لے۔

وہ اس سے بات کرتی ہوئی جھجھک رہی تھی، جس کا اگر پرسنل نمبر اس کے موبائل میں موجود تھا تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ اسے کبھی بھی کہیں بھی کسی بھی وجہ سے کال کر سکتی تھی۔

"میں آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ "اپنی خجالت سے باہر نکلتے وہ اب کے سیدھے مدعے پہ آئی تھی۔

"کب؟ "کیا، کیوں، جیسے سوالات کی بجائے وہ بولا۔

"جب آپ کو شیڈول اجازت دے۔ "وہ اب اس جیسے بیورکریٹ کو اس سے بہتر جواب نہیں دے سکتی تھی۔

"کیا بہتر نہیں ہو گا کہ مجھ سے ملنے سے قبل آپ ایلس روما نو کو اپنی حویلی بھجوا دیں۔تا کہ آپ کی الجھنیں ایک دفعہ ہی رفع ہو سکیں۔ "جہان کے سنجیدگی سے کہنے پہ اس کا الجھا ہوا دماغ جیسے ہِل کے رہ گیا۔

وہ جس کام کو اتنا سیدھا سمجھ رہی تھی وہ اتنا سیدھا نہیں تھا۔

"ٹھیک ہے۔میں آپ کو میسج کر دوں گی۔ "ذہن میں مختلف جالے بنتے ہوئے وہ آہستگی سے بولی تو وہ خداحافظ کہتا کال بند کر گیا۔

"یہ کیا ہے؟ "میٹنگ سے فارغ ہو کے وہ جیسے ہی آفس میں پہنچا تھا وہ ایک فائل لیے اس کے سامنے آن ٹھہری تھی۔

"آپ کے کام کے بدلے رکھی جانے والی دوسری شرائط کی لسٹ۔ "اس کو اور خود کو مزید الجھانے کی بجائے اس نے

سیدھے سبھاو سے بات کرتے اس کے چہرے کے اتار چڑھاو کو بغور جانچنے کی کوشش کی مگر وہ یہ کام نہیں کر پاتی تھی۔

نہ آج نہ چار سال پہلے۔

اس کی بات پہ اس نے پیپر پہ نظر ڈالی لیکن پہلی شق پڑھتے ہی وہ بھنا سا گیا۔

"واٹ دا ہیل؟ملازم ہوں میں تمہارا جو تمہارے اشاروں پہ کبھی ہوٹل سے اپارٹمنٹ اور پھر اپارٹمنٹ سے کسی سو کالڈ

حویلی شفٹ ہو جاوں گا۔ "اس کی آواز طیش سے بلند ہو رہی تھی جبکہ سنہری آنکھوں کی تپش بدرجہ اتم بڑھ رہی تھی جسے محسوس کرتی رابیل نے دائیں ہاتھ کی مٹھی زور سے بند کرتے گود میں رکھتے خود کو مضبوطی کا درس دیا۔

"ہائپر مت ہو۔ ان شرائط کے پورا ہوتے ہی تمہیں ناصرف پراپرٹی کے پیپرز مل جائیں گے بلکہ ہوٹل کی تعمیر میں بھی میں اس کمپنی سے ملازمین تمہیں دوں گی۔ "اس کے انداز

پہ تاؤ کھانے کی بجائے وہ اس وقت قطعاً مصالحت کے موڈ میں تھی۔

تبھی اسے بھی الیگزینڈرو کا حکم یاد آیا تو گہری سانس بھرتے اس نے فائل کی بجائے اسے دیکھا۔

"کیا شرائط ہیں اب تمہاری؟ "اس کی سیاہ رنگ آنکھوں میں دیکھتے اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تو وہ جیسے آخری بازی لگانے کو خود کو تیار کرنے لگی۔

"تم کہتے ہو کہ تم خلیفہ نہیں بلکہ ایلس ہو اٹالین مافیہ لیکن میری شرط یہ ہے کہ تمہیں ایک مہینے کے لیے اپنی آبائی حویلی جا کے اپنے گھر والوں کے ساتھ صرف اور صرف 'شمشیر علی خلیفہ 'بن کے رہنا ہو گا۔" دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اس نے اپنی بات اس کے سامنے رکھی جو بالکل خاموشی سے یک ٹک اس کے سفید ملائمت سے بھرپور چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے منظور ہے لیکن یاد رہے کہ اس ایک مہینے کے بعد اگر تم کبھی میرے سامنے آئی تو۔۔۔۔ "بنا اس پر سے نظریں ہٹائے وہ سرد و برف کے ملے جلے تاثر کے ساتھ سنگین لہجے میں بول رہا تھا جب وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔

"اس ایک مہینے کے بعد بھی اگر تم ایلس رومانو بن کے واپس لوٹ گئے تو تمہیں یا تمہارے مافیہ گینگ کو مجھے مارنے کی نوبت آئے گی ہی نہیں۔میں شمشیر علی خلیفہ کے واقعی مر

جانے پہ مر چکی ہوں گی۔ "لفظ لفظ پہ زور دیتی وہ عجیب

بھاری ہوتے احساسات کے تحت بولتی واپس جانے کو مڑی۔

خلیفہ اور اس کی فیملی کے متعلق ہر ایک ضروری انفارمیشن

اس فائل میں موجود ہے۔دیکھ لینا۔۔ "بنا مڑے مزید بولتی

وہ آگے بڑھی

تو اسی پل گرم گرم کافی لیے اندر داخل ہوتے نِک نے اس

کی آنسوؤں سے بھری سیاہ آنکھوں کو حیرت سے دیکھا۔

"شی از گوئنگ ٹو بی کرائی لائک آ چائلڈ۔ "اسے کافی تھماتے نِک نے بنا کچھ کہے جیسے بہت کچھ کہہ جانے کی جسارت کی تھی۔

لیکن مقابل بنا کوئی ردِ عمل دیے کافی کے سِپ لیتا ہوا سرخ آنکھوں سے اس فائل کو گھور رہا تھا۔

-

"حیات حویلی "میں اس وقت جیسے خوشیاں ٹوٹ کے برس رہی تھیں کیونکہ آج ساڑھے تین بعد حیات بیگم کا سب سے بڑا پوتا جو ان کی نظر میں مر چکا تھا، وہ لوٹ رہا تھا۔

اور یہ خبر ان کے وجود خوشی اور مسرت سے بھر گئی تھی۔

کچن میں موجود چھوٹی ماما ملازماوں کے ساتھ اس کی پسند کی ڈشز تیار کر رہی تھیں تو ینگ پارٹی لاونج سجا رہی تھی۔

"رابیل آپ جاو اور پیارا سا تیار ہو نا آپ۔ "روبینہ بیگم نے اسے ٹوکا جو بیلون پھلا پھلا کے سیڑھی پہ چڑھے حسنین کو تھما رہی تھی۔

"یہ پیارا سا تیار ہونا کون سا ہوتا ہے؟ "اس نے ایک نظر اپنے شارٹ پیچ کلر کے فراک اور ٹراوزر کو دیکھ کے شاکی انداز میں انہیں دیکھا۔

"یہ پیارا سا تیار وہ ہوتا ہے جو بیوی شوہر کے لیے سپیشل سا ہوتی ہے۔اور آپ تو کچھ ایکسٹرا سپیشل ہوں کہ آپ تو سمجھیں آپ کی گولڈن نائٹ ہے۔ "اس کے نزدیک کھڑی آیت اس کے پاس کھسکتی ہوئی اس کے کان میں گھسی تو وہ اس کی بے باکی پہ یکلخت سر تا پا سرخ رنگوں سے نہا گئی۔

"آپ تو اچھی خاصی بے شرم ہو چکی ہیں۔ "اس نے گویا انہیں افسوس سے دیکھا۔

"تھوڑی سی آپ بھی بے شرم بن جائیں اور ان بیلونز کو چھوڑیں۔ آئیں آپ کو تیار کریں ہم۔" ندا اور کنزی روبینہ بیگم اور زینب چچی کے اشارے پہ اس کی طرف بڑھیں تو وہ فوراً بد کی تھی۔

"رابی! چہرے پہ لپ اسٹک لگا کے پینٹ کوٹ پہن کے آفس چلی جاتی ہو اور اب اپنے شوہر کے لیے ایسے سر جھاڑ منہ پھاڑ حلیے میں کھڑی رہو گی۔" وہیں بیٹھی سعدیہ بیگم نے اسے لتاڑا تو اس نے بے بسی سے ان خواتین کو دیکھا۔

"حد ہے۔اب تیار ہوں گی تو وہ مجھے ان مسمرائزنگ سنہری آنکھوں سے دیکھے گا تو میں بہک جاوں گی اور ایسا ہوا تو ۔۔۔۔۔۔یا اللہ "!وہ دل ہی دل میں کراہی۔

'بھاڑ میں جائے یہ میموری لاسٹ والا سسٹم۔جسے یاد ہو وہ اذیت میں پسنے لگتا ہے۔"ہنوز کڑھتی ہوئی وہ خفگی سے ان سب کو دیکھنے لگی جو اس کی وارڈروب کھولے اس کے لیے ڈریس سلیکٹ کر رہی تھیں۔

ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے حنان اور فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے نِک اور بیک سیٹ پہ بیٹھے رحمان صاحب کے ہمراہ بیٹھا وہ خاموش نگاہوں سے ان لوگوں کے پر مسرت چہرے دیکھ رہا تھا۔

جو اسے اپارٹمنٹ سے ریسیو کرنے آئے تھے اور اسے گلے سے لگائے وہ جس جذباتیت، خوشی کا اظہار کر رہے تھے وہ اسے بے چین کر رہا تھا۔

اسے اچانک اپنے سر کے دائیں طرف درد محسوس ہونے لگا جسے نظرانداز کرتا وہ آتے جاتے مناظر کو دیکھنے لگا۔

"کیسا محسوس کر رہے ہو؟ "گزرے ماہ و سال کا کوئی بھی حوالہ دیے بغیر وہ اس سے یوں مل رہے تھے یا بات کر رہے تھے کہ جیسے یہ عرصہ بیچ میں آیا ہی نہیں تھا۔

"گڈ "!مختصر سا جواب دیتے اس نے گردن واپس کھڑکی کی جانب موڑ لی۔

قریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد گاڑی ایک بڑی سی پر تعیش حویلی کے پورٹیکو میں آن رکی تو وہ گہری سانس بھرتا ہوا نیچے اترا۔

اس کے میموری لاس کے متعلق رابیل، علینہ، رحمان صاحب، حنان، حسن اور عدنان چاچو کے متعلق کوئی نہیں جانتا تھا اس لیے حنان بڑی نارمل سے انداز میں اس کے ساتھ چلتا دور لان کی اور حویلی کی اندرونی عمارت کی طرف اشارہ کرتا اسے مختلف حصوں، راستوں اور دروازوں کے متعلق آگاہ کرنے لگا۔

جبکہ نِک کو رحمان صاحب نے ایک ملازم کے ہمراہ اسی کے کہنے پہ لان کی بیک سائیڈ سے اوپر جاتی سیڑھیوں سے ملحقہ کمرے میں بھیج دیا تھا۔

سیاہ پینٹ کے ساتھ اولیو گرین گرم ٹی شرٹ پہنے وہ سلیو لیس جیکٹ پہنے لوفرز میں مقید پیر اٹھاتا جب ان لوگوں کے ہمراہ صدر دروازے پہ پہنچا تو ایک دم سے پھول ان لوگوں پہ برس پڑے۔

"ویلکم ہوم برادرِ عزیز۔ "سب سے بلند آواز حسین اور حسن کی تھی۔

ان سب کو حیرت سے دیکھتے اس نے اپنا سر ہلکا سا جھکا کر سر میں ہاتھ مار کے پتیاں نیچے گرائیں تو بی جان فوراً اس کی طرف بڑھیں۔

"میرا بچہ!میرا خلیفہ "!اس کے مضبوط وجود کو اپنی بانہوں میں قید کرنے کی ناکام کوشش کرتیں وہ آبدیدہ ہوئیں تو

نیوی بلیو دیدہ زیب اور جدید طرز کے پیروں کو چھوتے سلک کے فراک میں ملبوس کندھوں پہ گرم شال لیٹے کھڑی رابیل نے پریشانی نے اپنی پیشانی کو چھوا۔

"افففف!افففف!اگر اسے اردو نہ یاد ہوئی، نہ آتی ہوئی تو پھر؟یہ بات میرے مائنڈ میں کیوں نہیں آئی؟ "وہ مکمل طور پر بے چین ہوتی اسے دیکھنے لگی تھی جس نے بمشکل بازو بی جان کے گرد لپیٹے۔

"کیسی ہیں آپ؟ "شُشتہ اردو اور صاف لہجہ۔

"ہیں؟ "پریشانی سے پیشانی مسلتی رابیل نے چونک کے اسے دیکھا جو روبوٹک سے انداز میں مسکان کے نام پر ہونٹ زبردستی پھیلائے سب سے مل رہا تھا لیکن جب باری روبینہ بیگم کی آئی تو ان کی ممتا بھری جذباتیت، ان کی گرمجوشی ان کا والہانہ پن اسے عجیب سے احساسات میں مبتلا کرنے لگا۔

"آپ مت روئیں پلیز۔میں اب آ چکا ہوں ناں۔ "یہ سچویشن اسے اب بادر کرنے لگی تھی کیونکہ یہ ایموشنل سی سچویشن، یہ آنسو، یہ رشتے سب اس کے سر درد کا باعث بن رہے تھے۔

"اوکے بڑی مما! خلیفہ ہمارے پاس ہے۔ہمارے سامنے ہے اس لیے اب نو مور آنسو۔اس طرح یہ بھی پریشان ہو گا۔ " رابیل کے اشارے پہ حنان آگے بڑھا اور بڑی مما کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

"ٹھیک کہہ رہا ہے حنان۔کھانا لگواو رقیہ اور کسی ملازم کو بھیج

کے خلیفہ کے دوست)نِک (کو بھی بلا لاو۔وہ بھی کھانا کھا

لے۔ "بی جان نے چھوٹی مما کو مخاطب کرتے ہدایت دی تو

وہ ایک دم سے بول اٹھا تھا۔

"اسے کھانا روم میں بھجوا دیں۔یہ فیملی ڈنر ہے نہ وہ کمفرٹ

فیل کرے گا۔نہ ہی یہ اچھا لگے گا۔ "وہ خود کو بھی کرسچن

اور غیر ملکی ہی سمجھتا تھا لیکن جو ماحول یہاں وہ دیکھ رہا تھا

اس کے سبب نجانے کیوں اس نے ان لڑکیوں کی وجہ سے نِک کو بلوانے سے گریز کیا۔

سب کی ہمراہی میں جب وہ ڈائیننگ ہال میں پہنچا تو وہاں موجود فرشی دسترخوان لگا دیکھ کر اسے جھٹکا لگا تھا۔

اس نے بے ساختہ اسے تلاشنا چاہا جو یہاں بلا کے اس کے سامنے نہیں آ رہی تھی۔

اس کی متلاشی نگاہیں محسوس کر کے رابیل فوراً اس کے نزدیک آئی کہ سب بیٹھ چکے تھے اور اس کے بیٹھنے کے منتظر تھے۔

اس کے نزدیک آنے پہ اس نے اسے دیکھا جس کی فراک کس فقط نچلا حصہ نظر آ رہا تھا کیونکہ اس کی لی ہوئی شال اس کے کندھوں سے ہو کر تقریباً گھٹنوں تک پھیلی ہوئی تھی۔

لیکن جس چیز نے اس کی توجہ کھینچی تھی وہ اس کے لبوں پہ لگی ڈارک لپ اسٹک کی بجائے پنک لپ اسٹک تھی۔

"کیا ہوا؟ "اس کی نگاہوں کی گرمی پہ خائف ہوتے اس نے بال کانوں کے پیچھے اڑستے استفسار کیا۔

"میں نیچے بیٹھ کے کھانا نہیں کھا سکتا۔ "وہ دوٹوک انداز میں بولا تو وہ گہری سانس بھر کے رہ گئی اور پھر ایک مسکراتی نظر سب پہ ڈال کے اسی انداز میں اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کے بازو پہ اپنا ہاتھ رکھا۔

"اوکے!بیٹھ رہی ہوں میں بھی آپ کے ساتھ ہی۔چلیں۔ "

اس کی بات کو نظرانداز کیے وہ ہلکے جھینپے سے انداز میں بولتی اس کا بازو تھام کے اپنے جوتے اتارنے لگی جبکہ وہ اس کی بات پہ دانت پیستا اس کو گھور کے رہ گیا۔

"آہم!آہم!اپنے فیورٹ چاچو اور چاچی کی لاڈیاں میرا بیٹا بڑی توجہ سے دیکھ رہا ہے۔"حنان بھائی نے سب کی توجہ حنان کی طرف مبذول کروائی تو رابیل نے مڑ کے التجائیہ

نگاہوں سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ خود پہ ڈھیروں ضبط کرتا ہوا بڑے پاپا اور چھوٹے پاپا کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ وہ اس کے سامنے زینب چچی کے پاس بیٹھ چکی تھی۔

"خلیفہ! میں نے تمہارے لیے سپیشل یہ کڑھی چاول بنوائے ہیں۔آپ کو پسند ہیں ناں۔ "بڑی مما نے کڑھی کی ڈش اس کی جانب بڑھائی تو رابیل کو پورا یقین تھا کہ اتنے عرصے سے اٹالین فوڈز کھانے والا وہ اس ڈش کو ٹھکرا دے گا لیکن اب

کی بار اس نے ایک سپاٹ نظر اس کی جانب اچھال کے ڈش تھام لی۔

"مسٹر سی ای او!اپنے اندر ابال جمع کر رہے ہیں۔ایک ساتھ ہی بارود کا گولہ پھوڑیں گے۔ "وہ دل ہی دل میں کہتی اتنے عرصے کے بعد پورے دل اور سکون کے ساتھ کھانا کھانے لگی۔

اور اس کا یہ اطمینان سب نے ہی محسوس کیا تھا کہ ان کے سامنے بظاہر مضبوط بنی رابیل آج صحیح معنوں میں مطمئن نظر آ رہی تھی۔

کئی رنج ہیں رائیگانی بھی مگر اس کے باوجود

حد ہے اعلیٰ ظرفی کی ہم زندگی سے راضی ہیں

"آج کی رات خلیفہ کی پسند کی کافی کے نام۔"اس وقت ساری ینگ پارٹی ایک ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جب حسین نے ندا کو کافی بنانے کا کہہ کر خلیفہ کو دیکھا تو وہ تکلف سے مسکرا دیا۔

"یار مسکرانے میں آج بھی تمہارا ٹیکس لگتا ہے؟"حسین اس کی ایسی مسکراہٹ پہ جھلا اٹھا تو سب مسکرا دیے۔

"بنا بات کے قہقہے لگاؤں؟ "اس نے بایاں ابرو اچکاتے اس انداز میں پوچھا تھا کہ رابیل کا بے ساختہ چھوٹ گیا جس پر حسین مزید جھلایا۔

"یہ کام تم نہیں لیکن تمہاری بیگم صاحبہ کھل کے کر رہی ہیں۔ "اس نے فوراً اس کی توجہ رابیل کی طرف کروائی جو کمبل میں خود کو چھپائے آیت کی حورب کو گود میں لیے بیٹھی تھی۔

"آپ لوگوں کے ساتھ رہتی ہیں کچھ تو اثر ہو گا ناں۔ "ایک نظر اس پہ ڈال کر جو سر پہ ٹوپی پہنے، شال اسی طرح کندھوں پہ لپیٹے کمبل اپنے گرد اوڑھے صوفے پہ بیٹھی تھی۔

"ناں ناں! آپ کا رنگ خاصا گہرا ہے جو اترے گا تو ہمارا اثر ہو گا ناں۔ "آیت نے فوراً ٹکڑا لگایا تو وہ بے ساختہ گلابی پڑی تھی جبکہ اس نے ہولے سے پیشانی مسلتے ہوئے ان لوگوں کو ایک نظر دیکھا۔

"پھر تو یہ اترنے سے رہا کیونکہ اب تو روز بہ روز گہرا ہی ہو گا۔ "بولڈ و بلنٹ وہ پہلے ہی تھا لیکن اب جن ہواوں میں رہ کے آیا تھا وہاں تو شرم کا تصور ہی نہیں تھا اس لیے وہ اس کو نظروں کے حصار میں رکھے جس انداز میں بولا تھا رابیل کے یکلخت سرخ پڑتے چہرے سے جیسے دھواں نکلنے لگا۔

جبکہ باقی سب نے ایسی ہو ہا سی مچائی تھی کہ اس کی گود میں لیٹی حورب کسمسا اٹھی۔

"شور تھوڑا مچاو۔بچی کو ڈرا دیا ہے آپ لوگوں نے۔ "اپنے دل کی بدلتی لے اور چہرے سے پھوٹتی حدت پہ بمشکل خود کو سنبھالتے اس نے انہیں ڈپٹ کے گویا ماحول بدلنا چاہا۔

"بچی آپ کی گود میں ہے۔ہم پہ بلیم کیوں کر رہی ہیں؟ " اس کی طرف مکمل متوجہ ہوتا وہ سنجیدگی سے بولا تو وہ اسے گھورتی ہوئی اٹھی۔

"یہ آپ رکھ لیں اپنی گود میں اور کروائیں چپ۔ "وہ اٹھی اور حورب اٹھا کے سیدھا اس کی گود میں رکھ دی۔

وہ جو ان سب کی موجودگی میں لفظی کاروائی کر رہا تھا اچانک اس ننھی پری کو گود میں دیکھ کر سٹپٹا گیا تھا۔

"یہ۔۔۔اسے اٹھائیں پلیز۔یہ رو پڑے گی۔ "یہ اس کی زندگی کا پہلا لمحہ تھا جب اس نے اس طرح کسی بچے کو گود میں لیا تھا تبھی وہ عجیب سے احساسات کی لپیٹ میں آیا تھا۔

"پریکٹس کریں ناں آپ بھی بھائی۔ "اس کے چہرے کی بدلتی رنگت پہ غور کیے بغیر کنزی بھائی کی گود میں حورب کو دیکھ کر خوش ہوتی ہوئی بولی تھی۔

لیکن وہ ہنوز ناقابلِ فہم سی کیفیت لیے حورب کو دیکھ رہا تھا

بنا اس کے چہرے کو ہاتھ لگائے۔

جبکہ اس کے چہرے، اس کی گود میں موجود حورب کو

دیکھتی رابیل کو پیٹ میں گرہیں سی پڑتی محسوس ہونے

لگیں۔ایک عظیم نقصان کا احساس روح کو جھنجھوڑنے لگا تھا۔

ایسا نقصان جس کا اس کے روح کے مکین کو احساس ہی نہیں

تھا۔

"بھائی کی پریکٹس تین سال پہلے ہی ہو جانے تھی اگر وہ حادثہ پیش نہ آتا تو۔ "خلیفہ کے تاثرات دیکھتے حسن نے نجانے کیا سوچ کر اس کا بات کا تذکرہ کیا تھا۔

جسے سن کر رابیل لب بھینچتی وہ آنسو چھپانے کی غرض سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"کیسا حادثہ اور کیسی پریکٹس؟ "وہ چونکا تھا۔

کیا کوئی ایسا پوائنٹ تھا جو مِس تھا اور اس کے لیے فائدہ مند ہو سکتا ہے؟

"آپ لوگوں کا ایکسیڈنٹ جب ہوا تو اگر رابیل کا ایکسیڈنٹ نہ ہوتا تو آج آپ بھی تین سالہ ایکسپیریئنسڈ پیرینٹس ہوتے۔ "ہلکی سی کرب آمیز مسکراہٹ کے ساتھ آیت نے جواب دیا تو ماحول ایک دم سے بوجھل سا ہو گیا۔

جبکہ اس کا وجود جیسے ایک دم سے خالی سے احساس سے بھرنے لگا۔

اچانک ہی وہی آوازیں اس کی سماعتوں میں لہرائیں۔

شور مچاتی آوازیں۔۔

چوڑیوں کا شور۔۔۔

سرسراتا لمس۔۔۔

خلیفہ!

خلیفہ! میرا بچہ۔۔۔۔

ایک دم سے اس کے سر میں شدید درد کی لہر اٹھی تو چہرہ سرخ ہوتا دہک اٹھا اور گردن پہ پسینے کی بوندیں جھلملانے لگیں۔

"آپ ٹھیک ہیں؟ "حسن جو اس کی طرف ہی متوجہ تھا اس کی حالت دیکھ کر چونکا تھا۔

"ہاں۔۔نہیں میرا مطلب ہے کہ سر میں درد ہونے لگا ہے۔میں اب ریسٹ کروں گا۔ "فوراً اپنی جگہ سے اٹھتے اس نے حورب آیت کی گود میں ڈالی اور جیب سے والٹ نکال کے بڑے بڑے کئ نوٹ نکال کے اس کی گود میں رکھ دیے۔

اپنی اس حرکت پہ وہ خود ششدر تھا لیکن یہ سب اس نے غیر ارادی طور پہ کیا تھا۔

جبکہ یہ سب دیکھ کر کچن سے نکلتی رابیل دنگ تھی۔ لیکن فوراً سنبھلتی وہ آگے بڑھی۔

"کافی لے لیں۔ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ "اس نے دور سے ہی آواز لگائی لیکن وہ رکا نہیں مگر کچھ قدم اٹھاتے ہی وہ واپس پلٹا۔

"روم کی سیٹنگ وہی ہے؟ "وہ کمرے کے متعلق نہیں جانتا تھا اس لیے ڈائریکٹ کمرے کا پوچھنے کی بجائے یہ پوچھا تو حسن اٹھا۔

"جی بس کچھ تصاویر اور لگائی ہیں۔آئیں میں دکھاتا ہوں آپ کو۔ "رابیل کو اشارہ کر کے اس نے اس کی کافی کا مگ تھام کے قدم اس کے ہمراہ بڑھائے تو وہ بھنچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ بار بار اپنی پیشانی مسلتا ہوا سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

"بھائی ٹھیک نہیں لگ رہے۔"اس کی کنڈیشن کو بغور دیکھتی کنزی اور آیت بیک وقت ایک ساتھ بول اٹھیں۔

"وہ انڈر آبزرویشن تھے تو ابھی انہیں مکمل ریکور ہونے میں وقت لگے گا۔آپ لوگ پریشان نہیں ہو۔"وہ ہلکی سی مسکان کے ساتھ ہولے سے بولی تو انہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

-----------------------،---------------

گہری سانس بھرتے خود کو ڈھیروں تسلیاں اور سبق دے کر

اس نے اپنے اور خلیفہ کے سانجھے بیڈروم کا دروازہ کھولا تو

سامنے ہی وہ اولیو گرین شرٹ اتارے سیاہ پینٹ کے ساتھ

سفید ویسٹ میں ملبوس بیڈ کی پائینتنی کی جانب بیٹھا میڈیسن

لے رہا تھا۔

"طبیعت کو کیا ہوا؟ "وہ اندر آتی اس سے کچھ فاصلے پہ ٹھہرتی بولی لیکن اس نے بنا کچھ کہے تین ٹیبلٹس نکال کے منہ میں رکھیں اور بنا پانی پیے انہیں نگل گیا۔

اس کی بے رخی اور بے نیازی دیکھتی وہ حسبِ سابق چلتی ہوئی اُس کی انلارجڈ تصویر کی طرف بڑھی اور بنا کچھ کہے اس کی تصویر پہ سر ٹکائے اپنی باتیں اس تک پہنچانے لگی جو وہ اس کو حقیقت میں ابھی نہیں کہہ سکتی تھی۔

"کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ ان کا بیٹا مر چکا ہے؟ "چند لمحوں کے بعد جب دوائی نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو اس کا اعصاب سنبھلے۔

تبھی اس نے اس کی موجودگی کو محسوس کر کے گردن گھمائی تو اسے اس تصویر پہ سر رکھے گرد و نواح سے بیگانہ دیکھ کر آنکھوں میں ناگواری سی چھلکی۔

جبکہ اس کی بات سن کر رابیل نے جس طرح کرنٹ کھا کے اسے وحشت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا وہ حیران ہوا تھا۔

تبھی وہ زخمی شیرنی کی طرح اس کی طرف بڑھی اور زور سے اس کے سینے پہ ہاتھ مارتی گرجی۔

"جو جو کچوکے اپنی بے خبری میں آپ میرے دل کو لگا رہے ہیں۔یاد رکھیے گا ان کا حساب میں ضرور لوں گی اور یہ بات آپ مت بھولا کریں کہ رابیل خان معاف نہیں کرتی۔ "

ایک ہاتھ کا پنچ اس کے سینے پہ مارتی وہ دوسرے ہاتھ کی انگلی اٹھاتی جیسے غرا رہی تھی۔

"ایک سوال پہ اتنا ایموشنل کیوں ہو رہی ہیں مس سی او؟ "

اس کے ردِ عمل پہ وہ جیسے محظوظ ہو رہا تھا۔

لیکن رابیل کی توجہ اس کے سوال پہ نہیں بلکہ ہاتھوں میں در آنے والی چپچپاہٹ کو حیرانگی سے دیکھنے لگی اور پھر ہاتھوں میں لگے خون کو دیکھ کر اس کی حیران نگاہیں اُس تک گئیں جس کی سفید ویسٹ سینے سے سرخ ہو رہی تھی۔

"یہ۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہوا؟ "اس کے ہاتھ اُس کے خون کو دیکھ کر کپکپا رہے تھے۔

"نہیں اور ایک مہینے تک اسے ٹھیک کرنا بھی نہیں ہے تاکہ پھر میں آپ کو بتا سکوں کہ میں بھی معاف نہیں کرتا۔ "

متبسم چہرہ مگر سرد انداز و لہجے پہ رابیل نے ٹھٹھک کے اسے دیکھا جس کی سنہری آنکھیں اجنبی سے انداز میں اسے دیکھ رہی تھیں۔

"میں یہ بات جانتی ہوں۔اس کے لیے خود کو اذیت دینے کی ضرورت نہیں ہے اس لیے بیٹھو یہاں پلیز۔ "اس کا زخم اسے بے چین کر چکا تھا۔

تبھی اسے تھام کے بیڈ کی طرف دھکیلنے لگی۔

"اونہوں، زرا اپنی اداوں پہ کنٹرول رکھو۔میں اپنی کرنی پہ آیا تو اس دفعہ چاقو نہیں ملے گا۔"اس کے گالوں سے ٹکراتے بالوں کی لٹیں دیکھتا وہ معنی خیز لہجے میں بولا تو وہ ان سنا تاثر دیتی اسے زبردستی بیڈ پہ بٹھا گئی۔

"بھولیں مت کہ آپ نے اس مہینے میں میری ماننی ہے اور۔۔۔"وہ اس کے سامنے سے ہٹ کے فرسٹ ایڈ باکس لینے کے لیے بڑھی۔

"اور آپ کا محبوب شوہر اور سب کا من پسند بیٹا بن کے رہنا ہے رائٹ؟ "اس کی بات قطع کرتے ہوئے اس نے استفسار کیا تو اس کے نزدیک فرسٹ ایڈ باکس رکھ کے اس نے ہیٹر کی گرمی محسوس کی تو شال اتار کے سائیڈ پہ رکھی اور جلدی سے بالوں کو جوڑے میں لپیٹنے لگی۔

اس کے دونوں بازو اوپر اٹھانے پہ جدید تراش خراش کی فراک میں ملبوس اس کے دلکش سراپے کو گہری نگاہوں سے

دیکھتے اس کی سنہری آنکھیں اس کی اک اک موومنٹ پہ گردش کر رہی تھیں۔

خوبصورت سراپا، صراحی دار گردن جس کی نرمی وہ محسوس کر چکا تھا، ٹھوڑی پہ سجا بھنور، گلابی کٹاودار لب، ملائمت سے بھرپور چہرہ، سیاہ نینوں سے بھری وہ دلکش نگاہیں۔۔۔

اس کی نگاہ بے لگام ہوتی بھٹک رہی تھی اور اس کی گردن کی داہنی سائیڈ کی رگ پہ پسینہ پھیلنے لگا تھا۔

اس کی نگاہوں کی حدت محسوس کر لینے کے باوجود وہ بال سمیٹ کے اسے ویسٹ ہٹانے کا اشارہ کرتی باکس کھول گئی تھی۔

"ویسٹ اتاریں پلیز اپنی۔خون مسلسل بہہ رہا ہے۔" اس نے اسے یونہی بیٹھے دیکھا تو بول اٹھی۔

"ڈریسنگ تم کر رہی ہو تو یہ کام بھی تم کرو۔" وہ دونوں ہاتھ اٹھائے بغیر سکون سے بولا تو وہ گہری سانس بھرتی آگے

بڑھی اور کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ اس کی پینٹ سے اس کی ویسٹ کھینچنے کی کوشش کی مگر بیلٹ کی وجہ سے نہ نکل سکی۔

"اسے کھول سکتی ہو تم۔ آفٹر آل شوہر ہوں تمہارا۔ "دل جلانے والے انداز میں کہتا وہ مزید ریلیکس انداز میں ہتھیلیاں پیچھے بیڈ پہ جماتا ہوا بولا تو اس کا چہرہ دہک اٹھا جبکہ دل کی دھڑکنیں لے بدلنے لگیں۔

"یہ بات کیا تمہارا دل تسلیم کرتا ہے؟ "قدرے اس کی جانب جھکی وہ چبھتے ہوئے لہجے میں بولی تو اس نے چہرہ پیچھے کی جانب گراتے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"بھئی کون نہیں مانے گا اس ماحول میں خود کو تمہارا شوہر۔ "

اس کی بات سن کر اس کا وجود جیسے دہکتے انگارے کی مانند جل اٹھا جبکہ دل کیا یہیں دھاڑیں مار مار کے رونے لگے۔

مگر ابھی تو اسے مقابلہ کرنا تھا۔اس سمیت بہت ساروں کا۔

تبھی وہ دانت پہ دانت جماتی،دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنے لرزتے ہاتھ اس کے بیلٹ کے بکل پہ رکھ چکی تھی اور بکل کھولتے ہوئے اسے جیسے دانتوں تک پسینہ آ گیا تھا۔

اس پہ مسلسل گہری نگاہوں کا حصار قائم کر کے بیٹھے خلیفہ نے اس کی بتدریج سرخ ہوتی رنگت اور چہرے پہ چمکتے شبنمی قطروں کو بخوبی محسوس کیا تھا۔

بکل کھولنے کے بعد اس نے جب بیلٹ کو ایک سائیڈ سے کھینچا تو بیلٹ نکلنے کی معنی خیز آواز اس ماحول کو مزید بوجھل کرنے لگی۔

"مجھے ترس آ رہا ہے یہ سوچ کر کہ جب تمہیں یہ پتہ چلے گا یا تمہاری اس جھوٹی امید کا بھرم ٹوٹے گا کہ جس کے ساتھ تم اس حد تک جا چکی ہو وہ تمہارا واقعی میں شوہر نہیں ہے تو کیا حال ہو گا تمہارا۔ "اس کی دھڑکنوں کی آواز اور اس کی

غیر ہوتی حالت کو دیکھتے وہ خود سے بولتا اسی کو دیکھ رہا تھا جو اب اس کی شرٹ اتارتی جیسے پسینے سے تر ہو چکی تھی۔

"ویسے ایک بات ماننی پڑے گی تم اپنے شوہر کو خاصا ٹف ٹائم دیتی تھی۔ "اس کے ان بولڈ ایکٹس پہ ذو معنی طنز کرتا وہ اس کے کانوں سے دھواں نکال گیا۔

"یہ بات تم اپنے ہوش و حواس اور یاداشت بحال ہونے پہ کرتے تو زیادہ بہتر جواب دیتی میں۔ "اس کا بہتا خون اس

کے اعصاب پہ بھاری پڑ رہا تھا جس کے باعث وہ کاٹن سے زخم صاف کرتی بڑی توجہ سے اس کی ڈریسنگ کر رہی تھی۔

"تمہیں ڈاکٹر کو چیک کروانا چاہیے۔" ایک محتاط سی نظر اس پہ ڈال کر اس نے ایک کوشش کرنی چاہی۔

"میں اسی ڈاکٹر سے دل بہلا لیتا ہوں۔کام تو دونوں نے ایک ہی کرنا ہے ناں۔" قینچی سے پٹی کاٹ کے ڈریسنگ پہ ٹیپ لگانے کو خود کی طرف قدرے جھک کے بیٹھی رابیل کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اس نے اسے اپنی اور مزید

کھینچتے ہوئے اس کی گردن کو ہونٹوں سے چھوا تو وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ "وہ بری طرح خائف ہوتی اس سے فاصلہ بڑھانے کی تگ و دو کرنے لگی۔

"خود ہی تو کہا ہے کہ تمہارا شوہر بن کے ایک مہینہ گزارنا ہے تو کیا اب تم سے دور رہوں گا؟ "برسوں پہلے کیے گئے معاہدے کی طرح وہ آج بھی اپنی ہی رکھی گئی شقوں میں الجھ چکی تھی۔

"ہاں بالکل "!تڑخ کے کہتی وہ جلدی سے اس سے دور ہٹتی بیڈ سے اٹھی تو وہ دوائی کے ہونے والے اثر کے باعث اس کے گرد ڈھیلی گرفت کرتا اب مدہوش ہو رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو؟ "اس کی آنکھوں میں در آتی اس اچانک مدہوشی پہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھاتی رابیل چونکی تھی۔

"ہمم !میرا سر۔۔۔ "ہولے سے سر جھٹکتے ہوئے اس نے وہیں چت لیٹتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔

"خلیفہ "!وہ تڑپ کے اس پہ جھکی اور اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے اسے پکارنے لگی جو ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکا تھا۔

"یہ سب کیا ہے؟ "اس کا دماغ بری طرح سے چکرا چکا تھا۔

وہ اٹھی اور لپک کے اپنا موبائل اٹھایا۔

"میں کل سہہ پہر چار بجے آپ سے ملنا چاہتی ہوں۔ "ایک میسج سینڈ کر کے اس نے چند منٹ ریپلائے کا انتظار کیا جو 'اوکے 'پر مشتمل تھا۔

جوابی میسج موصول ہونے پر اس نے قدم واشروم کی طرف بڑھائے اور وہاں کیبن میں فرسٹ ایڈ باکس رکھ کے اس نے ساتھ پڑی سلائیڈ توجہ کے ساتھ ایک کنارے سے تھامی اور اسے بغور دیکھنے لگی۔

اس سلائیڈ پہ سرخ خون کے چند نشانات واضح طور پر دکھائی دے رہے تھے۔

-----------------.--------------

بھاری ہوتے دماغ کے ساتھ اس نے بمشکل بوجھل ہوتی آنکھیں کھولیں تو سفید روشنی آنکھوں میں چبھنے لگیں۔

تبھی اس نے چہرہ تکیے میں چھپاتے جیسے خود کو چھپانے چاہا مگر کانوں میں گونجتی مدہم آواز جو اسے جگانے کا باعث بنی تھی وہ دوبارہ اس کی سماعتوں میں گونجی تو اس نے تکیے سے

سر اٹھا کے نیند سے بھری سرخ آنکھوں کے ساتھ اردگرد کا جائزہ لیا تو دائیں جانب سفید ٹراوزر پہ گلابی شرٹ پہن کے بڑی سی چادر اوڑھے صوفے پہ بیٹھ کے تلاوت کرتی رابیل کو دیکھ کر ٹھٹھک گئ تھی۔

کمرے میں ہونے والی روشنی شاید اسی وجہ تھی اور آواز اس کی تلاوت کی تھی مگر وہ روشنی اور آواز اسے ڈسٹرب کر چکی تھی۔

"اسے بند کرو۔میں ڈسٹرب ہو رہا ہوں تمہاری آواز اور اس روشنی سے۔ "بھاری آواز میں کہتا وہ رابیل کو اپنی طرف متوجہ کر گیا۔

وہ جو رات بھر اسی صوفے پہ براجمان کچی پکی نیند میں تھی۔فجر کے بعد یہیں تلاوت کرنے بیٹھ گئی لیکن اب اس کی بات سن کر وہ چونکی تھی۔

"یہ آواز ڈسٹرب نہیں کرتی بلکہ سکون دیتی ہے۔ "رسانیت سے کہتی وہ مزید جذب سے تلاوت کرنے لگی تو وہ لب

بھینچے اسے دیکھنے لگا جو اس سمے اس آف وائیٹ چادر کے ہالے میں میک اپ سے مبرہ شفاف چہرہ لیے اتنی سحر انگیز لگ رہی تھی کہ وہ کوئی جوابی کاروائی کیے بغیر واپس تکیے میں چہرہ چھپاتا کمبل سر تک کھینچ چکا تھا۔

جبکہ وہ کچھ دیر کے بعد جب تلاوت اور دعا کے بعد اپنی جگہ سے اٹھی تو پہلے اس کی طرف بڑھی اور اس پہ دعا پڑھ کے پھونک ماری اور پھر لائیٹ دم کرتی خود قرآن پاک رکھ کے واپس صوفے کی طرف آ کے لیٹ گئی۔

"بروٹو!ایلس اس لڑکی کے ساتھ اُن کی آبائی حویلی پہنچ گیا ہے۔ "الیگزینڈرو کی اطلاع پہ اس کے ماسک میں چھپے نقوش جیسے زہر سے سیاہ پڑنے لگے۔

"ایلس کو میرا پیغام پہنچاو کہ اپنا کام مکمل کرے اور جیسے ہی اس کی طرف سے سگنل ملے فوراً اُس لڑکی کو ختم کر دو۔ " بروٹو نے فوراً کرختگی اور سفاکی سے آرڈر دیا۔

"اور اگر اِس لڑکی سے پہلے ایلس ہی ہمارے لیے مسئلہ بن گیا تو پھر؟ "الیگزینڈرو نے ایک خیال ظاہر کیا جو بروٹو کو جلا کے راکھ کرنے لگے۔

"بکواس نہیں کرو الیگزینڈرو۔ اس کو اس طرح سے مسئلہ بنانے سے پہلے یہاں بلوانے کا انتظام کرو۔ "وہ بھڑکتے ہوئے بولا۔

"اس کی میڈیکیشن اس تک پہنچاو۔ جلال کو کہو نِک تک میڈیسن پہنچائے اور اپنی نگرانی میں اسے یہ دلوائے۔ "وہ

مزید بولا تو الیگزینڈرو کو اندازہ ہونے لگا کہ اس وقت

سارے مسئلوں سے بڑا مسئلہ ایلس کا واپس آنا تھا۔

"اس کی بات مان کر اسے پاکستان بھیج کر غلطی کی ہم نے۔ "

اس سارے میس سے وہ چڑ سا گیا۔

"اونہوں!زیادہ سختی اور روک ٹوک اسے بھگا سکتی ہے اس

لیے اس کی مان کر اسے اپنی مٹھی میں رکھنا ضروری

ہے۔لیکن اب جب کام ہو جائے تو اُس لڑکی کو ختم کرو اور

اسے واپس بلواو۔اس کے ڈیزائن کردہ اسلحے کی ڈیلیوری ہے

اگلے مہینے۔ "بروٹو بات مکمل کر کے اپنی کرسی سے اٹھا اور

نیم اندھیرے میں خارج دروازے کی طرف گم ہوتا چلا گیا

جبکہ جگہ جگہ بکھرے گارڈز کے ساتھ وہیں موجود الیگزینڈرو

اب پاکستان رابطہ کر رہا تھا۔

گھڑی کی سوئیوں نے جب چار کا ہندسہ بجایا تو اسی لمحے

ایمرالڈ گرین کلر کے لانگ کرتے ٹراوزر کے ساتھ منی کوٹ

پہنے وہ گلے میں مفلر کے اندر میں اپنا دوپٹہ لپیٹے گھنیرے

سیاہ ہاف بالوں کو کیچر میں جھکڑے' جہان حیدر شاہ 'کے پرسنل آفس روم کی طرف خان کی معیت میں بڑھ رہی تھی۔

"السلام علیکم "!متوازن لہجے میں سلام کرتے ہوئے اس نے نظر اٹھا کے سامنے دیکھا۔

جہاں وہ وجاہت سے بھرپور مرد سیاہ شلوار قمیض میں ملبوس ڈارک سکن شال کندھوں پہ سٹائلش سے انداز میں پھیلائے

چمکتی ہوئی سیاہ آنکھوں پہ سنہری فریم سے لیس گلاسز سجائے صوفے پہ براجمان کسی فائل کا مطالعہ کر رہا تھا۔

"وعلیکم السلام! آیئے مسز رابیل۔ "اس کی آواز پہ بنا چونکتے وہ اٹھا اور اسے اپنے سامنے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ صوفے پہ بیٹھتی اپنا بیگ ساتھ رکھتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئی جو فائل ایک سائیڈ پہ رکھتا واپس براجمان ہو چکا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟ "بنا کسی تاثر کے نرم لہجہ گونجا۔

"اللہ کا شکر ہے۔ آپ ٹھیک ہیں اور آپ کی مسز اور فیملی؟ "

وہ اس کی فیملی سے مل چکی تھی تبھی بولی تو اس نے مسز کے لفظ پہ ہلکا سا مسکراتے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے خان کو اشارہ کیا تو اس نے ہولے سے واپس دروازہ وا کر کے باہر کھڑے ملازم سے ٹرالی لے کر واپس دروازہ بند کر دیا۔

ریفریشمنٹ کی چیزیں ان کے سامنے میز پہ رکھنے کے بعد خان ایک سائیڈ پہ جہان کے ساتھ بیٹھ چکا تھا۔

"مجھے یقین ہے کہ آپ کا تعاقب کیا جا رہا۔۔۔۔" اسے کولڈ کافی کا مگ پکڑتے دیکھ کر اس نے بالآخر بات کا آغاز کیا ہی تھا کہ اس کے پرسنل نمبر پہ کال آنے لگی۔

بنا سکرین کی طرف دیکھے اس کے گھنی مونچھوں تلے چھپے ہونٹوں پہ ہلکی سی مسکان نے چھب دکھلائی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کے موبائل پکڑا اور رابیل کو ایکسکیوز کر کے موبائل کان سے لگایا۔

"السلام علیکم! جہان حیدر شاہ سپیکنگ"! اس کی مخصوص آواز دوسری جانب موجود علیزے کو پر سکون کر گئی۔

"وعلیکم السلام! آج آپ گھر آنے والے تھے؟" مترنم مگر خفگی بھرا لہجہ اس کی سماعتوں سے ٹکرایا۔

"سات بجے میں آپ کے سامنے ہوں گا علیزے۔" متانت بھرے انداز میں اس نے یقین دہانی کروائی تو 'علیزے' لفظ پہ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کسی کے پاس تھا۔

تبھی وہ مزید کوئی ضد یا نخرہ دکھائے بغیر خدا حافظ کہتی کال بند کر گئی۔

"جی جہان بھائی!میرا تعاقب صرف آج نہیں بلکہ گزشتہ کچھ دنوں سے کیا جا رہا ہے۔ایون کے ممی کے گھر کے اردگرد کچھ لوگ منڈلاتے نظر آ رہے ہیں۔"اس کی بات مکمل ہوئے بغیر بھی وہ سمجھ چکی تھی اس لیے تفصیلاً اسے آگاہ کیا۔

"سب سے پہلی فرصت میں آپ اپنی ممی کو کسی سیف جگہ پہنچائیں۔ خلیفہ کی حویلی لے جائیں یا کہیں اور۔بلکہ اگر چاہیں تو' شاہ مینشن 'بھی انہیں کچھ دن شفٹ کر سکتی ہیں۔ "

سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے اسے مشورہ دیا تو وہ اس جیسے روڈ اور ایروگینٹ بندے کے اس رویے پہ واقعی سحرزدہ ہو رہی تھی۔

"کل سے ممی حویلی ہی ہیں لیکن مجھے پتہ ہے کہ وہ زیادہ دن وہاں نہیں رکیں گی۔وہی لبرل ہونے کے باوجود دیسی ماوں

والے متھس ہیں کہ بیٹی کے گھر نہیں رکنا۔ "وہ شاکی لہجے میں بولی تو اس نے بنا کچھ کہے اب کی بار ہلکا سا سر خم کرتے گویا اسے بات جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔

"لیکن اب اگر ممی حویلی نہیں رکتی ہیں تو انہیں کسی سیف جگہ وہیں سے ہی شفٹ کروں گی۔ "اس نے بات مکمل کی۔

"بہتر!لیکن ابھی آپ مجھ سے کیا مدد چاہتی ہیں؟ "وہ اس کی آمد کے اصل مقصد کو جاننا چاہ رہا تھا۔

"میں پریشان ہو چکی ہوں جہان بھائی۔ آپ کو اطلاع مل چکی ہو گی کہ میں نے خلیفہ کو اٹلی دیکھا تھا مافیہ کے ساتھ۔ لیکن وہ خلیفہ ہو کے بھی خلیفہ نہیں تھا۔ میں اسے واپس لانا چاہتی تھی اور اٹالین مافیہ کو پاکستان میں ہوٹل بنانا تھا جس کی وجہ سے وہ پاکستان آ گیا۔ خلیفہ کی پشت پہ موجود نشان کو دیکھ کر یہ بھی شک و شبہ نہیں رہا کہ وہ خلیفہ نہیں ہے۔

مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ "وہ الجھے الجھے سے انداز میں بات توڑ موڑ کے بیان کر رہی تھی۔

"مگر میں الجھ سی گئی ہوں۔اس کا اچانک بدلتا رویہ، اس کے فیشل ایکسپریشنز اور اس کے انداز میرا دل ڈرا دیتے ہیں۔ "

وہ ان گزرے کچھ ہفتوں سے اسے آبزرو کرتی واقعی الجھ چکی تھی۔

"رابیل!جو ایکسیڈینٹلی میموری لاس ہوتی ہے اس کے بعد اتنی جلدی ایسے ایک نئی شخصیت کے ساتھ کوئی بندہ ڈویلپ نہیں ہوتا ہے جیسے خلیفہ اتنے سے عرصے میں بن کے آیا ہے۔ "

ٹیک چھوڑ کے قدرے آگے کو ہو کے بیٹھتے جہان نے

سنجیدگی سے بات کا آغاز کیا تو وہ کافی میز پہ رکھتی ہمہ تن گوش ہوئی تھی۔

"جب آپ کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا تو گاڑی کی حالت دیکھ کر جو پہلا بیان میری ٹیم کی طرف سے آیا تھا وہ یہی تھا کہ حاتم اور خلیفہ دونوں اس گاڑی میں جھلس کے نہیں مرے ہیں۔اور اگر ایسا ہوا بھی ہے تو یہ اتنا میجر بلاسٹ نہیں تھا کہ جلنے سے ان کے وجود کے کچھ حصے ہی نہ ملتے اور نہ ان کی شناخت ہو سکتی۔چونکہ یہ حادثہ ایسا تھا کہ رحمان انکل اس وقت اس کی صدمے میں صحیح سے انویسٹیگیشن نہیں کروا سکے لیکن ہماری طرف سے یہی بیان سامنے آیا تھا جو ظاہر

ہے ہم تب کھل کے دے ہی نہیں سکتے تھے جب تک
خلیفہ کے متعلق کوئی خبر نہ ملتی۔ "اپنے مخصوص بھاری اور
سنجیدہ لہجے میں وہ عادت کے برخلاف تفصیلاً بول رہا تھا۔

"کچھ مہینے قبل مجھے اطلاع ملی تھی کہ خلیفہ کی مماثلت لیے
اک شخص وینس میں دیکھا گیا ہے لیکن میں اسے نہیں مل
سکا تھا۔لیکن جب آپ نے مجھے کال کر کے اسے ایئرپورٹس
سے بنا کسی انویسٹیگیشن سے نکالنے کو کہا کہ اس کی شکل تو
مرے ہوئے پاکستانی بزنس مین سے مل رہی تھی اور یہ کوئی

چھوٹی بات نہیں تھی تب میں نے اس کے بارے میں سب انفارمیشن نکلوائی جس میں سب سے حیرت انگیز یہ خبر ہے کہ ایلس رومانو نامی یہ شخص اڑھائی پونے تین سال سے اٹالین مافیہ کا سینیئر میمبر بنا ہر طرح کی ڈیلنگ کو لک آوٹ کر رہا تھا۔ "اس کی اس آخری بات پہ وہ بھی بری طرح چونکی تھی۔

"آپ خود سوچیں رابیل!ایک شخص ایسے ایکسیڈینٹ کے بعد جب میموری لاس کا شکار ہوتا ہے تو اسے جو فٹس پڑتے ہیں

اس کی وجہ سے وہ کسی کام کا نہیں رہتا مگر اس کا یوں اتنے کم دورانیہ میں یہ سب کرنا صرف ایک چیز کو ظاہر کرتا ہے۔ "اس کے خاموش ہونے پر جیسے کمرے کی فضا سائیں سائیں کرنے لگی۔

"مائنڈ ڈیمج اینڈ کنٹرول۔ "اس کے لب سرگوشی نما انداز میں ہلے تو جہان نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اسے ایڈکٹ کیا گیا ہے بلکہ آپ سمجھ لیں وہ ہیپنوٹائز ہے۔اور اگر وہ اسی طرح رہا تو آپ کسی طور اسے خلیفہ بننے پہ آمادہ نہیں کر سکتی۔ "بنا لگی لپٹی کے وہ صاف گوئی سے بولا تو اس نے ساتھ پڑے بیگ سے ایک پلاسٹک کی تھیلی نکالی۔

"میں سمجھ چکی ہوں جہان بھائی۔میں نے چند دفعہ اسے اچانک پریشان ہو کے سر تھامتے دیکھا ہے۔وہ پاسٹ اٹیکس ہیں جو اسے بے چین کرتے ہیں جس کا مطلب واضح ہے کہ

اگر وہ ان میڈیسنز اور انجیکشنز کا عادی نہ ہوتا تو یہ میموری لاس پرمانینٹ نہیں تھا۔ "بات کرتے ہوئے اس نے وہ تھیلی اس کے سامنے میز پہ رکھی۔

"مجھے بڑے پپا نے کہا کہ اس کے ٹیسٹ کروانے ضروری ہیں مگر وہ کسی طور بھی ہاسپٹل جانے کے لیے آمادہ نہیں ہو رہا تھا اس لیے مجھے مجبوراً یہ کرنا پڑا۔ "اس کی تھیلی کی طرف اشارہ کیا تو خان نے ہاتھ بڑھا کے وہ پلاسٹک کی تھیلی اٹھائی۔

"میں ہاسپٹل نہیں جاوں گی۔میں کسی قسم کا رسک نہیں لے سکتی۔میرے ہاسپٹل جانے پہ تعاقب کار الرٹ ہو جائیں گے جس کی وجہ سے وہ کام خراب ہو سکتا ہے اس لیے آپ پلیز یہ کام کروا دیجیے گا۔"وہ تھیلی کی طرف اشارہ کرتی بولی تو خان نے مسکرا کے جیسے اسے کام ہو جانے کی تسلی دی تھی۔

"شیور!میں اور میری ٹیم ایون کہ میری فیملی ہر کوئی آپ کی مدد کرے گا لیکن صرف آپ کی۔خلیفہ کی مدد اس دفعہ

صرف خود خلیفہ ہی کر سکتا ہے۔ "متانت و گھمبیرتا سے کہتے اس نے اسے بھی بہت کچھ جتایا تو وہ سمجھ کر مدہم سا مسکرا دی۔

"تھینک یو "!مروتاً وہ بولی تو اس نے بنا کوئی ردِ عمل دیے اس کے لیے پلیٹ میں خود ہی بسکٹس اور کیک رکھ کے اسے دیا تو وہ اب قدرے خود کو ریلیکس محسوس کرتی ریفریشمنٹ کرنے لگی۔

بگڑے ہوئے تیوروں کے ساتھ گاڑی ڈرائیو کرتا وہ بمشکل اپنے حواسوں پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

صبح حنان کے ساتھ آفس پہنچنے کا کہہ کے اس سے بھی پہلے نکلنے والی رابیل پورا دن آفس نہیں آئی۔اس بات نے نا چاہتے ہوئے بھی اس کا موڈ خراب کر رکھا تھا۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا کہ وہ مسلسل اس فیملی کے ساتھ باونڈ ہو کے نہیں رہ سکتا تھا۔اسے ایک فزیکل اور

مینٹل سپیس کی ضرورت تھی مگر وہ خود اور اس کے نمبر دونوں آوٹ آف ریچ تھے۔

اس بگڑے موڈ کے ساتھ جب الیگزینڈرو کا پراپرٹی پیپر پہ جلد سائن کروا کے اس لڑکی کا معاملہ وہیں ختم کروانے کا حکم نامہ پڑھ کے جیسے وہ دہکتی بھٹی میں جا گرا تھا۔

اسی بے چینی اور طیش کے عالم میں اس نے نِک سے اپنے لیے حرام مشروب منگوایا اور کافی دیر اس سے شغف برتتا رہا۔

آفس روم میں اس کے انتظار میں رات چھ بجے تک بیٹھے رہنے کے باوجود جب وہ نہ آئی تو وہ نِک کو ڈرائیونگ سے منع کر کے خود ڈرائیونگ سیٹ پہ جبکہ نکِ کو فرنٹ سیٹ پہ بٹھا چکا تھا۔

"سر! آپ کو اس حالت میں دیکھ کر حویلی کے لوگ پریشان ہوں گے۔ "نِک کا مودب انگریزی لہجہ گونجا تو وہ مزید بھڑک اٹھا۔

"گو ٹو ہیل آل آف دیم۔آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔وہ سٹوپڈ اور فولش لڑکی مجھے ان شرطوں میں باندھ کے خود گھوم رہی ہے اور میں یہاں سارے دھندے بند کر کے اس کے ان لاءز کو خوش کرنے کی کوشش کروں۔ڈیم اٹ۔ "غصے سے بھڑکتے ہوئے وہ گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھا گیا.

اس کی گاڑی جب' حیات حویلی 'کے گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی تو اسی لمحے اپنی گاڑی پارک کر کے رابیل نیچے اتری تھی۔

اس کو یوں پورے دن کے بعد سامنے دیکھ کر وہ گاڑی ترچھی سی پارک کر کے نیچے اترا تو بری طرح سے لڑکھڑایا تبھی نِک نے جلدی سے بڑھ کے اسے تھاما تب تک وہ بھی ان کے نزدیک پہنچ چکی تھی۔

"سب ٹھیک ہ۔۔۔۔۔ "اس نے اس کی لڑکھڑاہٹ دیکھی تھی تبھی پریشانی سے بولتی ان کے نزدیک آئی تھی لیکن اس کے ڈولتے قدم، حد درجہ سرخ ہوتی آنکھیں، دہکتا ہوا چہرہ، گریبان کے کھلے ہوئے بٹن اور اس ٹھنڈے موسم میں بھی پسینے سے تر ہوتی شرٹ اسے ششدر کر چکی تھی۔

"ہیز ہی ڈرنک؟ "وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتی بے یقینی و دکھ سے نِک کو دیکھتی پوچھنے لگی تو اس کے اثبات میں سر ہلانے پر اس کا دل چاہا وہ درد سے چیخ اٹھے۔

ان گزرے ماہ و سال نے اس کا کس قدر نقصان کر ڈالا تھا۔
ایک مکمل مرد جو اپنی اور دین کی قائم کردہ حدود و اقدار کا پابند رہنے کی کوشش کرتا تھا وہ گزشتہ سالوں سے گناہوں سے لبریز ہوا جا رہا تھا۔

"میں تم لوگوں کو اس سب کے لیے کبھی معاف نہیں کروں گی۔ "وہ نِک کو دیکھتی بھرائے ہوئے لہجے میں بولتی اس کی طرف متوجہ ہوئی جو حواس سے بیگانہ لگ رہا تھا۔

"یہ اتنی بری حالت میں کیوں ہے؟ "اس کا دل اس کی حالت دیکھ کر ہول رہا تھا۔

"یہ چار گھنٹوں سے پی رہے ہیں۔آپ کے آفس میں نہ ہونے کی وجہ سے باس نے یہاں شراب پی ہے اتنی۔ "نک نے لگے ہاتھوں اپنے آپ کو اس زد سے نکالنا چاہا لیکن وہ اس وقت کچھ نہیں سوچ رہی تھی ماسوائے سب کی نظروں سے اسے چھپا کے روم تک لے جانے کے۔

اس نے بیگ سے اپنا موبائل نکال کے بڑے پپا کو میسج کیا۔

"بڑے پپا! خلیفہ کی کنڈیشن کچھ ٹھیک نہیں ہے اس لیے میں اسے پچھلے لان سے سیدھا کمرے میں لے جا رہی ہوں۔ آپ پلیز گھر میں سب کو سنبھال لیجیے گا۔" تیزی سے میسج سینڈ کر کے اس نے بیگ بائیں کندھے پہ ڈالا اور خود اس کی طرف بڑھی۔

"نِک تم پچھلے لان کی طرف جاو وہاں سیڑھیوں کا دروازہ کھولو یہ سیڑھیاں اوپر ہمارے کمرے کے ٹیرس تک جاتی

ہیں۔خلیفہ نے اپنے لیے بنوائی تھیں۔ "بروقت یاد آ جانے پہ وہ کچھ پرسکون ہوتی نِک سے بولی اور خود اسے اپنے داہنے بازو کا سہارا دیتی بمشکل اپنے ساتھ لیے گھسیٹنے لگا جو اپنا مکمل وزن چھوڑے اسی پہ آ رہا تھا۔

خود پہ مکمل قابو رکھے وہ چند قدم چلی تھی نک دروازہ کھول کے واپس آیا اور اسے سہارا دینے لگا کیونکہ اتنے سے فاصلے کو طے کرنے پر وہ ہانپنے لگی تھی۔

بمشکل اس جیسے کسرتی بدن لیے بھرپور مرد کو لیے جب وہ اپنے کمرے میں پہنچی تو نِک فوراً سے کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ گہری سانس بھرتی اس کی طرف بڑھی جو بیڈ پہ آڑھے ترچھے انداز میں لیٹا بڑبڑائے جا رہا تھا۔

بیگ، کوٹ اور دوپٹہ صوفے پہ اچھال کے اس نے کیچر اتار کے بال کس کے جوڑے میں لپیٹے اور انہیں دوبارہ کیچر میں جکڑا اور پھر بازو فولڈ کرتی وہ بایاں گھٹنہ سٹریچ کر کے بیڈ پہ رکھتی اس کی طرف جھکی۔

"خلیفہ! آنکھیں کھولو اپنی اور اٹھ کے شاور لو پلیز۔ "اس کی حالت اسے پریشان کر رہی تھی تبھی اس نے اسے اٹھانا چاہا کہ وہ شاور لے تا کہ ہوش ٹھکانے لگیں۔

"خلیفہ "!اس نے اپنے ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھپتھپایا تو بکھرتے حواسوں کے ساتھ اس نے نشے سے سرخ ہوتی آنکھیں کھول کے اسے دیکھا جو اس کے بے حد نزدیک اس پہ جھکی اس کے جذبات میں تغیر برپا کر گئی۔

"اٹھ کے شاور لے لو۔"اس کی آنکھوں کے تاثرات دیکھتی رابیل نے حلق تر کرتے ہوئے پھر سے کہا اور لاشعوری طور پہ اس سے فاصلہ بڑھانا چاہا لیکن تب تک وہ اپنا بازو اس کی کمر کے گرد حائل کرتا اسے اپنے اس قدر نزدیک کھینچ چکا تھا کہ بدبو کے بھبھوکے اس کے ناک سے ٹکرائے تو اس کا دل الٹنے لگا۔

"تم۔۔۔کلک۔۔کہاں تھی تم۔۔۔۔تنگ کرتی ہو تم۔۔۔تمہارا۔۔د۔۔دوپٹہ۔۔تنم۔۔تمہاری

آواز۔۔۔خ۔۔خلی۔۔۔۔۔ "اس کی آواز نشے کی شدت سے بے ربط اور ٹوٹ رہی تھی۔

"میں تنگ نہیں کرتی نہ کہیں جاتی ہوں تم اٹھ کے شاور لے لو۔ "اس نے دوبارہ اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھا تو اس کے وجود کی نرمی اور ہاتھ کے لمس سے جیسے اس کے اندر خطرناک سپارکس اٹھے اور اگلے ہی پل وہ پوری مضبوطی سے اسے اپنی گرفت میں لیتا کروٹ کے بل ہوتا اس پہ جھکا تو رابیل کا دل اچھل کے حلق میں آن اٹکا۔

"شاور۔۔۔ نہیں لینا۔ تمہا۔۔رے ساتھ۔۔۔ تمہارے۔۔پاس رہنا ہے۔بہت پاس۔۔بہت پاس۔۔۔۔ "بہکے بہکے انداز میں کہتے ہوئے وہ اس کی گردن پہ جھکنے لگا تو اس نے بے ساختہ دونوں ہاتھ اس کے سینے پہ رکھے مگر وہ اس کے دونوں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ میں تھام کر اوپر تکیے پہ پن کرتا پوری شدت سے اس کے کندھے پہ جھکتا وہ اس کی شفاف گردن اور کندھے کو اپنے سلگتے لمس سے سرخ کرتا اس کی سانسیں منتشر کر رہا تھا۔

اس کی لمحہ بہ لمحہ تنگ ہوتی گرفت، شراب کی بو، لمس کی شدت، لمحوں کی فسوں خیزی اس کے اعصاب منتشر کر رہی تھی۔وہ اپنی بکھرتی سانسوں اور دھڑکنوں کے ساتھ پوری جی جان سے مزاحمت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر بانہوں میں موجود دلکش وجود کی نزاکت و نرمی اس کے شراب کے نشے سے دھت اعصاب کو مزید بہکا رہی تھی۔ تبھی وہ اس کے ہاتھوں کو سختی سے تکیے میں پن کیے دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ پہ سرسراتے بڑے والہانہ انداز میں اس کے چہرے کے ہر نقش کو چومتا اسے کمزور کر رہا تھا۔

"خ۔۔خلیفہ!پلیز۔۔۔نہیں کرو۔۔"اس کے حلق سے گھٹی گھٹی آواز نکلی مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کے کپکپاتے ہونٹوں کو فوکس میں رکھے اس پہ جھکا تو شراب کی بو پہ اس کا معدہ جیسے الٹنے لگا۔

وہ اس کی گرفت میں جی جان سے مچلتی ہوئی اس لمحے کے سحر سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کی طلب جیسے لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جارہی تھی۔

اس کی شدت پہ اپنی پاگل ہوتی دھڑکنوں سے خائف ہوتے اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں تو سانسوں کو رہائی بخشتا اس کی ٹھوڑی کو چومنے لگا۔

"یااللہ "!جب اس کا سرسراتا ہوا لمس اس کی شفاف گردن سے ہوتا سینے کی حدود تک پہنچا تو اسے اپنے بدن سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔مگر اس سے پہلے کہ وہ واقعی نشے میں دھت ہر حد پار کر جاتا اس کی گرفت اس کے ہاتھوں پہ نرم ہوئی اور اس کا سر اس کے سینے پہ ڈھلک چکا تھا۔

کچھ شراب کا نشہ اور کچھ اس کی قربت کا نشہ اس قدر حاوی ہوا تھا کہ وہ مکمل طور پر حواس کھو چکا تھا۔

"یااللہ تیرا شکر ہے۔" اس نے بے ساختہ چھت کو دیکھا اور اپنی پسینے سے تر پیشانی کو ہاتھ سے صاف کرتے بمشکل اسے خود سے دور کر کے اپنی دونوں کلائیاں مسلیں۔

"اگر آپ کو یہ یاد ہوتا کہ آپ میرے شوہر ہیں اور پھر آپ یہ کام کر کے یہ جارحانہ پن دکھاتے ناں تو جواباً میں جو کرتی وہ آپ ہمیشہ یاد رکھتے۔" اپنی گردن، سینے اور ہونٹوں

کو بار بار چھوتی وہ ان پہ بنے سرخ نشانوں کو دیکھتی جیسے دہک رہی تھی۔

اچھے سے اپنا چہرہ تھپتھپا کے اس نے آگے بڑھ کے اسے بالکل سیدھا کر کے اس کی شرٹ کے سارے بٹن کھولے اور پھر حسن کے ذریعے ٹھنڈے پانی کا باول)کیونکہ روم میں ریفریجریٹر تو تھا لیکن باول نہیں (کا منگوایا اور ٹاول سے اس کی گردن، چہرہ بار بار صاف کرتی وہ جیسے اس کے اثر کو زائل کر رہی تھی۔

اچھے سے چند منٹ اس کی گردن اور سینے، چہرے کو ٹھنڈے پانی کی ٹکور کر کے اس نے فرسٹ ایڈ باکس لا کے اس کی ایک دفعہ پھر سے ڈریسنگ کی تاکہ زخم خراب ہونے کی بجائے بھر جائے اور پھر اس کے پیروں سے ساکس اتار کے اس پہ کمبل اوڑھا اور لائٹس ڈم کرتی وہ صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

آج سنڈے تھا اس لیے وہ خلیفہ کو بے سدھ گہری نیند میں سوئے دیکھ کر خود فریش ہو کر نیچے چلی آئی۔

"خلیفہ نہیں اٹھا؟ "ناشتہ بناتی زینب چچی نے استفسار کیا تو وہ مسکراتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی۔

"سنڈے انجوائے کر رہے ہیں۔ "اس نے متبسم لہجے میں جواب دیا۔

"اکیلے اکیلے ؟زیادتی ہے یہ تو؟ "ان کے شوخی سے چھیڑنے پہ وہ جھینپ سی گئی تبھی انہیں دیکھ کر ہلکا سا مسکراتی فریج کی طرف بڑھی۔

"خلیفہ ناشتہ نہیں کرے گا؟ "جب سارے ناشتہ کے لیے دسترخوان پہ بیٹھ گئے تو بی جان نے پوچھا۔

"بی جان!رات کو کافی لیٹ واپسی ہوئی ہے تو ابھی سوئے ہوئے ہیں۔آج سنڈے ہے تو اسی بات کی وجہ سے ریلیکس

ہیں۔ "اس نے دسترخوان پہ فرائڈ ایگز رکھتے جواب دیا تو سب ناشتے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

ناشتے کے بعد سب سٹنگ ایریے میں بیٹھے سنڈے گپ شپ لگانے کے لیے اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے اور موضوعِ گفتگو حسن اور کنزی کی شادی تھی۔

"یار باہر لان میں بیٹھتے ہیں۔ہلکی ہلکی دھند بھی ہے تو مزہ آئے گا۔ "حنان بھائی نے سب کو مشورہ دیا تو ٹھنڈ سے خائف ان کی اپنی ہی بیوی بدک اٹھی۔

"بالکل نہیں۔یہاں ہیٹر لگا کے سب مل کے بیٹھتے ہیں۔ "

آیت کے دوبدو جواب دینے پہ سب نے جتاتی نگاہوں سے حنان بھائی کی طرف دیکھا تو وہ بیچارگی سے سانس بھرتے صوفے پہ بیٹھ گیا۔

"خوشی ہوئی آج آپ کا ریموٹ کنٹرول دیکھ کر۔ "حسین نے شرارت سے اسے چھیڑا۔

اسی لمحے گرے ٹراوزر اور لوز سی گرے گول گلے والی گرم شرٹ میں ملبوس وہ پیروں میں سلیپرز ڈالے ہلکے نم بالوں کو انگلیوں سے ہی سنوار کے وہاں داخل ہوا تو سب کی توجہ بیک وقت اس کی جانب مبذول ہوئی تھی۔

جو سپاٹ تاثرات لیے پہلے بی جان اور پھر مما اور چچی کی طرف بڑھا۔

"طبیعت ٹھیک ہے نا؟ آنکھیں اتنی سرخ ہو رہی ہیں۔ "بڑی مما کے متفکر لہجے میں کیے گئے استفسار پہ دونوں کی نگاہیں بیک وقت ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو رابیل ان نگاہوں کی تپش پر ٹھٹھرتی اپنی نظریں جھپکا گئی تھی۔

"ویک اینڈ سپیشل رت جگا مناتے رہے ہیں۔رائٹ؟ "اسے صوفے کی طرف بڑھتے دیکھ کر حسین نے مدھم لہجے میں معنی خیزی سے کہا تو اس کے نزدیک بیٹھی رابیل اور خلیفہ

کی نگاہوں کا ایک بار پھر سے جاندار تصادم ہوا جبکہ رابیل کو اپنے پورے وجود کا خون چہرے پہ سمٹتا محسوس ہوا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے گزری رات کے جان لیوا لمحات گزرے تو پوری وجود میں جیسے سرسراہٹ سی ہونے لگی۔اس نے بے ساختہ اپنی ہائی نیک جرسی کے گلے کو چھوا اور اس سے نظریں چراتی ندا کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کی۔

مگر جب لمحے بھر میں ہی وہ اپنی وجود کی تمام تر وجاہت کے ساتھ اس کے پاس سنگل سیٹر صوفے پہ ہی آ کے بیٹھا تو

اس کی دھڑکنیں اس بری طرح سے منتشر ہوئیں کہ وہ سب کی معنی خیز نظروں کو بھی بھولنے لگی۔

چونکہ صوفے سارے بکڈ تھے اس لیے اس کا یوں اطمینان سے آ کے اس کے ساتھ اس طرح سے بیٹھنا کہ اس کا دایاں پہلو اس کے بائیں پہلو کو سلگانے لگا جبکہ صوفے کی پشت پہ پھیلا اس کا بازو اس کی پشت کو سلگانے لگا۔

"آنکھیں اٹھا لیں یار۔سب کو پتہ ہے کہ آپ کے حقیقی و جائز شوہر ہیں۔ "اس کی جھکی نگاہوں پہ چوٹ کرتی آیت نے اسے چھیڑا تو وہ اپنی مغلوب کیفیت سے چڑی۔

"میں کچھ سوچ رہی تھی۔ "اس کے دوبدو جواب دینے پر حسن نے مصنوعی حیرت سے اسے دیکھا۔

"تو جن کو سوچ رہی ہیں گردن گھما کے انہیں دیکھ لیں۔سوچوں میں تھکنے کی کیا ضرورت ہے؟ "اس کے شوخی

سے بات کو مولڈ کرنے پہ وہ دانت کچکچا کے رہ گئی اور پھر جیسے وہ اپنی مغلوبیت بھاڑ میں جھونکتی سیدھی ہو بیٹھی۔

"یاد رکھو۔ابھی شادی کی ڈیٹ فائنل نہیں ہوئی تو میں نے فل تپتی گرمیوں میں تمہاری شادی کا کہہ دینا ہے بڑے پپا کو۔"وہ حسن کی طرف متوجہ ہوتی منتقمانہ انداز میں بولی تھی۔

"تو اس پر گرمی اور پسینے سے تپا یہ کنزی کو بھی بہن بہن سا سمجھے گا۔ "زینب چچی کی شرارت پہ چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔

"خدا کا خوف کرو لیڈیز "!وہ فوراً بدکا تھا لیکن اس سے بھی زیادہ بری طرح سے خلیفہ کے پہلو میں موجود رابیل تڑپی تھی کیونکہ مقابل کا صوفے کی پشت پر موجود ہاتھ ڈھلکتا ہوا نیچے آتا اس کی کمر کے خم کو چھو رہا تھا۔

"میں آپ کے لیے ناشتہ لے کر آتی ہوں۔" دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے اٹھنے کی سعی کی تھی۔

"بیٹھ جائیں۔مجھے فی الحال ناشتہ نہیں کرنا ہے۔میں اب لنچ ہی کروں گی۔" بھاری لہجے میں اسے روکتے ہوئے اس نے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا جو آج کترائی سی نظر آ رہی تھی۔

"کیوں؟شراب سے ناشتہ بھی کر آئے ہیں؟" اس کی طرف گردن گھماتے وہ سرگوشی نما آواز میں طنزیہ سا بولی تو اس کی آنکھیں دہکنے لگیں۔

"خلیفہ !آپ کے خیال میں کیا ڈیٹ فائنل کی جائے حسن اور کنزی کی شادی کی؟ "چھوٹے پپا نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تو وہ بنا چونکے ان کی طرف دیکھنے لگا۔

"نکاح تو آلریڈی ہو چکا ہے اور تیاری بھی مکمل ہے تو پھر اسی مہینے فائنل کر دیں۔ "اس نے سنجیدگی سے مشورہ دیا تو حسن خوشی سے پاگل ہوتا اٹھ کے اس کے گلے لگا تو خلیفہ

نے بے ساختہ رابیل کو اپنے حصار میں لے کر ہلکا سا پیچھے کیا تو رابیل ان دونوں کے حصار میں پستی سانس لینے کو مچلی۔

"مجھے کس چیز کی سزا مل رہی ہے؟ "وہ بمشکل دور ہوتی چڑتے ہوئے بولی تو خلیفہ نے زبردستی حسن کو پرے دھکیلا۔

"اس لیے تمہاری شادی کی ڈیٹ فکس نہیں کی کہ تم پھر بھی مجھے ہی چمٹے رہو۔ "اس کے بے دریغ لتاڑنے پر کنزی جھینپ سی گئی جبکہ وہ ڈھیٹوں کی طرح دانت نکوسنے لگا۔

"آپ کچھ کہہ رہی تھیں؟ "حسن سے فارغ ہو کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو اب مکمل طور پر سنبھل چکی تھی۔

"جی میں یہ کہہ رہی تھی کہ مانا کہ آپ کا میرا بغیر دل نہیں لگتا اور میری غیر موجودگی میں شراب پیتے رہے ہیں لیکن یہاں میں سب کی موجودگی میں آپ کے محبت بھرے مظاہرے برداشت نہیں کر سکتی۔ "بظاہر دانتوں کی نمائش کرتی وہ اس کے کان کی طرف جھکی اس کے وجود کو سلگاتی اسے دیکھنے لگی۔

جبکہ وہ بھڑ بھڑ کرتے وجود کے ساتھ ایک جھٹکے کے ساتھ

اپنی جگہ سے اٹھا۔

"میں نِک سے مل آوں۔ "سب پہ طائرانہ نظر ڈال کے وہ

لمبے لمبے ڈگ بھرتا نِک کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جبکہ وہ

سب اب شادی کو ڈسکس کر رہے تھے۔

وہ اِس وقت حویلی میں موجود شمشیر کے اپنے لیے بیسمنٹ میں بنوائے گئے جم خانہ میں موجود تھا۔

جہاں وہ شرٹ لیس سرمئی ٹراوزر میں ملبوس ورک آوٹ کرتا دماغ میں ہوتی کھدبد کو دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ یہاں کسی ڈاکٹر کو چیک اپ کروائے لیکن الیگزینڈرو نے سختی سے اسے منع کیا تھا کہ وہ کسی اور ڈاکٹر کو چیک نہیں کروائے گا لیکن اب سر میں اٹھتا بدترین درد اور مختلف آوازیں بتدریج بڑھنے لگی تھیں۔

جو آوازیں کبھی کبھار اس کو ہانٹ کرتی تھیں, وہ اب اسے

ہر روز ہانٹ کرنے لگی تھیں۔

اور یہ بات اسے تکلیف پہنچا رہی تھی اور سب سے زیادہ

اسے ان آوازوں میں نسوانی آواز کا اسے' خلیفہ "! کہنا اسے

بے چین کرتا تھا۔

"کیا یہ شمشیر علی خلیفہ کا روپ لے کر اس کے گھر رہنے کا

نتیجہ ہے؟ "وہ مسلسل الجھ رہا تھا۔

اس پہ مستزاد سب کی محبتیں، سب کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔۔۔

وہ خلیفہ کی فائل میں سٹڈی کر چکا تھا کہ نوعمری میں ریپ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی فیملی سے دور رہتا تھا مگر اب رابیل کا اسے مستقل یہاں رہنے کی شرط اسے مضطرب کر رہی تھی۔

وہ چند ہی ہفتوں میں ایلس رومانو کے کور کو جیسے فراموش کر چکا تھا۔

حویلی میں پہلے دن اس نے اردو کو سمجھ کے اردو میں جواب کیسے دیا یہ بات وہ خود بھی سمجھ نہیں پایا تھا مگر اب جو ہو رہا تھا وہ اس کی برداشت سے باہر تھا۔

رابیل کی قربت، اس کے وجود کی طلب جس طرح دنوں میں اسے اپنے بس میں جھکڑ رہی تھی وہ بے بس ہو رہا تھا۔

اس طلب کے بڑھنے پہ وہ سوچنے لگا تھا کہ یہاں اپنا ٹاسک مکمل کر کے وہ اسے اپنے پاس رکھنے کے لیے اپنے ساتھ اٹلی لے جائے گا۔

لیکن الیگزینڈرو کے اسے ختم کرنے کے حکم نے اسے جیسے بھڑکا دیا تھا۔

ابھی اپنے اندر کی اس آگ کو ہی مدہم کرنے کے لیے وہ لنچ کرنے کے بعد یہاں چلا آیا تھا اور اپنے گھائل ہوئے زخم کی پرواہ کیے بغیر ورک آوٹ کر رہا تھا۔

تبھی اس کے داہنے کان میں لگے ایئرپوڈ میں نِک کالنگ کی آواز آئی تو اس نے جلدی سے کال ریسیو کی۔

"جو کام کہا تھا، ہو گیا وہ؟ "اس نے کال ریسیو کرتے فوراً سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"باس! کل مسز رابیل کی مارننگ ٹائم کسی سائیکاٹرسٹ اور پھر سیکنڈ ٹائم کسی پاکستانی بیوروکریٹ کے ساتھ میٹنگ تھی۔ "

نِک کی مستعد آواز سنائی دی تو وہ سیدھا ہوتا بھنویں سکیڑتا اس کی بات کو پروسیس کرنے لگا۔

"سائیکاٹرسٹ؟ کیا وہ بیمار ہے؟ "فطری طور پر یہی خیال اس کے دماغ میں آیا۔

"پتہ نہیں باس لیکن اپائنٹمنٹ ان کے نام کی ہی تھی۔"اس نے جواب دیا۔

"اور پاکستانی بیوروکریٹ کے پاس کیا کرنے گئی تھی وہ؟اور یہ اپائنٹمنٹ اسے مل کیسے گئی؟"دوسری بات نے زیادہ الجھایا تھا کیونکہ ایسے لوگ آسانی سے میسر نہیں آتے تھے مقابل چاہے کتنا بڑا بزنس مین ہی کیوں نہ ہو۔

"میں پتہ کرتا ہوں باس۔ "نِک نے سنجیدگی سے کہا تھا۔

"مجھے کل صبح تک اس سائیکاٹرسٹ اور اس بیوروکریٹ کے متعلق تمام انفارمیشن چاہیے۔ "وہ جس کے لیے بات کرنے کو سارے ترستے تھے وہ آج ایک لڑکی جو بقول اس کے اس کی کچھ نہیں تھی، اس کے لیے یوں وقت نکالتا اور اس پہ وقت ضائع کرتا نِک کو خاصا عجیب لگا تھا۔

"باس!ان سارے مسئلوں میں الجھنے کی بجائے اگر ہم کسی طرح سے پیپرز پہ سائن لے لیں اور واپس چلے جائیں تو بہتر

نہیں؟ "اس نے قدرے جھجھکے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ چند لمحے اپنی پیشانی مسلتا کچھ سوچنے لگا۔

"اور اگر میں اس کو ساتھ لے کر جانا چاہوں؟ "اس کے لہجے کا عزم اور شدت نِک کو حیران کر گیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ نِک کا جواب سن پاتا اچانک جم کا دروازہ کھول کر وہ خوشبوئیں بکھیرتی اندر داخل ہوئی تو اس کی تمام تر توجہ اس کی سمت مبذول ہوئی۔

جو اس وقت ویلوٹ کے براون رنگ کے کرتا ٹراوزر کے ساتھ ملٹی کلر کی شال اوڑھے بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں لپیٹے مختلف لیکن دلکش نظر آ رہی تھی۔

"میں نے سوچا کل میرے نظر نہ آنے پہ چار گھنٹے شراب پیتے رہے ہو اس لیے آج کچھ ٹائم آپ کے ساتھ گزار لوں کیونکہ حویلی میں تو شراب میسر نہیں ہے۔ "چڑانے والے استہزائیہ انداز میں کہتی وہ سامنے پڑے سٹول پہ بیٹھتی اس کے طیش میں اضافہ کر گئی۔

"یہ پنچ ذہن سے نکال دیں سی او صاحبہ۔ میرے سرکل میں

یہ عام سی بات ہے اور میں اس کا عادی ہوں اس لیے خوش

فہم ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ "حویلی میں آنے کے بعد

بڑی لاشعوری انداز میں ان کی گفتگو اردو میں ہونے لگی تھی

جس پر رابیل نے اسے جتایا نہیں تھا۔

بلکہ وہ سب بڑی باریک بینی سے آبزرو کر رہی تھی۔

"اچھا۔یہ کل رات کے نشانات بھی کیا میری خوش فہمی کا نتیجہ ہیں؟ "اپنی شال گردن سے سرکاتے ہوئے وہ جس طرح آنکھیں گھماتی ہوئی بولی تھی۔

اس انداز اور اس کی گردن پہ موجود ہلکے سرخ نشانات کو دیکھتے اس کی آنکھیں جیسے دہکنے لگیں۔

اگلے ہی لمحے اس نے اس کا بازو تھام کے درشتگی سے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ لحظہ بھر کو سٹپٹا سی گئی مگر بظاہر چہرے پہ مسکان لیے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟ "اس کی آگ برساتا لہجہ اس کے دل کو سہما رہا تھا لیکن وہ مضبوطی سے کھڑی اس کی گردن پہ موجود پسینے کے قطرے انگوٹھے سے صاف کرنے لگی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے؟ "اس نے الٹا سوال کیا تو وہ جبڑے بھینچے اسے دیکھنے لگا جو اسے واقعی چاروں شانے چت کرنے کی کوشش میں تھی۔

"مجھے لگتا ہے کہ تم اپنے لیے ایک گڑھا کھود رہی ہو۔میرے جیسے مافیہ مین کو گھر میں گھسا کے سمجھ رہی ہو کہ مجھے ٹڑگر کر لو گی تو پل بھر کو سوچو کہ اگر میرے آدمی اس فیملی کے کسی شخص یا عورت کو۔۔۔۔ "اس کی آنکھوں میں جھانکتا وہ بے رحمی سے بولتا اس کی سانسیں کھینچ گیا۔

"نہیں۔۔۔ "اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"میں ایسا ہی کروں گا اگر تم نے آج کے بعد مجھے ٹرگر کیا تو۔ "اس کے چہرے کے متغیر ہوتے رنگوں سے لطف اندوز ہوتا وہ ہنوز بے رحمی سے بول رہا تھا۔

"ٹرگر نہیں کرتی ہوں میں تمہیں۔ تمہارے پاس رہ کر تمہیں یہ محسوس کروانے کی کوشش کرتی ہوں کہ ایلس رومانو نہیں ہو تم۔ شمشیر علی خلیفہ ہو، ہمارے خلیفہ ہو میرے مسٹر سی ای او ہو۔ "اس کے سینے پہ بندھی پٹی پہ ایک ہاتھ رکھتی وہ دوسرا ہاتھ اس کی گردن پہ رکھے جیسے ضبط کھوتی چیخی تھی۔

"تمہیں یہ یاد کروانے کی کوشش کرتی ہوں کہ میرے ساتھ

اس رشتے کو ہمیشہ لے کر چلنے کی خواہش تمہاری تھی، مجھے

اپنے ساتھ اپنے ذات کے ساتھ الجھانے والے تم تھے پھر

کیوں ایک حادثے نے تمہیں مجھ سے اس قدر دور کر دیا

ہے کہ تم مجھے پوچھتے ہو کہ

ہو دا ہیل آر یو؟؟

تم کیوں نہیں محسوس کر سکے کہ تمہارے یہ الفاظ مجھے کس

قدر تکلیف پہنچاتے ہیں؟

تمہاری یہ بیگانہ پن لیے سنہری آنکھیں میری روح تک خالی کر دیتی ہیں؟

یہ بات تم کیوں نہیں سمجھتے کہ جب تم میرے قریب ہوتے ہو تو ایک سرور کے ساتھ ایک اذیت مجھے مارنے لگتی ہے کہ تمہیں یہ یاد بھی نہیں ہے کہ میں کون ہوں اور ہمارے رشتے کی خوبصورتی کیا ہے؟ "زور زور سے بولتی وہ شاید پہلی دفعہ اس کے سامنے اس قدر زاروقطار انداز میں رو رہی تھی۔

"تم کیوں نہیں سمجھتے کہ یہ خیال مجھے مارے جا رہا ہے کہ اگر اس ایک مہینے کے جوے کے بعد بھی اگر تم نہ لوٹ پائے تو میں کیسے جیوں گی؟تم کیوں نہیں سمجھ رہے؟ "کرب آمیز لہجے میں بولتی وہ اس کے سینے پہ سر ٹکاتی پھوٹ پھوٹ کے رو پڑی۔

جبکہ وہ بالکل بے حس و حرکت کھڑا اس کے اپنے سینے سے لگے سر اور اس کے بہتے آنسوؤں کی نمی اپنی کشادہ سینے پہ محسوس کر رہا تھا۔

وہ خلیفہ تھا یا ایلس رومانو وہ یہ بات بھول چکا تھا اسے بس یہ بات یاد تھی کہ اس کے سینے سے لگی اس لڑکی کے آنسو اسے تکلیف دے رہے تھے۔

وہ لڑکی جو کبھی اتنی بولڈ اور کونفیڈینٹ نظر آتی تھی کہ اس کی بڑی سے بڑی بات اور حرکت کا جواب دھڑلے سے دیتی اور کبھی اتنی معصوم نظر آتی کہ پل میں اس کی سیاہ آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم واقعی ایک جوا کھیل رہی ہو۔ "

اچانک چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ سپاٹ سے انداز میں بولنا شروع ہوا تو اس کے پہلے جملوں پہ ہی ایک تھکاوٹ سی اس کی روح میں اترنے لگی جبکہ آنسو مزید تیزی سے ابلنے لگے۔

"مگر میں اس جوے میں تمہیں ایک کھلا چانس دیتا ہوں۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارا شوہر ہوں ٹھیک ہے اب اس مہینے کے ختم ہونے تک میں صرف اور صرف وہی

رہوں گا جو تمھیں لگتا ہے۔میں کسی کام میں نہ تمھیں رزسٹ کروں گا نہ اس فیملی کو۔اگر اس مہینے کے بعد بھی کچھ حاصل و محصول نہ ہوا تو جو میں کروں گا اس کے لیے تم مجھت روکو گی نہیں۔"وہ جیسے اس ایلس اور خلیفہ کی جنگ سے تنگ آ چکا تھا۔

وہ اپنے خوابوں سے تنگ آ چکا تھا۔

وہ سر میں اٹھتی تکلیف دہ ٹیسوں سے تنگ آ چکا تھا

اور وہ اس کے بہتے آنسوؤں سے کمزور پڑ چکا تھا۔

وہ پہلی لڑکی تھی جس کی قربت اسے بھائی تھی، جس کی قریب آنے پر اس نے اسے ختم کرنے کا حکم نہیں دیا تھا تو اس کے آنسو اسے کمزور کرنے لگے تھے۔

شاید اسی لیے وہ خود کو اسے ایک چانس دیتا رابیل کو خوشیوں سے ہمکنار کر گیا۔

"تم۔۔۔تم سچ کہہ رہے ہو؟ "اس کے سینے سے سر اٹھاتے ہوئے وہ بے یقینی و حیرت کے ہنڈولوں میں جھومتی بول رہی تھی۔

"ہمم "!اس کے ہر تاثر سے عاری چہرے کے ساتھ سر
ہلانے پر اس کی آنسوؤں سے بھری سیاہ آنکھوں میں چمک
سی اترنے لگی۔

"تم وہ میڈیسن بھی یوز نہیں کرو گے۔تم و۔۔۔۔ "تیزی
سے دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے کسی خدشے کے پیشِ
نظر اسے کہنا چاہا۔

"میں کچھ بھی ایسا نہیں کروں گا جو ایلس رومانو کی شخصیت کا حصہ تھا۔میں نے کہا نا یہ وہ سب کروں گا جو تم چاہو گی اور جو خلیفہ کی شخصیت تھی۔ "اس کے سنجیدہ لہجے پر وہ جیسے خوشی سے بے حال ہوتی اس کے سینے سے لگتی دونوں بازو زور سے اس کے گرد لپیٹ گئی۔

"تھینک یو تھینک یو سو مچ۔ "جذبات سے بھرپور لہجے میں بولتی وہ شدت سے اس کے سینے پہ اپنے ہونٹ رکھتی اس کے دل کی دنیا ہلا گئی۔

لیکن وہ کچھ بھی کہے بغیر اپنا بایاں بازو اس کی کمر کے گرد حائل کر گیا تھا۔

"کیا تمہیں پتہ ہے کہ ایک دفعہ میں تمہارے ساتھ جم میں آئی تھی اور تم۔۔۔۔ "اس کے سینے سے لگی وہ آنسوؤں کی آمیزش سے رندھے ہوئے لہجے میں بولتی بیتے زمانے کو یاد کرتی اب مسلسل بول رہی تھی۔

اور اب اسے یہی کرنا تھا۔ہر پل ہر لمحے اسے گزرے لمحوں کے بارے میں آگاہ کرنا تھا۔

"بڑی خوش لگ رہی ہیں آج؟ "کھلتے ہوئے چہرے اور سچی مسکان کے ساتھ جب وہ اگلے دن نیچے آئی تو سب نے ہی اس کے انداز کی تبدیلی نوٹ کی تھی۔

"آف کورس!کیونکہ آج مسٹر سی ای او مجھے اپنے ساتھ شاپنگ کے لیے لے کر جائیں گے۔ "تیار شیار خوشبوئیں

بکھیرتے خلیفہ کو آتے دیکھ کر اس نے شرارت سے کہا تو وہ بے ساختہ بدکا۔

"نہیں۔ آپ ڈرائیور کے ساتھ یا اِن میں سے کسی اور کے ساتھ چلی جائیں۔ "یہ کام اسے سخت ناپسند تھا۔اس نے اکثر خواتین کو باہر بھی اس کام میں لڑکوں کو خجل کرتے دیکھا تھا اور پاکستانی عورتوں کی شاپنگ کے چرچے تو ہر جگہ تھے۔

"میں آپ کے ساتھ ہی جاوں گی۔اور مجھے شاپنگ سے انکار نہیں کریں کیونکہ ہمیشہ کی طرح جانا تو پڑے گا ہی۔ "وہ سکون سے بولتی سب کو مسکرانے پہ مجبور کر گئی تھی۔

"بالکل!یاد نہیں کیسے بھابھی نے آپ کو برائیڈل ڈریس ساتھ لے جا کر خریدنے پر مجبور کروایا تھا۔ "کنزی اس لمحے کو یاد کرتی کھکھلائی تو وہ قدرے جھینپ سی گئی۔

"وہ۔۔۔تب تو یہ مسٹر سی ای او تھے نا۔ "ان لمحوں کو یاد کرتے اس کا چہرہ چمکنے لگا تھا۔

"میں ابھی بھی وہی ہوں۔اس لیے میں کسی شاپنگ پہ نہیں بلکہ آفس جا رہا ہوں۔ "اس نے فوراً منع کیا۔

ٹھیک ہے اس نے سب کچھ ماننے کا کہا تھا مگر یہ شاپنگ۔۔۔؟؟

"آفس نہیں گرتا آپ کے بغیر۔میں علینہ کو انفارم کر دوں گی۔ "وہ اسے ہرگز بخشنے کو تیار نہیں تھی۔

"لے جائیں خلیفہ۔سب کی شادی کی شاپنگ تقریباً مکمل ہے لیکن رابیل کہہ رہی تھی کہ آپ کے ساتھ ہی جائے گی۔ " بڑی مما نے بھی اس کی سائیڈ لی تو وہ اپنی ٹھوڑی مسل کے رہ گیا۔

"جی بہتر۔ "اس نے انڈہ کھاتے ہوئے رضامندی دی تو وہ جلدی سے علینہ سے رابطہ کرنے لگی تا کہ آج کے متعلق اسے انسٹرکشنز دے سکے جبکہ ناشتہ سے فارغ ہو کر وہ نک کے کمرے میں چلا گیا۔

"میرا الیگزینڈرو کی طرف پیغام پہنچا دو کہ رابیل کے گرد اپنے آدمی ہٹوا لیں۔اسے اس سب کے بیچ میں لے کر آیا تھا اسے ہینڈل بھی میں ہی کروں گا۔ "اس نے نِک کو پیغام

دیا تو اس نے سر اثبات میں ہلاتے دو فائلز اس کی طرف بڑھائیں۔

"یہ اس سائیکاٹرسٹ اور پاکستانی بیوروکریٹ کی انفارمیشن ہے۔ "اس کے کہنے پہ اس نے فائلز کو دیکھا۔

"سائیکاٹرسٹ زرنش سکندر"!

"بیوروکریٹ جہان حیدر شاہ"!

ان فائلز کے کور کو ایک نظر دیکھ کر اس نے نِک سے ان کی تصاویر اسے میل کرنے کو کہا اور اسے سائٹ پہ جانے کو کہا۔

"تم آج سائٹ پہ رہو گے۔ اور میں امید رکھوں گا کہ تم الیگزینڈرو یا اس کے کسی آدمی کے ہاتھوں ٹریپ ہونے یا بکنے سے پہلے اپنے اور میرے ریلیشن کی لوئیلٹی کو ضرور یاد رکھو گے۔" وہ جانتا تھا کہ اس کا پیغام مافیہ گینگ کو ہرگز

پسند نہیں آئے گا اور وہ ضرور کوئی گیم کھیلیں گے اس لیے اس نے نِک کو تنبیہہ کی۔

اسے اس بات کا بھی یقین تھا کہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن وہ اسے واپس بلوانے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کر سکتے تھے مگر اب وہ ایک مہینے سے پہلے ہرگز واپس نہیں جانے والا تھا۔

اس کی بات کو اچھے سے سمجھتے نِک نے سر اثبات میں ہلایا تو وہ مطمئن ہوتا واپس پلٹ گیا تھا۔

---،--------------------------------

"آپ کی شاپنگ پہ جاتے ہوئے یہ بگڑی ہوئی شکل دیکھ کر یہ تسلی تو کم از کم ہو گئی ہے کہ آپ کے اندر واقعی خلیفہ والے جراثیم ابھی ختم نہیں ہوئے۔" وہ اس کی شکل دیکھتی واقعی لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"سخت ناپسند ہے مجھے یہ کام۔" اس کے چہرے پہ ایک نظر ڈال کے وہ سامنے دیکھنے لگا۔

"آج کر کے دیکھیں انجوائے کریں گے۔ "اس نے اسے تسلی دینی چاہی تو اس نے گردن گھما کے اسے دیکھا جو فیورٹ بلیو جینز کے لیے وول کی سرخ جرسی پہنے سٹائلش سا سٹالر کندھوں کے گرد رکھے، کھلے بالوں کے ساتھ کانوں میں مخصوص ٹاپس پہنے، لپ اسٹک لگائے، مخروطی انگلیوں میں انگوٹھیاں پہنے سفید جاگرز پہنے خاصی مطمئن نظر آ رہی تھی۔

"اس انجوائےمنٹ کے بدلے میں انعام میری مرضی کا ہو گا۔ "اس کے چہرے کے دلکش نقوش اور صراحی دار سفید گردن کو دیکھتے وہ بھاری لہجے میں بولا تو اس کی نگاہوں کی زبان سے انجان وہ جلدی سے بولی۔

"ڈن۔لیکن شاپنگ کے دوران آپ کی انوالومنٹ اس دن جیسی نہیں ہونی چاہیے۔ "اس نے اسے پیشگی تنبیہہ کی تو وہ کندھے اچکا کے رہ گیا کیونکہ وہ اُس دن کی تفصیل نہیں جانتا تھا لیکن آج وہ کیا کرنے والا تھا یہ ضرور جانتا تھا۔

"یاوحشت! خلیفہ یہ روم نہیں ہے۔پاکستان ہے پاکستان۔ "

اپنے سامنے آنے والے ایک کے بعد دوسرے ڈریس کو دیکھتے اس کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں جبکہ چہرے کی رنگت جیسے قندھاری انار کی مانند سرخ ہو رہی تھی۔

"خود ہی تو کہا تھا کہ مکمل انوالومنٹ کے ساتھ شاپنگ کروانی ہے تو میں تو وہی کروا رہا ہوں نا۔ "اس نے آتے ہی اسے

بولنے سے منع کرتے سیلز گرل کو مدہم سی آواز میں نجانے کیا کہا تھا کہ وہ بولڈ سی ٹاپ سکرٹس، بیک لیس میکسی، بیک اور سلیو لیس بلاوز کے ساتھ ساڑھیاں اور شارٹ ڈریسز ایک کے بعد ایک رکھتی اسے بوکھلا چکی تھی۔

"میں نے انوالومنٹ کے ساتھ کہا تھا۔یہ نہیں کہا تھا کہ آپ مجھے ہنی مون پریڈ ٹائپ ایسی واہیات شاپنگ کروائیں۔ "سیلز گرل کی مسکراتی معنی خیز نگاہوں سے تپتی وہ روہانسے انداز

میں جیسے بنا سوچے سمجھے بولی تھی تو اس کی آنکھیں کسی خیال کے تحت دہکنے لگیں۔

"تو یہ کون سا مشکل ہے۔حسن اور کنزی کے ساتھ ہم بھی ہنی مون پریڈ منا لیں گے۔ "اس کی آواز کی گھمبیرتا اور الفاظ پہ اس نے ٹھٹھک کے اس کی طرف دیکھا جس کے چہرے پہ چھائی جاذبیت اسے ہرگز دکھاوا نہ لگی۔

"سر!کون سا فائنل کرنا ہے ان میں سے؟ "سیلز گرل کی کھنکھارتی آواز پہ نگاہوں کا یہ جھگڑا اور سحر چھناکے سے ٹوٹا تھا۔

"کوئی بھی نہی۔۔۔۔ "وہ جلدی سے سنبھلتی ہوئی بولی تھی لیکن خلیفہ نے اس کی بات قطع کی تھی۔

"سارے پیک کر دیں یہ۔ "ان سارے ڈریسز کی طرف اشارہ کرتا وہ بولا تو اسے غش پڑنے لگا۔

"خلیفہ میں یہ ہرگز نہیں پہننے والی۔مجھے شادی کے لیے شاپنگ کرنی ہے۔ "وہ اس کے کان میں دبا دبا سا چیخی تھی۔

"آپ آج ان میں سے ایک ڈریس پہننے والی ہیں۔ "اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے اس نے اسے جیسے باور کروایا تھا اور ساتھ ہی سیلز گرل کو شادی کے لیے ڈریسز دکھانے کا اشارہ کیا تو اس نے دوسری طرف سیلز گرل کو فوراً بلوایا تھا۔

"میں یہ ڈریسز تب پہنوں گی اگر تم دل سے کلمہ پڑھ کے مجھ سے دوبارہ نکاح کرو گے۔ "سیلز گرل کے ہٹنے پر وہ اس کی جانب رخ موڑتی سنجیدگی سے بولتی جیسے اسے ساکت کر گئی۔

"کلمہ۔۔۔۔

نکاح۔۔۔۔

"کلمہ کیوں؟ "وہ ہولے سے بولا۔

"کیونکہ آپ اپنا دین فراموش کر چکے ہیں۔ "اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"لیکن میرے صرف تمہارے کہنے پر ظاہری کلمہ پڑھنے سے کیا ہو گا اگر میرا دل ہی نہ مائل ہو؟ "انہوں نے کہا تھا کہ وہ ایلس کی زندگی کا تذکرہ نہیں کریں گے مگر پہلے ہی دن یہ تذکرہ ہونے لگا تھا۔

"اگر دل مائل نہ ہوتا تو تم کبھی بھی صبح تلاوت سننے کے لیے اپنی نیند خراب نہ کرتے۔"اس کے کیے گئے انکشاف پر وہ جیسے لاجواب ہوا تھا۔

تبھی سیلز گرل نے کچھ ویڈنگ ڈریسز ان کے سامنے رکھے تو وہ بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

پھر خلیفہ کی پسند سے ملٹی کلر کے لہنگے، پنک شارٹ شرٹ اور بلیو دوپٹے کے ساتھ مہندی کے لیے،

آف وائٹ پیروں کو چھوتی فراک بارات کے لیے

اور

نیوی بلیو دیدہ زیب فینسی ساڑھی ولیمے کے لیے لیتی وہ اپنی پسند سے اس کے لیے مہندی اور بارات کے لیے شلوار قمیض اور ولیمے کے لیے تھری پیس سوٹ خریدتی جب اٹھی تو کسی طور مطمئن تھی۔

ڈریسز سے فارغ ہو کر وہ اس کا ہاتھ تھام کے اسے واپس بٹھاتا اس کے لیے انڑ گارمینٹس خریدتا اسے پل میں پسینے سے نہلا گیا تھا۔

اس نے اسے تنگ کرنے کے لیے شاپنگ کا کہا تھا لیکن وہ شخص اس کے چھکے چھڑواتا اسے باور کروا گیا تھا کہ وہ آج کے بعد ہرگز اس کے ساتھ اکیلی شاپنگ پہ نہیں آئے گی۔

"آپ۔۔۔آپ اتنے بے شرم پہلے نہیں تھے۔ "اپنی گاڑی کی طرف بڑھتی وہ لال بھبھوکا چہرے کے ساتھ گویا ہوئی تو اس نے ٹھہر کے اس کا چہرہ دیکھا جو جرسی کے ہمرنگ ہوا جا رہا تھا۔

"نکاح کہاں کرنا ہے؟ "اس کے اپنی بات کے بدلے اس بات نے جہاں اسے حیران کیا تھا وہیں اسے اپنی منزل نجانے کیوں بے حد نزدیک ہوتی محسوس ہوئی تھی۔

رحمان صاحب، حسن اور رحمان صاحب کے دو دوستوں، نک اور علینہ کی موجودگی میں اس کے آفس روم میں اس نے بنا کسی الجھن کے کلمہ پڑھنے کے بعد جب اپنے نکاح میں قبول کیا تو جیسے ایلس رومانو نام کی زنجیر مکمل توڑ پہ ٹوٹنے لگی تھی۔

اس پل جہاں اس کے دل میں کوئی الجھن نہیں تھی تو سر میں درد کا جیسے طوفان اٹھنے لگا تھا۔

اپنی رضامندی دیتے ہوئے اس کے سر کے پچھلے حصے میں اتنا شدید درد اٹھا کہ وہ پل میں پسینے میں نہلاتا تیورا کے نیچے جا گرا۔

اسے نیچے گرتا دیکھ کر نِک اپنی جیب سے اس کی میڈیسن نکالتا تیزی سے اس کی طرف بڑھا تو اس کے چہرے کو تھپتھپاتی رابیل جلدی سے بول اٹھی۔

"پلیز نِک! اسے یہ ٹیبلٹس مت دینا۔ "اس کے لہجے کی تیزی پہ نک نے الجھ کے اسے دیکھا۔

"لیکن یہ بہت ضروری ہے۔باس کی طبیعت ورنہ بگڑ جائے گی۔ "وہ ایک بار پھر آگے بڑھا تو وہ چیخ اٹھی۔

"یہ اس کی میموری کو مزید ڈیمج کرے گی۔اسے مت دو یہ ٹیبلٹس۔یہ ٹیبلٹس اس کو ایڈیکٹ کرتی ہیں اسے دور کرو

اس سے۔ "وہ روتی ہوئی چیخی تھی تبھی حسن اور رحمان صاحب نے اسے اٹھانے کو تھاما تو نِک بول اٹھا۔

"باس کو ہاسپٹل لے کر جانا آپ کے لیے مسئلہ بن سکتا ہے۔وہ صرف اور صرف ایک ہی ڈاکٹر سے چیک اپ کروا سکتے ہیں۔ "نک کی بات پہ ان کا رہا سہا شک بھی دور ہو گیا تب ایک دفعہ پھر سے رحمان صاحب نے جہان کی مدد لی اور اس کے خفیہ سورسز کو استعمال کر کے اسے بڑے خفیہ طریقے سے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروا دیا۔

جبکہ اس غیر متوقع صورتحال پہ الجھا ہوا نِک اپنے باس کی تنبیہہ کے مطابق سب ٹھیک ہے کی اطلاع اٹلی پہنچاتا رہا جو ایلس کے ان سے رابطہ نہ کرنے پہ ٹھٹھک چکے تھے۔

اک شخص کو چاہا تھا

اپنوں کی طرح ہم نے

اک شخص کو سمجھا تھا

پھولوں کی طرح ہم نے

وہ شخص قیامت تھا

کیا اس کی کریں باتیں؟

دن اس کے لیے پیدا

اور اس کی ہی تھیں راتیں

کم ملتا کسی سے تھا

ہم سے تھیں ملاقاتیں

رنگ اس کا شہابی تھا

زلفوں میں تھیں مہکاریں

آنکھیں تھیں کہ جادو تھا

پلکیں تھیں کہ تلواریں؟

دشمن بھی اگر دیکھے

توجاں سے دل ہارے

کچھ تم سے وہ ملتا تھا

باتوں میں شباہت تھی

ہاں تم سا ہی لگتا تھا

شوخی میں شرارت میں

لگتا بھی تمہیں سا تھا

دستور محبت میں

وہ شخص ہمیں اک دن

اپنوں کی طرح بولا

تاروں کی طرح ڈوبا

پھولوں کی طرح ٹوٹا

پھر ہاتھ نہ آیا وہ

ہم نے بھی بہت ڈھونڈا

تم کس لیے چونکے ہو

کب ذکر تمہارا ہو؟

کب تم سے تقاضا ہے؟

کم تم سے شکایت ہے؟

اک تازہ حکایت ہے

سن لو تو عنایت ہے

اک شخص کو دیکھا تھا

تاروں کی طرح ہم نے

آنکھوں میں ڈھیروں تفکر لیے وہ آنکھیں موندے بے سدھ پڑے خلیفہ کو دیکھ رہی تھی۔

اس کا تین دنوں سے مسلسل ٹریٹمنٹ ہو رہا تھا۔ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ اس کو اس بری طرح سے وہ زہرلے ٹرینکولائزر دیے جا رہے تھے کہ اس کی شخصیت مکمل دب چکی تھی اور اب ایک دم سے اس کو واپس اس کی زندگی میں واپس لانا اس

کے نقصان دہ ہو سکتا تھا اس لیے وہ سٹیپ بائی سٹیپ اس چیز پہ عمل کر رہے تھے۔

تین دن سے وہ مسلسل اس کے پاس موجود تھی۔ حویلی میں رحمان صاحب نے یہی بتایا تھا کہ کسی پروجیکٹ پہ کام کی وجہ سے وہ لوگ آوٹ آف سٹی جا رہے ہیں اس لیے نک، رحمان صاحب، حسن اور وہ تین دن سے اس کے پاس ہی موجود تھے۔

جس کی تڑپتی حالت ,ٹرینکولائزر کے لیے اس کا مچلنا، غرانا اور چیخنا ان کو اذیت میں مبتلا کر رہا تھا مگر وہ سب کمزور پڑے بغیر اس سچویشن کو ہینڈل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

"تم خلیفہ کے ساتھ کب سے ہو؟ "یک ٹک اسے دیکھتی رابیل نے اپنے دائیں سائیڈ پہ کھڑے نک کو مخاطب کیا۔

"جب ان کو ایکسیڈینٹ کے بعد پاکستان سے لے جایا گیا تھا تو میں ان لوگوں کے ساتھ تھا۔"اس نے سیدھے جواب پہ رابیل نے آنسوؤں سے لبریز آنکھیں گھما کے اسے دیکھا۔

"کیوں کیا تھا ایسے؟"وہ جیسے کرلائی تھی۔

"باس کا ریپ کرنے والی جولی الیگزینڈرو کی بہن تھی جسے باس کی وجہ سے پکڑ کے مار دیا گیا تھا۔اس سے ہونے والا نقصان اور گینگ کے لوگوں کی موت مافیہ کو پاگل کر گئ

تھی۔پاکستانی آفیسرز سے اور باس سے اس بات کا بدلہ لینے کے لیے انہوں نے سارا پلان سیٹ کیا تھا۔ آپ لوگوں کا ایکسیڈینٹ اور پھر بڑی مہارت سے جلتی گاڑی سے باس اور ان کے پی اے کو گھسیٹ کے ایکسیڈنٹ کے باعث وہاں کھڑی گاڑی میں شفٹ کیا گیا۔ اور پھر بحری راستے سے ہو کے پاکستان کی حدود سے نکالا گیا تھا۔اٹلی پہنچتے ہی ان لوگوں نے باس کو مارنے کی بجائے انہیں اپنے لیے تیار کیا تھا اور ایسا تیار کیا تھا کہ جو وہ لوگ اتنے سالوں سے نہ کر پائے تھے وہ باس کرنے لگے۔باس ان کے لیے ایسا ہیرا بن گئے جسے مسلسل تراشتے ہوئے وہ اس کی قیمت بڑھاتے چلے

گئے۔ "کسی روبوٹ کی طرح مسلسل بولتا نِک اس کی زندگی کے گزرے ماہ و سال کی پرتیں کھولتا اس کے رونگٹے کھڑا کر رہا تھا۔

"باس کے اعصاب اور وِل پاور کو سٹرانگ کرنے کے لیے جو تشدد اور الیکٹرک شاکس انہیں دیے جاتے تھے وہ ان کی پچھلی شخصیت مکمل تباہ کر گئے تھے۔ مگر کچھ مہینے جب آپ اتفاقاً اٹلی میں باس سے ٹکرائیں تو جیسے پورے مافیہ میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔

الیگزینڈرو اور بروٹو آپ کو وہیں ختم کرنا چاہتے تھے کیونکہ اس سب کے بعد وہ آپ کی موجودگی کا رسک نہیں لے سکتے تھے لیکن باس نے منع کر دیا کہ پاکستانی بزنس وومین ہے جس کے ساتھ بزنس ڈیلنگ کی جاتی ہے اور پھر وہ یہاں آ گئے۔

یہاں آنے کے بعد باس کی میڈیسن ختم ہو جانے پر ان کے رویے میں در آنے والی تبدیلی میں سمجھ رہا تھا اور یہ بات شاید الیگزینڈرو بھی جانتا تھا تبھی انہوں نے میڈیسن پہنچا کے باس کو واپس لوٹنے اور آپ کو ختم کرنے کا حکم جاری کر

دیا۔ "امریکن لہجے میں تیز تیز بولتا نِک ایک کے بعد ایک بات مکمل کرتا جیسے اس کے ذہن کو کلیئر کرنے لگا۔

"اور حاتم؟ "اس نے نک سے نظریں ہٹا کے واپس خلیفہ کو دیکھا۔

"وہ بروٹو کی قید میں ہے۔اسے صرف باس کو ٹریپ کرنے کے لیے رکھا گیا تھا تاکہ وہ کبھی یاداشت لوٹنے پر بھی ان

سے کنارہ کشی اختیار نہ کریں۔ "اس کے جواب پہ وہ دبی دبی سی سانس خارج کرتی جیسے مزید الجھنے لگی تھی۔

"کیا اتنا آسان تھا اس دلدل سے اسے نکالنا جو اس کے اندر پنجے گاڑھ چکی تھی؟ "یہ سوال بار بار اسے پریشان کرنے لگا تھا لیکن وہ کوئی حل نہیں ڈھونڈ پا رہی تھی۔

کیونکہ حل صرف اس کے پاس تھا جو دوائیوں کے زیرِ اثر گہری نیند میں گم تھا۔

"شاپنگ کے دوران بھنگ تو نہیں پی لی تھی جو ہفتے بعد گھر کی شکل دیکھ رہے ہو۔" ایک ہفتے کے ٹریٹمنٹ کے بعد وہ لوگ آج جب حویلی پہنچے تو ان کے چہروں کی بجھی جوت نے سب کو پریشان کر دیا۔

لیکن بڑے پپا نے کام کا برڈن کہہ کر سب کو شانت کر دیا۔

"بھنگ پینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ مکمل نشہ ہر وقت ساتھ لے کر گھومتا ہوں۔ "ایک نظر سامنے صوفے پہ براجمان آیت سے کھسر پھسر کرتی رابیل پہ ڈال کے اس نے جس سنجیدگی و معنی خیزی سے جواب دیا تھا سب کو جیسے حیرانگی سے غش پڑنے لگے۔

اور تو اور وہ گلال پڑتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی جو ہوش میں مکمل آنے کے بعد بھی اس سے بالکل ہمکلام نہ ہوا تھا اور اب جو ایک ہفتے بعد بولا بھی تھا تو کیا؟؟

"رابیل بھابھی! آپ کا شوہر رومانس بگھارنے کی کوشش کر رہا ہے۔ "حسین نے اسے متوجہ کیا۔

ان سب کو تو جیسے ایک ٹاپک مل گیا تھا انہیں تنگ کرنے کا۔

"ڈونٹ وری۔ حسن کی شادی والے دن اپنے اور ندا کے نکاح کے بعد تم بھی یہ کوششیں کرتے دکھائی دو گے۔ "

رابیل کی بجائے اب بھی جواب اسی سنجیدگی کے ساتھ اس

کی جانب سے موصول ہوا تو رابیل کو جانے کیوں دل میں گدگدی سی ہونے لگی۔

"مجھے شرم آ رہی ہے۔" حسین نے نزدیک بیٹھی ندا کا دوپٹہ کھینچ کے دانت میں دبانے کی کوشش کی تو اس نے ایک جھٹکے سے اپنا دوپٹہ کھینچا۔

"تو شرمانے کے لیے ایک عدد دوپٹہ ساتھ رکھا کریں۔ میرا دوپٹہ کھینچنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔" بالکل بھی اسے

ہونے والے منکوح ہونے کا پروٹوکول دیے بغیر وہ جس طرح ترڑخ کے بولی تھی سب کا چھت پھاڑ قہقہہ گونج اٹھا۔

"خدا کی پناہ! نکاح سے پہلے چرب زبانی کی یہ حالت ہے بعد کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ "ندا کو گھورتے ہوئے وہ جلے کٹے انداز میں بولا تو اس نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"رابیل بھابھی نے کہا تھا کہ شوہر نامی مخلوق کو جتنا سر پہ چڑھائیں یہ اتنا ہی تنگ کرتے ہیں۔ "اسی بے نیاز انداز میں وہ بولتی رابیل کا بھانڈا پھوڑ گئی۔

"افففف ندو "!!!سب کے بے قابو ہوتے قہقہوں اور خلیفہ کی حیران نگاہوں سے پزل ہوتے اس نے ندا کو گھورا جو 'میں نے کیا کیا؟ 'والے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہمیں لگتا تھا کہ صرف ہمارے ساتھ ہی ایسے ہوتا ہے لیکن تمہاری حالت ہم سے بھی بری ہے۔ "حنان نے خلیفہ کو دیکھتے شرارت سے کہا تو وہ اسے بے دریغ گھورنے لگا۔

"مما!دادو کہہ رہی ہیں کہ حسین چاچو سے کہہ کے ڈھولکی منگوالیں۔ "اسی وقت بھاگتا ہوا حاسن اندر داخل ہوا اور حورب کو فیڈر پلاتی آیت کو پیغام دینے لگا تو موضوع بدلنے پہ رابیل نے شکر ادا کیا۔

"اٹھیے نوشے میاں! حکم بجا لائیں۔ "آیت نے حسین کی طرف دیکھا تو وہ چاروناچار اٹھ کھڑا ہوا۔

جبکہ لڑکیاں اب پرجوش سی ڈھولکی کے لیے سانگز سلیکٹ کرنے لگیں۔

ڈریسنگ مرر کے سامنے سٹول پہ بیٹھی وہ ہاتھوں پہ موئسچرائزنگ لوشن لگا رہی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز پہ

اس نے گردن گھما کے دیکھا جہاں سے وہ اندر داخل ہو رہا تھا۔

"کچھ دن پہلے شاپنگ کی تھی آپ نے میرے ساتھ۔لیکن صد افسوس اس کو استعمال کرتی آپ مجھے نظر نہیں آئیں۔ "

اپنی جیکٹ اتار کے صوفے پہ اچھالتے وہ بیڈ پہ نیم دراز ہوتا اس کے عکس کو مرر سے دیکھتا پر تپش سے لہجے میں گویا ہوا تو اس کے ہاتھ ہلکا سا کپکپا اٹھے جبکہ دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی۔

"اب میں سب کے سامنے شارٹ ٹاپ اور سکرٹس پہن کے گھومتی نظر آتی آپ کو؟ "دھڑکتے دل کو ڈپٹتے ہوئے وہ تیکھے سے لہجے میں ناک چڑھا کے بولی تو وہ اٹھ کے بالکل اس کے پیچھے رکتا اس کے کندھوں پہ اپنے ہاتھ جماتا اس کی شیشے میں نظر آتی کالی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"سب کے سامنے کیوں؟یہاں میرے سامنے میرے لیے تو پہن سکتی ہیں ناں؟ "بنا شیشے سے نظریں ہٹائے وہ بھاری لہجے میں بولا تو اس کی دھڑکنیں سست پڑنے لگیں۔

"لیکن وہ میرا مطلب ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔ "اس نے اس کی سحر انگیز نگاہوں سے نظر چراتے کچھ کہنا چاہا جب وہ اس کی بات قطع کرتا اس کے کان میں جھکا تھا۔

"آپ کی خواہش کے مطابق نکاح کر چکا ہوں میں دوبارہ۔ "

اس کی مزاحمت کو ایک جملے میں سمیٹتا جیسے وہ اسے باور کروانے لگا کہ اس کے دیے وقت کی مدت باقی تھی اور اس مدت میں وہ صرف خلیفہ تھا۔

شمشیر علی خلیفہ۔۔۔

جس سے گریز وہ نہیں برت سکتی تھی۔

تبھی گہری سانس بھرتے ہوئے وہ اٹھی اور اس سے نظریں چراتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

ڈارک بلیو سلیو لیس سنگل سٹرپ تھائیز تک آتے ٹاپ کے ساتھ پنڈلیوں کو نمایاں کرتی سیاہ لوز سی پینٹ پہنے وہ تیزی سے دھک دھک کرتے دل کے ساتھ اپنے اس روشنیاں بکھیرتے روپ کو دیکھتی اس کی آنکھوں کی تپش پاس کرتی شرم سے پاگل ہو رہی تھی۔

اسے یاد تھا کہ اسے ایسٹرن ڈریسز میں دیکھ کر وہ ہمیشہ شرارت میں یہی کہتا تھا کہ اسے قربت کے لمحات میں وہی

بولڈ سی ویسٹرن لک دیتی رابیل چاہیے تھی جس نے ہمیشہ اس کے چھکے چھڑوانے کی کوشش کی تھی۔

پیروں میں کوئی سلیپرز یا سینڈل پہنے بغیر وہ ننگے پیر دبیز قالین میں دھنستی جب کمرے میں پہنچی تو اس کی آمد کا منتظر خلیفہ اس کی آہٹ پا کے جب مڑا تو اسے دیکھ کر جیسے پتھرا سا گیا تھا۔

آنکھوں میں والہانہ چمک لیے، وہ منہ زور ہوتے جذبات کے ساتھ بھاری قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا تو ذہن باقی ہر

شے کو فراموش کیے اس پل جیسے صرف اس کی طرف کھنچا جا رہا تھا۔

جو بار بار اپنے کھلے بال کانوں کے پیچھے اڑستی اس کی نگاہوں کی بے باکی سے پزل ہوتی جا رہی تھی۔

"مجھے ایسے مت دیکھو۔ "اس کی نگاہوں کی گرمی جب دل کو پگھلانے لگی تو وہ روہانسے انداز میں بولی تھی۔

"خود ہی تو کہتی ہو کہ خدا اگر مرد کو حسن دے تو عورت کو حیا نہ دے تو پھر یوں سمجھو تمہارا حسن میری حیا کو مار گیا ہے۔ "خمار آلود لہجے میں کہتا وہ اس کے بے حد نزدیک ٹھہرتا اس کے گداز بازووں کو انگلیوں کی پوروں سے چھوتا اس کے وجود کو ٹھٹھرا سا گیا۔

اس کی انگلیوں کا سرسراتا لمس ,اس کی سانسوں کی پرحدت مہک اور آنکھوں سے چھلکتے منہ زور شوخ تقاضے اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی بھر گئے تھے۔

اس کے بازووں کی نرمی محسوس کرتے ہوئے اس دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پہ موجود ٹاپ کی سٹرپس سے الجھنے لگے تو اس کی سانسیں گویا تھمنے لگیں اور دل گویا ہتھیلیوں میں دھڑکنے لگا تھا۔

"ش۔۔شمشیر پلیز۔ "کندھے سے ڈھلکتی سٹرپ محسوس کرتے وہ فوراً گھبراتی ہوئی اس کے سینے میں سمٹنے لگی تھی

جب وہ اس کے کندھے پہ جھکتا اس کی کوشش کو ناکام بناتا ہوا اپنے لمس سے اسے جھلسانے لگا۔

اسی لمحے کمرے کی بوجھل معنی خیز فضا میں گونجتی رابیل کے موبائل کی تیز آواز نے دونوں کی توجہ کھینچی تو وہ جلدی سے اسے دور ہوئی۔

"وہ۔۔وہ میرا فون۔۔۔ "اس نے فون کی طرف اشارہ کیا تو وہ ماتھے پہ تیوریاں لیے اس کے فون کی طرف متوجہ ہوا جہاں آیت کی ویڈیو کال دیکھ کر وہ تھوڑا حیران ہوا لیکن

تب تک وہ صوفے پہ پڑی اس کی جیکٹ اٹھا کے پہن چکی تھی۔

"رابیل یہ دیکھو اور سنو ذرا۔ "ویڈیو کال ریسیو کرتے ہی آیت اور حنان کا چہرہ نظر آیا وہ پرجوش سے انداز میں بولتے بیڈ پہ کھیلتی حورب کی طرف کیمرہ موڑ چکے تھے۔

"حورب! بولو رابی۔۔۔ "آیت نے حورب کی متوجہ کیا جو پوپلے منہ کے ساتھ کھکھلائی۔

"لابی۔۔۔۔" آٹھ ماہ کی حورب کے ہونٹوں سے نکلتا یہ لفظ واقعی اتنا پیارا لگ رہا تھا کہ وہ کھکھلا اٹھی۔

"رابی "!آیت پھر سے بولی تو حورب نے دوبارہ دہرایا تو حورب کے ہونٹوں کی حرکت اور کھکھلاہٹ دیکھتی وہ پاس کھڑے خلیفہ کو فراموش کر بیٹھی تھی جو اس کے چہرے کے تاثرات، آنکھوں میں دکھ اور خوشی کی ملی جلی کیفیت لیے حورب کو دیکھے جا رہی تھی۔

"آپ کو بچے پسند ہیں؟ "چار منٹ بعد کال بند ہونے کے باوجود بھی وہ سکرین کو دیکھے گئی تو خلیفہ کی بھاری آواز نے اسے متوجہ کیا۔

"بہت۔ "اس کے لہجے میں ایک کسک اور طلب تھی۔

"جب ایکسیڈینٹ ہوا تھا تب پریگنینسی کو کتنی دیر ہو چکی تھی؟ "اس کے اچانک پوچھے جانے والے اس سوال پہ وہ کرنٹ کھاتی گردن گھما کے اسے دیکھنے لگی جو وہیں ڈریسنگ

ٹیبل کے پاس کھڑا اس ایک ہاتھ پہلو میں لٹکائے دوسرا ہاتھ اس کے پیٹ پہ رکھ چکا تھا۔

یہ پہلی دفعہ تھا جب یہ بات ان کے درمیان ہوئی تھی۔ورنہ ہر مسئلے پہ الجھنے کے باوجود وہ اس سے اس نقصان کے بابت کبھی کچھ کہہ نہ سکی لیکن آج اس کا یہ بولنا جیسے اس کے سارے ٹانکے ادھیڑ گیا تھا۔

آنسو جیسے لڑیوں کی صورت اس کے رخساروں پہ بہنے لگے تھے۔

"بتائیں ناں۔ "اس کے پیٹ پہ اپنے ہاتھ کی گرفت بڑھاتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے اپنی جیکٹ اس پر سے اتارتے ہوئے دوبارہ پوچھا تو وہ آنسو بائیں ہاتھ سے صاف کرتی بولی۔

"ساڑھے چار مہینے۔ "اس کے دو لفظی جواب پر اس نے چند لمحے اس کے نم چہرے کو دیکھا اور پھر گھٹنوں کے بل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

وہ اس کی اس حرکت پہ حیران ہوتی اسے ٹوکنے لگی تھی جب
وہ اس کی تھائی سے اس کی ٹاپ کو اوپر سرکاتا اسے ساکت
سا کر گیا۔

"خلیفہ "!وہ ششدر سی اس کے سر کو دیکھتی اس کی حرکت
کا ماخذ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جو ایک ہاتھ سے ٹاپ
اوپر سرکاتا اس کے پیٹ کے نچلے حصے کو عیاں کرتا
دوسرے ہاتھ سے اس کی پینٹ کو ہلکا سا نیچے سرکاتا اس کے
وجود کو جیسے بے جان کرنے لگا۔

اس کے ہاتھوں کی بے لگام و بے باک حرکت اس کی ٹانگوں سے جان نکال رہی تھی اور پھر اگلے ہی پل وہ پوری جان سے کانپ اٹھی۔

کیونکہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکا خلیفہ ایک ہاتھ اس کے ٹاپ کو اوپر کیے دوسرا ہاتھ اس کی تھائی پہ رکھے پوری شدت و عقیدت سے اس کے پیٹ کے نچلے حصے پہ لگے ٹانکوں کے نشان کو ہونٹوں سے چھوتا جیسے ہر دکھ، ہر تکلیف اور ہر اذیت کا ازالہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"خلیفہ! پلیز بس کریں۔ "اپنی تھائی پہ اس کی ہاتھ کی مضبوط گرفت، پیٹ اس کے ہونٹوں کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی شدت پہ تڑپتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پہ جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھا تو اس نے ہولے سے سر اٹھا کے اسے دیکھا جس کا چہرہ شدتِ ضبط سے سرخ پڑ رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ کچھ دنوں کے بعد ہماری قسمت کیا موڑ دکھاتی ہے لیکن میں ان لمحات میں آپ کے گزرے ان ماہ و سال کی تکالیف کو آپ کے لیے خوشیوں میں بدلنے کی

کوشش کروں گا۔میں آپ کو آپ کا خلیفہ لوٹانے کی کوشش کروں گا۔ "اس کے چہرے کے نقوش کو وارفتگی سے چومتے ہوئے وہ جیسے کوئی عہد کر رہا تھا۔

جبکہ وہ اس کی قربت میں سکون محسوس کرتی، وہی جنونیت وہی محبت محسوس کرتی پنجوں کے بل اوپر ہوئی اور اس کے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ جماتی وہ جیسے اس کے کہے لفظوں پہ مہر لگانے لگی۔

اس کی ایسی دلپزیر پیش قدمی پہ بہکتے ہوئے اس نے بنا اسے دور ہٹائے اپنی شرٹ کے بٹن کھول کے اسے بازووں سے

نکالا اور پھر ایک ہاتھ اس کے بالوں میں سختی سے الجھائے وہ دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گرد زور سے حائل کرتا اسے یونہی اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تو وہ اپنی سانسوں پہ بڑھتی اس کی شدت و گرفت پہ آنکھیں زور سے میچتی اس کی گردن کے گرد زور سے بازو لپیٹنے لگی۔

کیونکہ اب وہ اس کی سانسوں کو رہائی دیتا رفتہ رفتہ سارے پردے آہستگی سے گراتا اس فسوں خیز قربت کے رنگوں میں اپنے جنون کی چھاپ چڑھاتا اپنی شدتوں سے اس کی سانسوں کی رفتار کبھی مدہم اور کبھی تیز کرتا جا رہا تھا۔

جو اس کے نام کا ورد کرتی اس کی شدتوں پہ بہکتی اسے سینے میں سر چھپاتی دونوں بازو اس کے گرد حائل کرتی محبت و قربت کی اس طغیانی میں بہتی چلی گئی۔

نیند پوری ہونے پر اس نے خمار آلود آنکھیں کھول کے اردگرد کا جائزہ لینا چاہا تو پل بھر کو ایک مسکان اس کے ہونٹوں پہ مچلنے لگی تھی۔

کیونکہ وہ خلیفہ کی سفید شرٹ میں ملبوس اس کے شرٹ لیس سینے پہ پھیل کے لیٹی ہوئی تھی۔

"مسٹر سی ای او کے جاگنے سے پہلے میرا اٹھ جانا بہتر ہے۔" ہولے سے بڑبڑاتی وہ اس کے سینے کو ہونٹوں سے چھوتی اٹھنے لگی تھی لیکن اگلے ہی لمحے گریبان کو جھٹکا لگنے پر اس نے نظریں اٹھا کے دیکھا تو وہ انگلیاں اس کے گریبان میں اٹکائے بہکے ہوئے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا دھوکہ دہی چل رہی تھی سی او صاحبہ؟ "اس کے کھلے گریبان میں مزید انگلیاں اٹکاتا وہ گہری شرارت کرتا بھاری لہجے میں بولا تو اس نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"نہیں۔۔ "!اس نے فوراً اسے آنکھوں سے منع کیا تھا۔

"میرے میدان میں آتے ہی آپ کیوں پر سمیٹ لیتی ہیں؟ "اس کی حیا سے سرخ پڑتی رنگت کو دیکھتے ہوئے وہ بولا تو اس نے گھور کے اسے دیکھا۔

"کیونکہ میں آپ جتنی بے شرم نہیں ہوں۔ "اس کے
خائف سے لہجے میں اس نے کروٹ بدل کے اسے اپنے نیچے
کیا تو وہ اس افتاد پہ بوکھلائی دی۔

"خلیفہ ہمیں آفس جانا ہے۔ "وہ اس کی آنکھوں کے بدلتے
رنگوں سے گھبرائی تھی۔

"چلتے ہیں ایک گھنٹے بعد۔ "خماری سے بھرپور لہجے میں بولتا
وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا ایک بار پھر سے رات والے

موڈ میں آتا اس کی دھڑکنوں کو تہہ و بالا کرتا ہوا اس کی رگ رگ میں اترنے لگا۔

وہ دونوں اس وقت بلیک پینٹ کے ساتھ سفید شرٹس پہنے، سیاہ کوٹ پہنے نظر لگ جانے کی حد تک مسمرائزنگ لگتے آفس پہنچنے کے لیے محوِ سفر تھے جب قدرے کم ٹریفک والے ایریے میں ایک ساتھ تین گاڑیوں نے ان کی گاڑی کا

احاطہ کیا تو خلیفہ نے فوراً سے گاڑی کو بریک لگا کے ان سیاہ شیشوں والی گاڑیوں کو سرد نگاہوں سے دیکھا تھا۔

اگلے ہی لمحے ان کے سامنے کھڑی گاڑی سے نکلنے والے الیگزینڈرو کو دیکھ کر وہ پل میں سارا معاملہ سمجھ چکا تھا۔

ہوٹل کے کام بند ہونے، اس کے رابطہ نہ کرنے اور رابیل کی طرف سے انہیں اپنے آدمی ہٹانے کا سن کر وہ لوگ اس قدر الرٹ ہو چکے تھے کہ پاکستان میں اپنے آدمیوں کے غائب ہونے کا سن کر خود کو یہاں آنے سے روک نہ سکے

تھے کہ ایلس کا پاکستان رہنا یا اپنی یاداشت پا جانا ان کے لیے کسی ٹک ٹک کرتے بم سے کم نہیں تھا۔

الیگزینڈرو کو دیکھ کر اس نے گردن گھما کے رابیل کو دیکھا جس کا چہرہ ان سوٹڈ بوٹڈ اسلحہ بردار افراد کو دیکھ کر سفید پڑ چکا تھا۔

"گاڑی سے ہرگز نہیں نکلنا۔میں ابھی واپس آ رہا ہوں۔ "

اس کا چہرہ تھپتھپا کے کہتے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا تو رابیل نے لپک کے اس کا بازو تھاما۔

"ن۔۔نہیں خلیفہ۔مت جاو۔۔وہ لوگ بہت زیادہ ہیں۔ "وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کون ہیں لیکن یہ ضرور جان گئی تھی کہ ان کا تعلق ایلس سے تھا اور اسی وجہ سے وہ پریشان ہو اٹھی تھی۔

"ایلس "!اسے دیکھتے ہی الیگزینڈرو نے اپنے بازو پھیلائے لیکن وہ اس کی طرف بڑھنے کی بجائے اردگرد پھیلے آدمیوں کو چبھتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"اس طرح راستہ روکنے کا مقصد پوچھ سکتا ہوں الیگزینڈرو؟ " اس کی لہجہ سرد اور انداز خاصا کڑوا تھا۔

"حالانکہ تمہیں پوچھنا چاہیے کہ میرا پاکستان آنے کا کیا مقصد ہے؟ "اس کے لہجے کی تبدیلی نوٹ کرتا وہ بولا تو اس نے سر بیزاری سے جھٹکا تھا۔

"بچہ نہیں ہوں۔ہوٹل کا کام رک جانا اور میرا رابطہ نہ کرنا تمہیں پاکستان آنے پر مجبور کر گیا ہے۔ " اس کا استہزائیہ و بے نیاز انداز الیگزینڈرو کو جھلسا سا گیا تبھی وہ سلگتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اس سے بھی بڑی وجہ، تمہاری ساتھ موجود لڑکی کو ختم کرنا اتنا ناگزیر ہو گیا تھا کہ پاکستان آنا پڑا۔ "اس کے سفاک لہجے پہ جہاں گاڑی میں بیٹھی رابیل کی رنگت فق ہوئی تھی وہیں اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوتا تن سا گیا۔

"الیگزینڈرو "!اس کی شیر جیسی بلند دھاڑ اس ویرانے میں گونجتی سب کے کانوں میں عجیب سی دہشت پھیلا گئی۔

"اتنے آگ بگولہ کیوں ہو رہے ہو ایلس؟لڑکی ہی ہے نا تو

راتیں تم رنگین کر چکے ہو اس لیے اب کسی اور کو دیکھ لو

کیونکہ اب اس کا زندہ رہنا ہمارے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ "

جو کچھ وہ فیس کر رہے تھے وہ سمجھ چکے تھے یہ سب اس

لڑکی کے ساتھ جڑے لوگوں کے ہی سورسز ہیں اور ان

سورسز کا نام' جہان حیدر شاہ 'تھا۔

"یو بلڈی*****۔۔۔۔ "ایک دم سے دھاڑتے ہوئے وہ

جیسے الیگزینڈر رو پہ پل پڑا تھا جبکہ معاملے کی ایسی سچویشن دیکھ

کر الیگزینڈرو کے آدمی گاڑی میں بیٹھی رابیل کی طرف بڑھے کہ ایلس کو مارنے کا حکم نہیں تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ گاڑی کے دروازے کو ہاتھ لگاتے اچانک وہاں آنے والے نک نے گاڑی کے شیشے سے ہاتھ نکال کے پسٹل سے ان لوگوں کا نشانہ لیا تو تینوں گارڈز ایک ایک کر کے گرنے لگے۔

صورتحال ان کی توقع کے برخلاف کافی بگڑ چکی تھی۔

"مجھ پر حملہ کرنے سے پہلے یہ سوچ لینا تھا کہ مجھے درندہ بنانے والے تم لوگ ہو اور درندے یہ نہیں سوچتے کہ سامنے کون ہے۔ "ہٹے کٹے الیگزینڈرو کو پل میں ڈھول چٹاتا ہوا وہ زخمی شیر کی مانند دھاڑا تھا۔

"ایلس!تم غلطی کر رہے ہو۔ مجھ پر ہاتھ اٹھانے کے جرم میں تمہارے ساتھی) حازم (اور اس لڑکی کو بروٹو اور مافیہ ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ "ادھ موئے سے الیگزینڈرو نے اسے

وارن کیا جو اس کی بندوق پل میں دور اچھالتا مکوں سے اس کی حالت بگاڑ چکا تھا۔

"اس لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کے دیکھنے والوں کو میں عبرت کا نشان بنا دوں گا۔وہ لڑکی بیوی ہے میری۔شمشیر علی خلیفہ کی بیوی۔ "پوری قوت سے دھاڑتے ہوئے اس نے جراب سے بندھا چاقو نکال کے اس کے گلے میں گھونپا۔

یہ سب دیکھتی رابیل کی چیخ بلند ہوئی لیکن وہ نا تو اس کی چیخ سن رہا تھا نا وہ نک کے نشانے پہ گرتے گارڈز وہ بس دیوانہ وار اس کے وجود میں وار کرتا جیسے اپنی اذیت کو اس کے اندر اتارنے لگا تھا۔

وہ اذیت جو حقیقت معلوم ہونے پر وہ محسوس کر چکا تھا۔

"میں ہر اس شخص کا اس سے بھی برتر حال کروں گا جس نے میری ذات کے ساتھ کھیلا ہے۔جس نے میری بیوی اور فیملی کو تکلیف پہنچائی ہے۔میں تمہارے مافیہ میں گھس کے تم

سب کو ماروں گا۔ "الیگزینڈرو کے مردہ وجود پہ گھٹنے کا دباو

بڑھا کے بیٹھا وہ اب اس کے منہ پہ مکے مارتا جیسے پاگل ہوا

جا رہا تھا۔

تبھی وہاں دو تین ویگو ڈالے آ کے رکے جن سے نکلتے

پروفشنل آفیسرز نے گارڈز کی لاشوں اور الیگزینڈرو کی لاش

کو اٹھا کے گاڑیوں میں رکھا اور غیض و غضب سے پاگل

ہوتے خلیفہ کو اس کی گاڑی کی بیک سیٹ پہ بٹھایا اور خود ان

کی گاڑی ڈرائیو کرتے وہ متعین کردہ منزل کی جانب بڑھنے

لگے۔

"رابیل! آپ کو اس وقت مکمل طور پر خلیفہ کو گھر اور خود میں الجھا کے رکھنا ہے۔ جو بھی لیکن وہ قانون کو ہاتھ میں نہیں لے سکتا ہے۔میں نے آپ سے کہا تھا اس دفعہ وہ خود خود کو بچائے گا۔اس نے ایسا ہی کیا ہے۔وہ خود کو بچا کے اپنے اصل کی طرف لوٹ چکا ہے۔اس سب کے بعد میں اسے ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ وہ اپنے غصے میں پاگل ہو کر اپنے ہاتھ ان کے خون سے رنگے۔" اس کے سامنے بیٹھا

جہان حیدر ہاسٹل کے وی آئی پی روم میں بیٹھا سنجید گی سے

اسے سمجھا جا رہا تھا۔

"الیگزینڈرو کا یہاں آنا ہمارے لیے بہتر ثابت ہوا ہے اب

ہم اس کی آمد اور موت کو بیس بنا کے بروٹو کو انجام تک

پہنچائیں گے اور حاتم کو بھی جلد بازیاب کروا لیں گے لیکن

اس کے لیے خلیفہ کا اس سب سے دور رہنا بہت ضروری

ہے۔ یہ انتقام کی جنگ بہت بری ہوتی ہے یہ صدیوں

تعاقب میں رہتی ہے اس لیے آپ سب کو خلیفہ کو اس

جنگ سے دور رکھنا ہے۔یہ جنگ اب قانون اپنے انداز میں کھیلے گا اور.بیفکر رہیے خلیفہ اور حاتم کو انصاف ضرور ملے گا۔خدا حافظ۔ "بڑے واضح الفاظ میں وہاں موجود رحمان صاحب اور رابیل کو سمجھا کے خان کی ہمراہی وہ وہاں سے نکل چکا تھا۔

جبکہ رابیل اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہی تھی جو ایک بار پھر سے پینک اٹیک کا شکار ہوا تھا اور ڈاکٹر کے

مطابق جس طرح اس کی میموری پلٹے کھا رہی تھی۔یہ اٹیکس

کچھ عرصہ اس کے ساتھ ہی رہیں گے۔

ایک ہفتہ بعد:

"حد ہے اب میں عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھ جاوں کہ گھر

میں شادی ہے۔ "حویلی سے نکلنے پر مکمل طور پر پابندی نے

اسے چڑچڑا کر رکھا تھا اس پہ مستزاد رابیل کی بے انتہا مصروفیت۔

وہ اپنی ساس اور ممی کے ساتھ ہر وقت مہمانوں اور شادیوں کی تیاریوں میں الجھی اس کو دیکھنے کو بھی نہ مل رہی تھی۔

"بالکل جو شخص اپنی شادی والے دن بھی آفس ایک گھنٹہ گزار کے آیا ہو اسے کسی دوسرے کی شادی کے لیے ایسے بیٹھنا کہاں گوارا تھا۔ "حسین نے اسے چھیڑا تو اس نے بے دریغ اسے گھورا۔

"میرا دماغ نہ خراب کرو اور جا کے اپنی بھابھی کو میسج دے دو کہ میں نے بلایا ہے۔ "اس نے بگڑے تیوروں سے پیغام دیا۔

"اس سے بہتر تھا کہ ان سب کی نہ مان کے اٹلی چلا جاتا۔۔۔۔ "بگڑے موڈ کے ساتھ بڑبڑاتے ہوئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تو زینب چچی اور آیت نے معنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور ہنس دیں۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے ٹی شرٹ کھینچ کے اتاری اور ایک سائیڈ پہ پھینکتا وہ اپنی مسلز سٹریچ کرتا اپنے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

تبھی نرم و نازک سفید بازوؤں کا ہار اس کے گرد لپٹتا اس کو اپنے حصار میں لے گیا تو وہ سٹل ہو گیا۔

سرخ کیوٹیکس سے سجے نازک ہاتھ اس کے سینے پہ مضبوطی سے جمے ہوئے تھے جبکہ کمر پہ نرم ہونٹوں کا لمس اس کے حواسوں کو سلب کرنے لگا۔

"مسٹر سی ای او!اٹلی جانا تو بھول ہی جایئے آپ کیونکہ ہم زنجیریں ایسی باندھیں گے کہ آپ ہل بھی نہیں سکیں گے۔" جا بجا اس کی کمر پہ اپنے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کا لمس چھوڑتی وہ مدہوش لہجے میں بولتی اس کے جذبات کو ابھارنے لگی۔

اس نے ہلکی سی گردن گھما کے اسے دیکھا جو تھوڑی اس کے کندھے پہ ٹکاتی آنکھوں میں گہرے رنگ لیے اسے دیکھتی جیسے اپنے ساتھ باندھنے لگی۔

"پیار نہیں آ رہا کیا مجھ پر؟"مسکارے سے بوجھل پلکیں جھپکاتی وہ دلنواز لہجے میں بولتی جیسے اس کے ضبط کا پیمانہ چھلکا گئی۔

اس نے یونہی کھڑے ہاتھ بڑھا کے اس کی بیک گردن پہ گرفت قائم کرتے اس کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا تو اس کے اس جارحانہ انداز پہ وہ چکرا سی گئی۔

زور سے اس کے سینے پہ اپنے ناخن کھبوتی وہ اس کی شدت برداشت کرنے لگی جو کبھی اس کے بالائی لب پہ گرفت جما رہا تھا تو کبھی نچلے لب کو اپنی گرفت میں لیتا اس کی سانسیں الجھا رہا تھا۔

"میں جان لے لوں گا آپ کی اگر آج کے بعد یوں مجھ سے بے نیازی برتی۔ "اس کی سانسوں کو رہائی بخشتے ہوئے اس نے پل میں اسے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے اپنے سامنے کیا تو اس کو اپنی ہی خرید کے دی گئی ساڑھی میں دیکھ کر آنکھیں دہکنے لگیں۔

"آپ سے بے نیازی نہیں برت سکتی میں۔لیکن میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ "نظریں جھکاتے ہوئے وہ بہانہ بناتی اس کے سینے پہ لگے اپنے ناخنوں کے نشانات کو دیکھتی ان پہ

اپنے نرم لب رکھنے لگی تو وہ گہری سرشاری محسوس کرتا اپنی آنکھیں موند کے اس کے لمس کو محسوس کرنے لگا۔

"شادی کے بعد آپ میرے ساتھ آسٹریا جا رہی ہیں۔میں آپ کے ساتھ ہر ٹینشن سے دور کچھ دن گزارنا چاہتا ہوں۔ "اس کی بیک لیس بلاوز سے مزین دیدہ زیب ساڑھی کا پلو اس کے کندھے سے سرکاتے ہوئے وہ ایک ہاتھ اس کے پیٹ پہ جبکہ دوسرا ہاتھ اس کے بیک لیس بلاوز کی ڈوری پہ اٹکاتا جیسے لمحوں کی رومانویت میں اضافہ کرنے لگا۔

"اور اگر ہمارا جانا ممکن نہ رہا تو؟ "وہ مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجاتی اس کے لمس سے سمٹتی اس میں چھپتی بولی۔

"کیا مطلب؟ "وہ چونکا۔

"آفس۔۔۔ "اس نے اسے یاد دلایا کہ کمپنی اس وقت مکمل ورکرز کے سر پہ تھی۔

"اونہوں! میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔میں جو لمحے بیت گئے ہیں میں ان کی تشنگی مٹانا چاہتا ہوں۔میں ہر گزرتے لمحے یہ لکھنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک ہیں ہمیں ہر کرائسس کو سروائیو کر کے بھی ایک ہی رہنا ہے۔"گھمبیر لہجے میں کہتا وہ اس کی گردن کو چھوتا ہوا اب اس کے بیک شولڈز اور نیک پہ اپنا لمس الجھاتا اس کو مدہوش کر رہا تھا۔

اور محبت کی ایسی کرنیں اس پہ لٹاتا وہ آنکھوں میں سنہری چمک لیے اس قدر وجیہہ لگا کہ اس کا دل اس کی آنکھوں میں،اس کی محبت میں جیسے نئے سرے سے ڈولنے لگا۔

"میری آپ پر اٹھتی ہر نظر مجھے اس بات پہ پابند کر جاتی ہے کہ خدا واقعی اگر مرد کو حسن دے تو اس پہ مر مٹنے والی اس کی عورت کو حیا نہ دے۔ "ساڑھی کے مکمل ڈھلکے ہوئے پلو کے ساتھ وہ توبہ شکن سراپہ لیے دیوانگی و خماری سے بولتی اس کے دونوں ہاتھ اپنی کمر کے گرد حائل کرتی

ہلکا سا اوپر ہوتی اس کی گردن کو ہونٹوں سے چھوتی اپنی بات پہ مہر لگانے لگی۔

جبکہ اس کی اس خودسپردگی پہ سرشار ہوتا خلیفہ اسے زور سے خود میں بھینچتا ہوا اس کے مخملیں وجود کے دلکش رازوں سے خود کو الجھاتا ہوا اس کو رنگوں میں مہکاتا ہوا معنی خیز سانسوں کی روانی کو بے ہنگم کرتا اس پہ گھنے بادل کی طرح چھاتا اسے محبت کی تیز بارش میں بھگوتا چلا گیا۔

-

مہندی کی دلہنیں بنی علینہ، ندا اور کنزی کو جب ڈیکوریٹڈ سٹیج
پہ لا کے بٹھایا گیا تو لڑکوں کے جھنڈ میں سیاہ شلوار قمیض
کے ساتھ گرین دوپٹے لیے حاتم)جسے ڈیڑھ ہفتہ پہلے جہان
کی مدد سے پاکستان لایا گیا تھا اور اس کے مکمل ٹھیک ہونے
کا انتظار کیے بغیر اس کی اور علینہ کی شادی فکس کر دی گئی
جو ان کے والدین کی رضا سے حیات حویلی میں ہی ہونا طے
پائی تھی۔اس وقت ان دونوں کے والدین اور مہمان یہیں
موجود تھے۔(، حسن اور حسین بھی وہاں آ گئے۔

اس سے پہلے کہ رسم شروع کی جاتی کب سے عجیب ڈل سا محسوس کرتی رابیل کو اپنا کلیجہ منہ کو آتا محسوس ہوا۔

اگلے ہی پل وہ منہ پہ ہاتھ رکھتی ایک سائیڈ پہ بھاگتی گھٹنوں کے بل جھکی تو بیک وقت بہت ساری گردنیں اس کی جانب مڑیں۔

"کیا ہوا رابیل؟تم ٹھیک ہو؟ "آیت فوراً اس کی طرف لپکی تھی۔

جبکہ باقی سب بھی اس کی طرف بڑھے جو ایک ہاتھ پیٹ پہ رکھے بری طرح قے کر رہی تھی۔

"رابیل! کیا ہوا؟ آپ ٹھیک ہیں؟ "اس تک پہنچتے آف وائٹ کرتے شلوار میں ملبوس خلیفہ نے اسے بانہوں میں بھرتے پریشانی سے استفسار کیا تو وہ زرد چہرے کے ساتھ مسکرا دی۔

"آسٹریا جانے کا پلان آپ کا بیٹا کینسل کرنے آ رہا ہے مسٹر سی ای او۔ "حیا آمیز مدہم سے لہجے میں کہتی وہ اسے

ششدر کر گئی لیکن اگلے ہی پل وہ خوشی سے چیختا اسے زور سے اپنے سینے میں بھینچ گیا تھا۔

جبکہ اس کی بات سنتی آیت اور زینب چچی نے جب بی جان اور بڑی مما کو یہ خبر سنائی تو سماں جیسے ایک دم۔سے بدل گیا۔

سبھی خوشی سے بے قابو ہوتے اسے ملنے لگے۔

جیسے ہی یہ خبر گردش کرتی ینگ پارٹی تک پہنچی تو سبھی ایک ساتھ ان کے نزدیک آئے اور پارٹی کریکرز زور سے دباتے وہ دلہا دلہنوں سمیت بلند آواز میں ایک ساتھ بولے۔

"کانگریجولیشنز ماما اینڈ بابا ٹو بی۔۔۔۔"

ختم شد۔۔۔